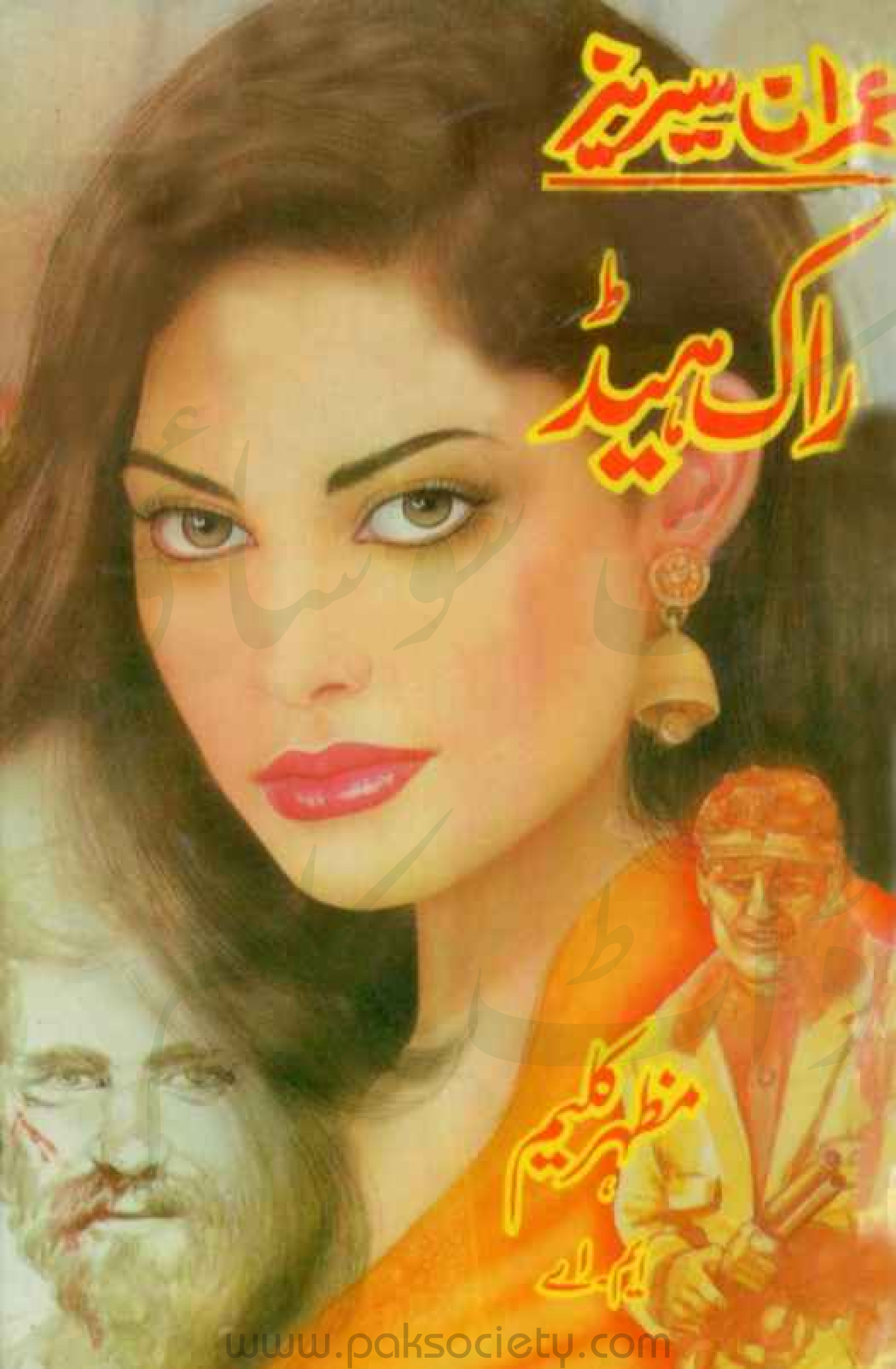
عمران سیریز
راک ہیڈ
مظہر کلیم
ایم اے
www.paksociety.com

عمران سیریز

# راک ہیڈ

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوئشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کیلئے پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہونگے۔

ناشران ---- اشرف قریشی
---- یوسف قریشی
ر ---- محمد یونس
ع ---- ندیم یونس پرنٹرز لاہور
ت ---- 50/ روپے

PK7E@HOTMAIL.COM

# چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون! عمران سیریز میں فور سٹارز کے سلسلے کا یہ نیا ناول "راک ہیڈ" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ فور سٹارز کا سلسلہ قارئین میں جس قدر مقبولیت حاصل کرتا جا رہا ہے۔ اس بنا پر اب قارئین کا مسلسل اصرار رہنے لگا ہے کہ فور سٹارز کے سلسلے کے ناول زیادہ سے زیادہ لکھے جائیں کیونکہ معاشرتی اور سماجی برائیوں کے خلاف فور سٹارز کی جدوجہد سے قارئین کے اندر بھی سماجی اور معاشرتی برائیوں کے خلاف جدوجہد کا جذبہ بڑھتا ہے۔ موجودہ ناول میں بھی فور سٹارز نے ایک ایسی ہی معاشرتی برائی کے خلاف جدوجہد کی ہے جس میں چند ضمیر فروش صرف دولت کے لالچ میں اپنے ہی ملک کی معیشت کو کھوکھلا کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی آپ کو ہر لحاظ سے پسند آئے گا۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کیجئے گا۔ لیکن ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جوابات بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

جھنگ صدر سے سہیل عباس صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں لیکن آپ سے ایک شکایت بھی ہے کہ آپ نے خاور جیسے ذہین ممبر کو اپنے ناولوں میں یکسر نظر انداز کر رکھا ہے۔ حالانکہ خاور میں بھی بے پناہ صلاحیتیں موجود ہیں اور وہ میرا اور میرے

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

دوستوں کا انتہائی پسندیدہ کردار بھی ہے۔ میری درخواست ہے کہ آپ خاور کو ہر ناول میں بھرپور انداز میں پیش کیا کریں بلکہ خاور پر کوئی علیحدہ ناول بھی لکھیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ میری درخواست پر ضرور توجہ دیں گے"۔

محترم سہیل عباس صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ کی شکایت اور درخواست دونوں سر آنکھوں پر۔ خاور واقعی صلاحیتوں کے لحاظ سے کسی سے کم نہیں ہے بلکہ خاور ہی کیا ٹیم کا کوئی ممبر بھی دوسرے سے کسی لحاظ سے کم نہیں ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ عمران کے لئے انتخاب مشکل ہو جاتا ہے۔ بہرحال میں کوشش کروں گا کہ آئندہ آپ کو اور آپ کے دوستوں کو شکایت پیدا نہ ہو۔ جہاں تک خاور پر علیحدہ ناول لکھنے کا تعلق ہے تو جیسے ہی خاور کی صلاحیتوں کے مطابق کوئی مشن سامنے آیا تو پھر یہ فرمائش بھی خود بخود پوری ہو جائے گی۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ سے حکومت علی نیازی صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ ے ناول مجھے اور میرے دوستوں کو بے حد پسند ہیں۔ خاص طور پر وہ ل جس میں تیز رفتار ایکشن کی بہتات ہوتی ہے۔ آپ بعض اوقات شن کے بغیر صرف سسپنس پر مبنی ناول لکھ دیتے ہیں جو ایکشن د کرنے والوں کو اچھے نہیں لگتے۔ اس لئے آپ سے درخواست ہ کہ آپ تیز رفتار اور مسلسل ایکشن پر مبنی ناول زیادہ سے زیادہ لکھا یں"۔

محترم حکومت علی نیازی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ میرے قارئین کا حلقہ بے حد وسیع ہے اور قارئین میں ہر عمر اور مختلف ذہنی سطح کے افراد شامل ہیں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ میرے قارئین کی اکثریت ایکشن کو زیادہ پسند کرتی ہے۔ لیکن بے شمار قارئین ایسے بھی ہیں جو ایکشن کو بچگانہ پن قرار دیتے ہیں اور صرف سسپنس پر مبنی ناول پڑھنا زیادہ پسند کرتے ہیں اور مجھے تمام قارئین کا احترام کرنا پڑتا ہے اس لئے بعض اوقات ایکشن پسند کرنے والے قارئین کو شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جس طرح صرف سسپنس پسند کرنے والے قارئین آپ کی پسند کا احترام کرتے ہیں اسی طرح آپ بھی ان کی پسند کا احترام کریں گے۔ بہرحال میری کوشش رہے گی کہ ایسے ناول زیادہ سے زیادہ لکھے جائیں جن میں ایکشن اور سسپنس پسند کرنے والے قارئین بیک وقت لطف اندوز ہو سکیں۔

مظفر گڑھ سے محمد دانیال ارشد صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بے حد پسند ہیں خاص طور پر "بلاسٹنگ اسٹیشن" تو بے حد پسند آیا ہے البتہ ایک شکایت ضرور ہے کہ عمران کا کردار اب ضرورت سے زیادہ سنجیدہ ہوتا جا رہا ہے۔ آپ ضرور اس طرف توجہ دیں تاکہ عمران کے کردار کی وہی چاشنی باقی رہے جو اس کے کردار کی خصوصیت ہے"۔

محترم محمد دانیال ارشد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ کے ساتھ ساتھ بے شمار قارئین نے بھی عمران کی

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

سنجیدگی کو محسوس کرتے ہوئے یہی شکایت کی ہے لیکن شاید آپ نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی کارکردگی کی شہرت اب اس قدر پھیل چکی ہے کہ اب عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے میں آنے والے مجرم اور سیکرٹ ایجنسیاں اپنی پوری تیاری کر کے آتی ہیں۔ اس طرح مقابلہ انتہائی سخت ہو جاتا ہے اور عمران کو مذاق کرنے اور مزاحیہ حرکتیں کرنے کا موقع ہی نہیں مل سکتا اور اس کی زیادہ توجہ مشن کی تکمیل پر ہی مرکوز رہتی ہے بہرحال میں کوشش کروں گا کہ عمران کو اس بات کا قائل کر سکوں کہ وہ مشن کو اپنے مخصوص انداز میں ہی مکمل کیا کرے۔ مجھے یقین ہے کہ آئندہ وہ آپ کو شکایت کا موقع نہ دے گا۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم۔اے

PK7E@HOTMAIL.COM



PK7E@HOTMAIL.COM

عمران نے کار فلیٹ کے سامنے روکی اور دروازہ کھولنے کے لئے وہ کار سے اتر کر گیراج کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اسے سیڑھیوں کے اوپر کسی کی آہٹ سی محسوس ہوئی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اوپر کوئی موجود ہو۔ اس کا ہاتھ تیزی سے جیب کی طرف بڑھا۔

"کوئی کار رکی تو ہے۔ کوئی آیا ہے بیٹے"---- اسی لمحے اسے اوپر بالکونی سے ایک کپکپاتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"دادا وہ بڑے صاحب ہمیں ماریں گے تو نہیں"---- ایک بچے کی تشویش بھری آواز سنائی دی تو عمران گیراج کی طرف جانے کی بجائے تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھا اور سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا تو اس نے دیکھا کہ فلیٹ کا دروازہ بند تھا اور ایک بوڑھا آدمی جس کی چھوٹی سی سفید داڑھی تھی اور اس کے ہاتھ میں لاٹھی پکڑی ہوئی تھی کونے میں دبکا کھڑا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید خوف کے

www.paksociety.com

تاثرات موجود تھے۔ اس کی آنکھیں اس طرح آدھی بند اور آدھی کھلی ہوئی تھیں جیسے تیز روشنی میں چندھیا گئی ہوں۔ اس کی لاٹھی پکڑے ایک آٹھ نو سال کا بچہ بھی دبکا ہوا کھڑا تھا۔ اس بچے اور بوڑھے دونوں کے جسموں پر لباس صاف ستھرا تھا لیکن لباس کی حالت بیحد خستہ دکھائی دے رہی تھی۔ بچے کے پیروں میں بوٹ بغیر جرابوں کے تھے البتہ ان بوٹوں کو اوپر سے اس طرح رگڑا گیا تھا کہ یوں لگتا تھا جیسے پرانے دور میں اس پر موجود پالش کو رگڑ رگڑ کر دوبارہ چمکانے کی کوشش کی گئی ہو۔ بوڑھے کے پیروں میں سلیپر تھے۔ بچے کی چہرے پر بھی خوف اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات موجود تھے۔ عمران نے ایک نظر میں یہ سب کچھ دیکھ لیا تھا۔ سردی کی وجہ سے دونوں کے جسم ہلکے ہلکے کانپ رہے تھے کیونکہ ان کے جسموں پر سوئیٹر یا گرم لباس قطعی موجود نہ تھا۔

"السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاۃ"---- عمران نے اوپر چڑھ کر مسکراتے ہوئے انتہائی نرم لہجے میں کہا اور اس کے اس طرح نرم لہجے میں سلام کرنے کا اس بوڑھے اور بچے دونوں پر انتہائی خوشگوار اثر نمودار ہوا۔ ان کے چہروں پر موجود خوف اور پریشانی کے تاثرات جیسے یکلخت غائب ہو گئے۔

"وعلیکم السلام آپ۔ آپ بڑے صاحب ہیں"---- بوڑھے نے رک رک کر اور قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں آپ کا بیٹا ہوں بابا جی۔ بڑا یا چھوٹا صاحب نہیں ہوں۔ یہ میرا فلیٹ ہے لیکن آپ یہاں باہر سردی میں اس طرح کیوں کھڑے ہیں۔ آپ نے گھنٹی نہیں بجائی شاید ورنہ سلیمان آپ کو اندر بٹھاتا۔ یہاں تو بیحد سردی ہے"---- عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"ب۔ بب۔ بیٹا۔ مگر۔ مگر میں تو بیحد غریب آدمی ہوں صاحب۔ میں تو بہت غریب ہوں جناب۔ میرا نام کرم دین ہے جناب اور یہ میرا پوتا آصف ہے۔ میرا اکلوتا بیٹا احمد علی جناب اللہ کی مرضی۔ وہ رکشہ چلاتا تھا جناب۔ دو سال پہلے رکشہ الٹ گیا اور میرے بیٹے کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ بس پھر ہم اور بھی غریب ہو گئے۔ میں بہت بوڑھا آدمی ہوں لیکن اب بھی میں کام تو کرتا ہوں۔ میں اور میرا پوتا اور میری بہو ہم باداموں کو توڑ کر ان کی گریاں نکالتے ہیں م۔ مگر مہنگائی بہت ہے جناب۔ ہمارا گزارہ نہیں ہوتا۔ میری عینک ٹوٹ گئی تھی چھوٹے صاحب نے مجھے عینک دلا دی۔ لیکن جناب۔ میں بوڑھا آدمی ہوں۔ سڑک پار کرنے لگا کہ ایک آدمی مجھ سے ٹکرا گیا اور عینک گر کر پھر ٹوٹ گئی میرے پاس تو عینک لینے کے لئے پیسے نہیں ہیں میں پوتے کو ساتھ لے کر چھوٹے صاحب کے پاس آیا میں نے گھنٹی بجائی۔ چھوٹے صاحب باہر آئے مگر چھوٹے صاحب نے ہمیں دھتکار دیا۔ چھوٹے صاحب نے کہا کہ میں نے ٹھیکہ نہیں لے رکھا عینک بنوانے کا اور چھوٹے صاحب نے دروازہ بند کر دیا۔ میرا پوتا تو رونے لگ گیا وہ کہتا تھا کہ ہم واپس چلیں لیکن مجھے اس دکاندار نے جو ہم سے گریاں نکلواتا ہے بتایا تھا کہ چھوٹے صاحب کا بڑا صاحب بھی ہے اور بڑا

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

صاحب بہت اچھا آدمی ہے اس لئے میں یہاں رک گیا کہ شاید بڑے صاحب کو مجھ بوڑھے پر رحم آ جائے اور میری عینک بن جائے ورنہ مجھے تو اب بالکل کچھ نظر نہیں آتا۔ میں تو اندھا ہو گیا ہوں عینک کے بغیر۔ بڑے صاحب خدا کی قسم میں نے جان بوجھ کر عینک نہیں توڑی۔ آپ کو خدا کا واسطہ بڑے صاحب۔ مجھ بوڑھے پر رحم کریں۔ مجھے عینک بنوا دیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب میں اسے دھاگہ باندھ کر رکھوں گا۔ اب میں اسے نہیں توڑوں گا آپ مجھے نہ دھتکاریں بڑے صاحب۔ خدا کے لئے بوڑھے پر رحم کریں"۔۔۔۔ بوڑھے نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور آخر میں اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہنے لگ گئے اور اس نے دونوں ہاتھ عمران کے سامنے باندھ دیئے۔

"ارے ارے۔ آپ یہ کیا کر رہے ہیں بابا جی۔ آپ میرے والد کی جگہ پر ہیں لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ یہاں آئیں اور سلیمان آپ کو دھتکار دے"۔۔۔۔ عمران نے تیزی سے آگے بڑھ کر بوڑھے کرم دین کے بندھے ہوئے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا صاحب۔ میں جھوٹ نہیں ں رہا۔ آپ میرے پوتے آصف سے پوچھ لیں۔ میں جھوٹ نہیں ں رہا۔ لیکن آپ چھوٹے صاحب کو کچھ نہ کہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ں دکاندار کو شکایت کر دے اور وہ ہم سے گریاں نکلوانا بند کر دے۔ تو ہم بھوکے مر جائیں گے"۔۔۔۔ بوڑھے نے کانپتے ہوئے لہجے



میں کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے مخصوص انداز میں دو بار گھنٹی بجائی تو چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور سلیمان کی شکل نظر آئی۔

"آپ آ گئے۔ اوہ۔ یہ ابھی تک یہیں کھڑے ہیں"۔۔۔۔ سلیمان نے عمران اور اس بوڑھے اور بچے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم نے انہیں دھتکار دیا ہے اس قدر شدید سردی میں انہیں باہر کھڑے رکھا ہے"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ دراصل میں نے اسے عینک دلا دی تھی مگر اس نے توڑ ڈالی۔ وہ۔ وہ۔۔۔" عمران کے لہجے اور چہرے پر ابھرے آنے والے تاثرات دیکھ کر سلیمان نے بری طرح گھبراتے ہوئے کہا۔

"تم سے بعد میں بات ہو گی۔ میں انہیں ساتھ لے کر جا رہا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ بوڑھے کرم دین سے مخاطب ہو گیا۔

"آؤ بابا۔ آؤ میرے ساتھ۔ میں آپ کو عینک دلا دوں"۔ عمران نے بوڑھے کا بازو پکڑ کر اسے سیڑھیوں کی طرف لے جاتے ہوئے کہا۔

"اللہ آپ کو جزا دے گا بڑے صاحب۔ آپ کی آنکھوں کا نور سلامت رکھے گا بڑے صاحب"۔۔۔۔ بوڑھے نے مسرت سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے آپ بیٹا کہیں گے۔ بڑے صاحب نہیں۔ ورنہ میں آپ سے

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"ناراض ہو جاؤں گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر اس لڑکے کا بازو بھی پکڑ لیا جو مسلسل خاموش کھڑا ہوا تھا لیکن اس کے چہرے پر بیچارگی اور بے بسی کے تاثرات جیسے مجسم ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"آؤ آصف بیٹے۔ آؤ"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور آصف کے چہرے پر اس طرح مسرت کے تاثرات ابھر آئے جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ بڑا صاحب اسے بیٹا بھی کہہ سکتا ہے۔

"صاحب۔ میں انہیں عینک دلا دیتا ہوں"۔۔۔۔ سلیمان نے جلدی سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"واپس جاؤ"۔۔۔۔ عمران نے اسے بری طرح جھڑکتے ہوئے کہا اور سلیمان منہ لٹکائے وہیں کھڑا رہ گیا اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن اب اس میں ہمت نہ رہی تھی کہ وہ عمران سے مزید کوئی بات کرتا۔ سیڑھیوں سے نیچے آ کر عمران نے کار کا دروازہ کھولا اور آصف کو فرنٹ سیٹ پر بٹھا دیا۔

"آیئے بابا جی۔ بیٹھیں"۔۔۔۔ عمران نے کار کا عقبی دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"بب۔ بب۔ بڑے۔ بب۔ بب۔ بیٹا۔ میں اور کار میں"۔ بابا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس کا خیال ہو کہ عمران نے شاید غلطی سے اسے کار میں بیٹھنے کا کہہ دیا ہو اور اگر وہ کار میں بیٹھ گیا تو عمران کہیں اسے دھتکار نہ دے۔

PK7E@HOTMAIL.COM



"یہ آپ کے بیٹے کی کار ہے بابا جی۔ اس لئے آپ کا حق ہے کہ آپ اس کار میں بیٹھیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بابا کرم دین کا بازو پکڑ کر اسے عقبی سیٹ پر آرام سے بٹھایا اور پھر کار کا دروازہ بند کر کے وہ گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ فرنٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا آصف کار کی چیزوں کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے بچے ونڈر لینڈ پر پہنچ کر ہر چیز کو انتہائی حیرت اور دلچسپی سے دیکھتے ہیں۔ عمران نے کار سٹارٹ کی اور ساتھ ہی ہیٹر بھی آن کر دیا دوسرے لمحے کار تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔

"تمہیں بولنا آتا ہے آصف"۔۔۔۔ عمران نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آصف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ مم۔ مگر آپ تو بڑے صاحب ہیں"۔۔۔۔ آصف نے بڑے معصومیت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو کیا بڑے صاحب کے سر پر سینگ ہوتے ہیں اور تمہیں خطرہ ہے کہ اگر تم بولے تو بڑا صاحب تمہیں سینگ مار دے گا"۔ عمران نے کہا تو آصف بے اختیار ہنس پڑا۔

"نہیں۔ دادا نے کہا تھا کہ تم نہ بولنا۔ کہیں بڑے صاحب ناراض نہ ہو جائیں"۔۔۔۔ آصف نے اسی طرح معصوم سے لہجے میں کہا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تم مجھے بڑا صاحب نہیں کہو گے۔ انکل کہو گے۔ سمجھ گئے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

"انکل۔ وہ کیا ہوتا ہے"۔۔۔۔ آصف نے معصوم سے لہجے میں پوچھا۔

"میں تمہارے ابو کا بھائی ہوں اور تمہارے دادا کا بیٹا ہوں اور ابو کے بھائی اور دادا کے بیٹے کو انکل کہتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"تو کیا آپ سچ مچ میرے انکل ہیں۔ میرے ابو کے بھائی ہیں اور میرے دادا کے بیٹے ہیں"۔۔۔۔ آصف نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"ہاں بیٹے سچ مچ"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو آصف بے اختیار خوشی سے اچھل پڑا۔ اس کے معصوم سے چہرے پر جیسے یکلخت بے پناہ مسرت کا آبشار سا بہنے لگ گیا۔ آنکھوں میں چمک سی آگئی تھی۔

"تھوڑی دیر بعد عمران نے کار ایک آپٹیکل شاپ کے سامنے روکی اور پھر وہ بوڑھے کرم دین کو کار سے اتار کر اس کا بازو پکڑے دکان میں پہنچ گیا۔ آصف بھی ساتھ تھا۔

"آپ کے ہاں نظر چیک کرنے کا انتظام ہے"۔۔۔۔ عمران نے کاؤنٹر بوائے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر۔ ہمارا علیحدہ شعبہ ہے اس کے لئے۔ جس میں کوالیفائیڈ ڈاکٹر صاحب چیک کرتے ہیں۔ جدید ترین کمپیوٹر مشینری ہے"۔ کاؤنٹر بوائے نے انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"کس طرف ہے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا تو کاؤنٹر بوائے نے ایک

PK7E@HOTMAIL.COM



راہداری کی طرف اشارہ کر دیا۔ عمران بوڑھے کو بازو سے پکڑ کر ایک طرف بنی ہوئی راہداری میں آیا اور چند لمحوں بعد وہ واقعی ایک آفس نما کمرے میں موجود تھے جہاں ڈاکٹر اور مشینری موجود تھی۔ عمران نے بوڑھے کرم دین کی نظر چیک کرائی۔

"بڑھاپے کی وجہ سے نظر خاصی کمزور ہے جناب۔ لیکن بابا جی کی آنکھ میں کوئی بیماری نہیں ہے حالانکہ اس عمر میں اکثر پیچیدہ بیماریاں آنکھوں میں پیدا ہو جاتی ہیں"۔۔۔۔ ڈاکٹر نے بابا کرم دین کا کارڈ بناتے ہوئے عمران سے کہا۔

"اللہ تعالیٰ بڑا رحیم و کریم ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر کارڈ پکڑے وہ بوڑھے کرم دین کو لئے واپس دکان میں آگیا اور اس نے چار خاصے مضبوط اور قیمتی فریم پسند کر کے ان میں شیشے ڈالنے کا کہہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد چار عینکیں تیار ہو گئیں تو ایک عینک عمران نے بابا کرم دین کو پہنائی تو بابا کرم دین اس طرح خوش ہو گیا جیسے کسی اندھے کو اچانک نظر آنے لگ جائے تو اس کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھتا ہے۔

"تم۔ تم نے مجھے میرا نور واپس دلایا ہے بیٹے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کا نور قائم رکھے گا"۔۔۔۔ بوڑھے نے مسرت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے بابا کا شکریہ ادا کیا اور پھر بل دے کر وہ بابا اور آصف کو ساتھ لے کر دکان سے باہر آگیا۔

اب بابا کرم دین خود ہی چلتا ہوا دکان سے باہر آگیا تھا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

"یہ تو مجھے پہلے سے بھی زیادہ اچھی طرح نظر آنے لگ گیا ہے۔ پہلے تو مجھے اس قدر صاف نظر نہ آتا تھا"۔۔۔۔ بابا کرم دین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران سمجھ گیا کہ کم پیسوں کی وجہ سے نظر چیک نہ ہوئی ہو گی اور اندازے سے ہی عینک تیار کی گئی ہو گی اور ظاہر ہے کم پیسوں کی وجہ سے گھٹیا شیشے ڈالے گئے ہوں گے اس لئے بابا کو صاف نظر نہ آتا ہو گا۔

"ہم کہاں ہیں بیٹے۔ ہمیں راستہ بتا دو تاکہ ہم گھر پہنچ جائیں۔ یہ جگہ تو میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی"۔۔۔۔ بوڑھے کرم دین نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کار میں بیٹھیں۔ میں آپ کے ساتھ آپ کے گھر جاؤں گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر انہیں کار میں بٹھا کر وہ آگے بڑھ گیا۔ پھر اس نے ایک بڑے ڈیپارٹمنٹل سٹور کے سامنے کار روکی۔

"آپ لوگ بیٹھیں۔ مجھے کام ہے میں ابھی آتا ہوں"۔ عمران نے آصف اور بابا کرم دین سے کہا اور کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترا اور ڈیپارٹمنٹل سٹور میں داخل ہو گیا۔ اس نے وہاں سے اچھی خاصی خریداری کی اور چھوٹے بڑے خریداری کے پیکٹ لا کر کار کی ڈگی میں رکھ دیئے اور دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔

"ہاں بابا جی۔ اب بتائیں کہ آپ کا گھر کہاں ہے"۔۔۔۔ عمران نے عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے بابا کرم دین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"معصوم شاہ محلے میں"۔۔۔۔ بابا نے جواب دیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM



"معصوم شاہ محلہ کہاں ہے"۔۔۔۔ عمران نے حیران ہو کر پوچھا کیونکہ وہ یہ نام ہی پہلی بار سن رہا تھا۔

"بڑے ہسپتال کے پیچھے ہے بیٹے"۔۔۔۔ بابا کرم دین نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب میں سمجھ گیا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کار آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ جنرل ہسپتال کو کراس کر کے اس کے عقب میں پھیلی ہوئی آبادی میں پہنچ گیا۔ فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آصف نے اسے راستہ بتانا شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد عمران ایک تنگ سی گلی کے سامنے پہنچ گیا۔

"اس گلی میں ہمارا گھر ہے انکل"۔۔۔۔ آصف نے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے کار روکی اور پھر وہ نیچے اتر آیا بابا کرم دین بھی نیچے اتر آیا۔ باہر چھوٹی چھوٹی کئی دکانیں تھیں اور وہاں موجود سب لوگ حیرت سے عمران اور اس کی کار کو دیکھ رہے تھے۔ ان سب کے چہروں سے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ اس گلی میں شاید سپورٹس کار پہلی بار داخل ہوئی تھی۔

"بیٹے۔ اب میں تمہیں کہاں بٹھاؤں۔ ہمارے گھر میں تو ایک ہی کمرہ ہے۔ بٹھانے کی تو کوئی جگہ ہی نہیں ہے"۔۔۔۔ بوڑھے کرم دین نے انتہائی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوا بابا۔ میں تو آپ کا بیٹا ہوں۔ اسی کمرے میں بیٹھ جاؤں گا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور مڑ کر اس نے کار

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

کی ڈگی کھولی اور اس میں موجود چھوٹے بڑے پیکٹ اٹھائے اور پھر ڈگی بند کر کے وہ آگے بڑھا۔ آصف اس دوران بھاگ کر شاید اپنی ماں کو ان کی آمد کے بارے میں بتانے گیا تھا۔ عمران بابا کرم دین کے ساتھ چلتا ہوا گلی میں داخل ہوا اور پھر وہ واقعی ایک کمرے کے سامنے پہنچ گئے۔ کمرے کے دروازے پر ایک پھٹا ہوا ٹاٹ پڑا ہوا تھا اور آصف باہر کھڑا ہوا تھا اس گلی میں سارے اسی ٹائپ کے ہی کمرے تھے اور کمروں میں سے بچے اور عورتیں نکل کر حیرت سے عمران کو اس طرح دیکھ رہی تھیں جیسے عمران انسان کی بجائے کوئی عجوبہ ہو۔ جبکہ عمران ان کمروں' وہاں موجود بچوں اور عورتوں کی حالت دیکھ کر دل ہی دل میں شرمندہ سا ہو رہا تھا کہ یہاں لوگ اس قدر خراب اور خستہ حالت میں رہتے ہیں اور اسے اس کا علم تک نہ تھا۔ اس کے ہونٹ بھنچ گئے تھے۔

"انکل اماں کہتی ہیں کہ آپ کو کہاں بٹھائیں گے"۔۔۔۔ آصف نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"تمہاری اماں میری بہن ہے بیٹے آصف۔ اس لئے تم فکر نہ کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ اپنی بہن کے ساتھ کمرے کے فرش پر بیٹھ جاؤں گا"۔۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کر اونچی آواز میں کہا تاکہ ارد گرد موجود عورتیں یہ بات اچھی طرح سن لیں اور اس نے دیکھ لیا کہ اس کا یہ فقرہ سن کر ارد گرد موجود عورتوں کے چہروں پر اطمینان بھری مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔ اسی لمحے پردہ ہٹا اور ایک لاغر سی ادھیڑ عمر

PK7E@HOTMAIL.COM



عورت باہر آگئی۔

"آپ نے مجھے بہن کہا ہے اس لئے اب کوئی پردہ نہیں ہے۔ بھائی سے بہن کیسے پردہ کر سکتی ہے۔ آجائیں اندر آجائیں"۔۔۔۔ اس عورت نے مسکراتے ہوئے کہا اور پردہ ہٹا دیا۔ عمران سر نیچا کر کے اندر داخل ہوا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے ایک کونے میں دو ٹوٹے پھوٹے صندوق پڑے ہوئے تھے۔ زمین پر چٹائیاں بچھا کر فرش بنایا گیا تھا اور دوسرے کنارے پر دو بستر بھی پڑے ہوئے تھے۔ بابا کرم دین اور آصف دونوں عمران کے پیچھے اندر آگئے اور پھر وہ سب وہیں فرش پر ہی بیٹھ گئے۔

"بہن۔ یہ میں اندازے سے تمہارے لئے کپڑے لے آیا ہوں۔ انہیں ایک بھائی کا تحفہ سمجھ کر قبول کرلو"۔۔۔۔ عمران نے دو بڑے بنڈل اٹھا کر آصف کی ماں کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ آصف کی ماں نے عمران کا شکریہ ادا کیا اور بنڈل پکڑ کر کھول لئے۔ لیکن بنڈل میں موجود لباس دیکھ کر اس کا چہرہ بے اختیار بجھ سا گیا۔

"یہ لباس میں کیسے پہن سکتی ہوں۔ یہ تو بہت قیمتی ہیں"۔ آصف کی ماں نے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ بھائی کا تحفہ ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بھائی صاحب۔ آپ تو یہ لباس دے کر چلے جائیں گے لیکن یہ لباس پہن کر میں یہاں کی عورتوں کی باتوں کا نشانہ بن جاؤں گی۔ یہاں

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

کوئی تسلیم ہی نہیں کرے گا کہ ہم جیسے غریبوں کو اتنا مہنگا لباس تحفے میں دینے والا بھائی بھی ہو سکتا ہے اس لئے میں انہیں نہیں پہن سکتی۔ ویسے آپ کا بیحد شکریہ"۔۔۔۔ آصف کی ماں نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ وہ آصف کی ماں کی بات کی گہرائی سمجھ گیا تھا۔ اسے دراصل اندازہ نہ تھا کہ یہ لوگ اس حد تک غربت کے ماحول میں رہتے ہوں گے۔

"یہ کمرہ آپ کا ذاتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔ کرائے پر ہے۔ چالیس روپے ماہوار کرایہ دیتے ہیں۔ ہم بڑے محلے میں رہتے تھے۔ وہاں آصف کے ابا کا اپنا تین کمروں کا مکان تھا لیکن رکشہ الٹنے کی وجہ سے وہ ٹوٹ گیا تھا اور رکشے کے مالک نے ہم سے اس کی مرمت کی بھاری رقم مانگی۔ وہ بدمعاش اور بااثر آدمی تھا۔ اس نے ہمیں دھمکی دی کہ اگر ہم نے رقم نہ دی تو وہ آصف کو اغوا کر کے کسی کے ہاتھ بیچ دے گا۔ ہمارے پاس اتنی رقم کہاں تھی چنانچہ اس نے ہمارے مکان پر رقم کے بدلے میں قبضہ کر لیا اور ہمیں وہاں سے نکال دیا۔ تب سے ہم یہاں رہتے ہیں"۔ آصف کی ماں نے آہستہ آہستہ اور دکھ بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کتنی رقم مانگی تھی اس نے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ساٹھ ہزار روپے"۔۔۔۔ آصف کی ماں نے جواب دیا۔

"ساٹھ ہزار روپے رکشے کی مرمت پر خرچ تو نہیں ہو سکتے"۔

PK7E@HOTMAIL.COM



عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"رکشے کا تو معمولی سا نقصان ہوا تھا جناب۔ لیکن اصل نقصان تو یہ ہوا کہ میرے سر سے میرا تاج ہٹ گیا۔ میرا خاوند مر گیا اور میں لاوارث ہو گئی۔ آصف چھوٹا سا بچہ ہے جبکہ بابا کرم دین کو آپ دیکھ رہے ہیں۔ ہم سب اس کا کیا بگاڑ سکتے تھے۔ کمزوروں کی یہاں کون سنتا ہے"۔۔۔۔ آصف کی ماں نے روتے ہوئے کہا۔

"رو نہیں بہن۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ تم اب لاوارث نہیں ہو۔ مجھ جیسے بہت سے بھائیوں کی بہن ہو۔ یہ لباس بے شک ابھی مت پہنو لیکن اسے اپنے پاس رکھ لو۔ جلد ہی وہ وقت آ جائے گا جب تم اسے فخر سے پہن سکو گی"۔۔۔۔ عمران نے آصف کی ماں کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور آصف کی ماں نے خاموشی سے لباس کے ڈبے عمران کے ہاتھ سے لے لئے۔

"آصف۔ یہ تمہارے لئے لباس ہے۔ کھلونے اور یہ گھڑی اور تم اب باداموں کی گریاں نہیں نکالو گے بلکہ سکول میں پڑھو گے۔ سمجھے"۔۔۔۔ عمران نے دو اور ڈبے اٹھا کر آصف کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو آصف بے اختیار خوشی سے اچھلنے لگا۔

"اور بابا آپ کے لئے لباس اور جوتے"۔۔۔۔ عمران نے دو اور ڈبے اٹھا کر بابا کرم دین کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تم نے مجھے میری آنکھیں لوٹا دی ہیں۔ میرے لئے تو اتنا ہی بہت ہے۔ جب سے میرا جوان اکلوتا بیٹا ہلاک ہوا ہے مجھے اب لباس وغیرہ

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

سے کوئی دلچسپی نہیں رہی"۔۔۔۔ بابا کرم دین نے گلوگیر لہجے میں کہا اور اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔

"جس طرح میں آصف کی ماں کا بھائی ہوں اسی طرح آپ کا بیٹا بھی ہوں بابا جی۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ بس میرے حق میں دعا کر دیا کریں"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی آصف کی ماں اور بابا کرم دین بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"آپ کے مکان کا پتہ اور اس آدمی کا پتہ کیا ہے جس نے اس مکان پر قبضہ کیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بھائی صاحب۔ خدا کے لئے کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے بعد میں ہمیں اذیت ناک نتیجہ بھگتنا پڑے۔ وہ بدمعاش اور کمینہ آدمی ہے اور ہم انتہائی کمزور اور بے بس ہیں۔ آپ تو چلے جائیں گے لیکن اس نے ہمارا جینا حرام کر دینا ہے"۔۔۔۔ آصف کی ماں نے کہا۔

"بہن جب میں نے ایک بار کہہ دیا ہے کہ سب ٹھیک ہو جائے گا تو مجھ پر اعتماد کریں۔ وہ شخص آئندہ آپ کی طرف انگلی بھی نہ اٹھائے گا۔ اس بات کی میں آپ کو ضمانت دیتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ اور ٹھوس لہجے میں کہا۔

"اس آدمی کا نام تو اعظم ہے لیکن لوگ اسے پھیما پھیما کہتے ہیں۔ دربار محلے میں اس کا ہوٹل ہے جسے پھیمے کا ہوٹل کہتے ہیں۔ ساتھ ہی اس نے بہت سے رکشے بھی رکھے ہوئے ہیں جو وہ کرائے پر دیتا ہے۔ ہمارا مکان بھی دربار محلے میں بڑی مسجد کے بالکل سامنے

PK7E@HOTMAIL.COM



ہے۔ اس مکان میں پھیمے نے ہوٹل کا فالتو سامان رکھا ہوا ہے۔ اس کے استعمال میں وہ دکان ہے۔ میں دو روز پہلے وہاں سے گزری تھی اس کے دروازے کا رنگ اب نیلا کرا دیا گیا ہے۔ ایک ہی مکان ہے جس کا دروازہ نیلے رنگ کا ہے"۔۔۔۔ آصف کی ماں نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ بس اتنا کافی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور سلام کر کے وہ اس کمرے سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا گلی میں سے گزرتا ہوا باہر موجود اپنی کار کی طرف بڑھنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے آگے بڑھ کر مین روڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ایک کھلی جگہ پر اس نے کار روکی اور پھر کار کے ڈیش بورڈ کے نیچے لگے ہوئے ٹرانسمیٹر پر اس نے ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے فریکونسی ایڈجسٹ کر کے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے کال دینا شروع کر دی۔

"یس باس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"کہاں موجود ہو تم اس وقت۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ہوٹل مالا بار ہلز میں۔ اوور"۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"سنٹرل ہسپتال کے عقب میں مین روڈ پر ایک ریستوان ہے کنگ ریستوران۔ میں وہاں موجود ہوں تو فوراً پہنچ جاؤ۔ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترا اور پھر کار لاک کر کے قریب ہی موجود کنگ ریستوران کی طرف بڑھ

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

گیا۔ ریستوران چھوٹا سا تھا لیکن صاف ستھرا تھا۔ عمران ایک علیحدہ میز پر جا کر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے ویٹر قریب آ گیا۔

"میرا ایک ساتھی آ رہا ہے وہ آ جائے پھر آرڈر دوں گا"۔ عمران نے کہا تو ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ دس منٹ بعد ٹائیگر ریستوران میں داخل ہوا اور تیز تیز قدم اٹھاتا عمران کی طرف بڑھنے لگا اور پھر اس نے قریب آ کر بڑے مودبانہ انداز میں سلام کیا۔

"بیٹھو ٹائیگر"۔۔۔۔ عمران نے سلام کا جواب دینے کے بعد کہا اور ٹائیگر میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ اسی لمحے ویٹر آیا تو عمران نے اسے مشروبات لانے کا کہہ دیا۔

"آپ بیحد سنجیدہ نظر آ رہے ہیں باس۔ خیریت"۔۔۔۔ ٹائیگر نے ویٹر کے جانے کے بعد کہا۔

"دربار محلے کے بارے میں جانتے ہو"۔۔۔۔ عمران نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"دربار محلہ۔ میں تو یہ نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں"۔۔۔۔ ٹائیگر نے چونک کر کہا۔ اسی لمحے ویٹر مشروبات کی بوتلیں ملٹی کلر ٹشو پیپرز میں لپٹی ہوئی لے آیا اور اس نے ایک ایک بوتل عمران اور ٹائیگر کے سامنے رکھ دی۔

"سنو۔ دربار محلہ کہاں ہے۔ کیا تمہیں علم ہے"۔۔۔۔ عمران نے ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM



"دربار محلہ۔ جی ہاں۔ یہاں سے قریب ہی ہے۔ یہ سڑک آگے جا کر مڑ جاتی ہے اور وہاں سے سڑک مشرق کی طرف جاتی ہے۔ یہ سڑک اسی دربار محلے میں ہی جا کر ختم ہوتی ہے"۔۔۔۔ ویٹر نے جواب دیا۔

"شکریہ"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا تو عمران نے مختصر لفظوں میں ٹائیگر کو بابا کرم دین اور اس کے پوتے آصف سے ملاقات سے لے کر اس کے گھر جانے اور پھر واپسی تک سب کچھ بتا دیا۔

"اوہ۔ یہ تو انتہائی ظلم ہے باس۔ ایک تو ان کا آدمی مرا اور دوسرا ان کا مکان بھی چھین لیا گیا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اور اب تم نے اس ظلم کا مداوا اس طرح کرنا ہے کہ اس اعظم عرف جھیما سے یہ مکان واپس لے کر بابا کرم دین' آصف اور اس کی ماں کے حوالے کرنا ہے۔ آصف کو کسی قریبی سکول میں داخل کرانا ہے اور ان لوگوں کے مستقل روزگار کا کوئی بندوبست کرنا ہے۔ یہ سب کام تمہارے ذمے ہیں۔ تم نے اس بارے میں مجھے باقاعدگی سے رپورٹ دینی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بالکل یہ کام میں کروں گا باس۔ مجھے یہ کام کر کے دلی مسرت ہو گی"۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان لوگوں کو مکمل تحفظ ملنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری کارروائی

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

کے بعد وہ جیما یا اس کے آدمی انہیں پریشان کریں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"آپ قطعی بے فکر رہیں باس۔ کسی میں یہ جرات ہی نہیں رہے گی کہ وہ میری بہن اور بابا کی طرف ٹیڑھی آنکھ سے بھی دیکھ سکے۔ میں ہر لحاظ سے ہر بات کا خیال رکھوں گا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"غریب لوگوں کے پاس سب سے قیمتی چیز ان کی عزت ہوتی ہے۔ اس لئے تمہاری تمام کارروائی اس انداز میں ہونی چاہئے کہ کسی کو آصف کی ماں کی طرف انگلی اٹھانے کی جرات نہ ہو سکے"۔ عمران نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں باس"۔۔۔۔ ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جس گلی میں آصف اور بابا کرم دین رہتے ہیں اس گلی میں سارے ایسے ہی کمرے ہیں اور وہاں کے رہنے والوں کو میں نے دیکھا ہے وہ لوگ انتہائی عسرت زدہ زندگی گزار رہے ہیں۔ تم نے وہاں ان لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں۔ ان میں سے جن لوگوں کو کسی بھی شکل میں امداد کی ضرورت ہو تم نے ان سب کی مدد کرنی ہے۔ اس سلسلے میں اگر تمہیں رقم کی ضرورت ہو تو تم جوزف سے رابطہ کر لینا"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور بوتل ختم کر کے اس نے میز پر رکھی اور اٹھ کھڑا ہوا۔

PK7E@HOTMAIL.COM



"اس کی ضرورت نہیں پڑے گی باس"۔۔۔۔ ٹائیگر نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کاؤنٹر پر بل ادا کیا۔ ٹپ دی اور پھر باہر نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا جس کے ساتھ ہی ٹائیگر کی کار بھی موجود تھی۔ عمران نے اپنی کار کا دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ ٹائیگر سلام کر کے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد عمران کی کار آگے بڑھتی چلی گئی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ آفیسرز کالونی پہنچ گیا اور تھوڑی دیر بعد اس نے کار سر عبدالرحمٰن کی کوٹھی کے مین گیٹ پر روک دی۔ دوسرے لمحے گیٹ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

"سلام چھوٹے صاحب"۔۔۔۔ ادھیڑ عمر آدمی نے قریب آ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام۔ اماں بی کہیں گئی ہوئی تو نہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں۔ کوٹھی میں ہی موجود ہیں۔ بڑے صاحب بھی ہیں"۔۔۔۔ ادھیڑ عمر آدمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو عمران سر ہلاتا ہوا کار آگے لے گیا۔ پورچ میں سر عبدالرحمٰن کی ذاتی کار موجود تھی۔ عمران نے کار اس کے سائیڈ پر روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کوٹھی کے اندرونی حصے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا رخ اس کمرے کی طرف تھا جو اماں بی کے لئے مخصوص تھا۔ کمرے کا دروازہ

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

کھلا ہوا تھا۔ عمران نے اندر جھانکا تو اماں بی تخت پوش پر بیٹھی قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں مصروف تھیں اور عمران واپس مڑ گیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اماں بی جب تلاوت کر رہی ہوں تو وہ کسی قسم کی مداخلت قطعاً پسند نہیں کرتیں اس لئے اس نے سوچا کہ جب تک اماں بھی تلاوت سے فارغ ہو جائیں تب تک وہ ڈیڈی سے مل لے۔ کیونکہ ان سے ملاقات ہوئے بھی کافی عرصہ ہو گیا تھا۔ سر عبدالرحمٰن کا کمرہ علیحدہ تھا جسے انہوں نے آفس بھی بنایا ہوا تھا اور جہاں وہ بیٹھے رات گئے تک کام کرتے رہتے تھے۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔

"یس کم ان"---- اندر سے سر عبدالرحمٰن کی سخت آواز سنائی دی اور عمران دروازے کو دھکیل کر کھولتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ سر عبدالرحمٰن بڑی سی دفتری میز کے پیچھے بیٹھے ایک فائل کو پڑھنے میں مصروف تھے۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ"---- عمران نے اندر داخل ہوتے ہی انتہائی مودبانہ لہجے میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام۔ تم اس وقت"---- سر عبدالرحمٰن نے سلام کا جواب دیتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو کیا اپنے والدین کے گھر آنے سے پہلے مجھے وقت لینا پڑے گا یا اخبار میں اشتہار شائع کرانا پڑے گا"---- عمران نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔



"تمہیں نہیں لیکن ہمیں ضرور اخبار میں اشتہار دینا پڑے گا"۔ سر عبدالرحمٰن نے کہا اور عمران ان کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کا گلہ درست ہے ڈیڈی۔ لیکن کیا کروں کارجہاں دراز ہے۔ اس لئے آپ کو میرا انتظار کرنا پڑتا ہے"---- عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن کارجہاں سے تمہارا کیا تعلق۔ تم تو بیکار جہاں کی درازی کی بات کرو"---- سر عبدالرحمٰن نے جواب دیا اور عمران ایک بار پھر سر عبدالرحمٰن کے تیکھے اور گہرے جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔ آج شاید سر عبدالرحمٰن بھی موڈ میں تھے۔

"آپ اگر اس موڈ میں ہر وقت رہیں ڈیڈی تو پھر یہاں سے جانے کو کس کا دل چاہے گا"---- عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یعنی تم مسلسل بیکار رہو اور میں تمہاری بیکاری کا تاوان تمہیں ادا کرتا رہوں۔ سوری۔ میں اس کا قائل نہیں ہوں"۔ سر عبدالرحمٰن کا لہجہ بدل گیا تھا۔

"تاوان۔ کیا مطلب ڈیڈی"---- عمران نے چونک کر پوچھا۔ وہ واقعی سر عبدالرحمٰن کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکا تھا۔

"بیکاری کا تاوان۔ جس کے لئے تمہیں آج اچانک یہاں آنا پڑا ہے"---- سر عبدالرحمٰن نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ آپ تو واقعی روشن ضمیر ہو گئے ہیں۔ آپ کو تو اب

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

ریٹائرمنٹ لے کر خلق خدا کی خدمت کرنی چاہئے۔ کمال ہے۔ ابھی میں نے بات ہی نہیں کی اور آپ کو علم ہو گیا کہ مجھے رقم کی ضرورت ہے"۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے انداز میں آنکھیں پھاڑے ہوئے کہا۔

"کتنی رقم چاہئے تمہیں"۔۔۔۔ سرعبدالرحمٰن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس تھوڑی سی ڈیڈی۔ وہ دراصل اب قرض خواہوں نے میرا ناطقہ بند تو کیا سیلڈ کر دیا ہے۔ صرف پچاس لاکھ روپے۔ بالکل معمولی سی رقم ہے۔ میں نے تو سلیمان سے کہا تھا کہ وہ آپ کے پاس چلا جائے اور یہ معمولی سی رقم لے آئے۔ وہ تیار بھی ہو گیا تھا لیکن پھر مجھے خیال آگیا کہ اس کی تو تنخواہوں اور الاؤنسوں کی رقم ہی اس سے زیادہ بن جائے گی اس لئے کہیں وہ درمیان میں ہی ضبط نہ کر لے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کتنی تنخواہ دیتے ہو تم سلیمان کو"۔۔۔۔ سرعبدالرحمٰن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"دینے کے لئے میرے پاس ہے ہی کیا ڈیڈی۔ کبھی کبھار سیکرٹ سروس کا چیف کوئی کام دے دیتا ہے تو ایک چھوٹا سا چیک مل جاتا ہے اور بس۔ اسی لئے تو سلیمان کا بل بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اور اس کے باوجود تم کار جہاں دراز ہے کی بات کر رہے تھے"۔



سرعبدالرحمٰن نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جب کہیں سے قرضہ نہ مل سکے تو پھر یہی کچھ ہوتا ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن جب تم کوئی کام ہی نہیں کرتے تو پھر وہ کون لوگ ہیں جو تمہیں اکثر بھاری رقمیں قرض دے دیتے ہیں۔ تم ان کی لسٹ مجھے دے جاؤ میں جانوں اور وہ"۔۔۔۔ سرعبدالرحمٰن نے کہا۔

"مطلب ہے کہ آئندہ کے لئے سکوپ ہمیشہ کے لئے ختم۔ سوری ڈیڈی۔ ویسے آپ کے نام میں اتنا رعب اور دبدبہ ہے کہ بس آپ کا نام سنتے ہی لوگ فوراً ادھار دے دیتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ سرعبدالرحمٰن کوئی جواب دیتے کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور عمران کی اماں بی اندر داخل ہوئیں۔

"عمران۔ تم اور یہاں آ کر بیٹھ گئے ہو۔ کیوں۔ پہلے میرے پاس کیوں نہیں آئے"۔۔۔۔ اماں بی نے اندر داخل ہوتے ہی انتہائی پرجلال لہجے میں کہا تو عمران ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ اماں بی"۔۔۔۔ عمران نے بڑے خشوع و خضوع سے سلام کرتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام۔ جیتے رہو۔ اللہ دشمنوں کی نظر بد سے تمہیں بچائے۔ لیکن میں نے کیا پوچھا تھا"۔۔۔۔ اماں نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اماں بی۔ میں نے پہلے آپ کے پاس ہی حاضری دی تھی لیکن

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

آپ قرآن مجید کی تلاوت کر رہی تھیں اور مجھے معلوم ہے کہ ایسے موقع پر آپ کسی قسم کی مداخلت پسند نہیں کرتیں اس لئے میں ڈیڈی کو سلام کرنے حاضر ہو گیا"۔۔۔ عمران نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا۔ آؤ میرے ساتھ۔ میں نے تم سے بہت سی باتیں کرنی ہیں۔ میں تو کئی روز سے سوچ رہی تھی کہ تمہیں فون کر کے بلاؤں"۔ اماں بی نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس مڑنے لگیں۔

"اوہ۔ خیریت اماں بی۔ ڈیڈی نے تو کچھ نہیں بتایا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تمہارے ڈیڈی کو ان موٹی موٹی فائلوں سے نجات ملے گی تو انہیں کسی بات کا پتہ چلے گا۔ جب دیکھو یا دفتر ہوتا ہے یا دفتر کا کام"۔۔۔ اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا ہو گیا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"۔ سر عبدالرحمٰن نے بھی چونک کر کہا۔

"تمہیں میں نے بتایا نہیں تھا کہ ثریا کا شوہر کسی کام سے ملک سے باہر کچھ عرصے کے لئے جا رہا ہے اور ثریا کی خواہش ہے کہ اس کے ساتھ جائے لیکن وہ مان نہیں رہا"۔۔۔ اماں بی نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ کون سی خاص بات ہے۔ میں نے اس سے فون پر بات کر لی ہے۔ اب ثریا اس کے ساتھ ہی جائے گی"۔۔۔ سر عبدالرحمٰن

PK7E@HOTMAIL.COM



نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر مجھے کیوں نہیں بتایا"۔۔۔ اماں بی نے کہا۔

"بتایا تو تھا لیکن تم نجانے کن خیالوں میں مگن رہتی ہو"۔۔۔ سر عبدالرحمٰن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا خیال ہے کہ اب میں خیالوں میں مگن رہتی ہوں۔ اب میری عمر ہے خیالوں میں مگن رہنے کی"۔۔۔ اماں بی کا پارہ یکلخت بلند ہونا شروع ہو گیا تھا۔

"اماں بی۔ ڈیڈی کا مطلب ہے کہ آپ نیک خیالوں میں مگن رہتی ہیں"۔۔۔ عمران نے فوراً ہی بیچ بچاؤ کرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کمرہ ابھی میدان جنگ کا روپ دھار لے گا۔

"میں جانتی ہوں ان کا جو مطلب ہوتا ہے۔ بہرحال آؤ میرے ساتھ"۔۔۔ اماں بی نے کہا اور ایک بار پھر واپس دروازے کی طرف مڑ گئیں۔

"ڈیڈی میں ابھی حاضر ہوتا ہوں"۔۔۔ عمران نے سر عبدالرحمٰن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ میں نے تمہارے قرض کا ٹھیکہ نہیں اٹھا رکھا"۔ سر عبدالرحمٰن نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کس قرضے کی بات کر رہے ہو"۔۔۔ اماں بی نے دروازہ کھولتے ہوئے مڑ کر کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"کچھ نہیں اماں بی۔ ایک ٹھیکیدار نے مجھ سے کہا تھا کہ ڈیڈی سے قرضہ لے کر دوں لیکن میں نے انکار کر دیا۔ ویسے ہی میں نے ڈیڈی سے بات کی تھی۔ آیئے"۔۔۔۔ عمران نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"قرضہ اور یہ دیں گے حالانکہ کسی مجبور کو قرض حسنہ دینا ثواب کا کام ہوتا ہے آخر وہ اتنا مجبور ہوا ہو گا کہ قرضہ مانگ رہا ہے"۔ اماں بی نے کہا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گئیں۔

"ڈیڈی۔ مجھے یقین ہے کہ آپ چیک تیار کر رکھیں گے اب آپ خود سوچیں۔ آپ کے علاوہ میں اور کس سے رقم لے سکتا ہوں"۔ عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ اسے معلوم تھا کہ پچاس لاکھ نہیں تو دو چار لاکھ روپے کا چیک تو بہرحال مل جائے گا اور اس کے لئے فی الحال اتنا ہی کافی تھا وہ یہاں آیا تو کسی اور مقصد سے تھا لیکن جب سر عبدالرحمٰن نے بیکاری کے تاوان کا ذکر کیا تو اس نے بھی ڈیمانڈ پیش کر دی۔

"بیٹھو اور بتاؤ کہ کیا واقعی تم اپنے ڈیڈی سے کسی ٹھیکیدار کے لئے قرضہ لینے آئے تھے"۔۔۔۔ اماں بی نے اپنے کمرے پہنچتے ہی عمران سے پوچھا۔

"ارے نہیں اماں بی۔ میں تو آپ سے ملنے آیا تھا۔ وہ تو ایک بات تھی جو میں نے کر دی ورنہ اس ٹھیکیدار کا کام میں نے کسی اور سے کرا دیا تھا"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو اماں بی نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM



"تم نے کافی عرصے بعد چکر لگایا ہے۔ میں نے فون کیا تھا تو سلیمان نے بتایا کہ تم ملک سے باہر گئے ہوئے تھے۔ تم ملک سے باہر کہاں جاتے ہو۔ کیا کرنے جاتے ہو"۔۔۔۔ اماں بی نے کہا۔

"اماں بی۔ ساری دنیا میں اسلام کی تبلیغ کی کوششیں کی جا رہی ہیں تاکہ کافروں کو مسلمان بنایا جا سکے اور نیک لوگ اس سلسلے میں باہر جا کر مسجدیں بنانے اور وہاں تبلیغ کرنے کا کام کرتے رہتے ہیں۔ بس کبھی کبھی وہ مجھے بھی ساتھ لے جاتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو اچھا ہے۔ ورنہ میں تو سوچ رہی تھی کہ تم ان موئے کافروں کے ملک میں کسی اور چکر میں تو نہیں جاتے"۔۔۔۔ اماں بی نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

"اماں بی۔ آپ نے تربیت ہی ایسی کی ہے کہ اور کوئی چکر میرے قریب ہی نہیں آ سکتا"۔۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھ کر اماں بی کے قدموں میں بیٹھتے ہوئے کہا تو اماں بی کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا انہوں نے اس کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔

"اللہ تعالٰی تمہیں ہمیشہ نیک کام کرنے اور نیک راستے پر چلنے کی توفیق دے۔ میں تو ہمیشہ یہی دعا کرتی رہتی ہوں"۔۔۔۔ اماں بی نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"اماں بی۔ یہ تلقین آپ اس سلیمان کو بھی کر دیا کریں آج اس نے ایک ایسی بات کی ہے کہ میرا دل ہی نہیں چاہ رہا فلیٹ پر جانے اور

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

اس کی شکل دیکھنے کے لئے مجھے بیحد کوفت ہوئی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو اماں بی بے اختیار چونک پڑیں۔

"کیا کیا ہے اس نے۔ وہ تو انتہائی نیک بچہ ہے اس سے تو مجھے ایسی کسی بات کی امید نہیں تھی"۔۔۔۔ اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اماں بی۔ ایک غریب آدمی کی عینک ٹوٹ گئی تھی۔ بے چارہ انتہائی غریب آدمی تھا معمولی سی قیمت کی عینک بھی نہ بنوا سکتا تھا وہ سلیمان کے پاس آیا کہ سلیمان اسے معمولی سی قیمت کی عینک بنوا دے لیکن سلیمان نے اسے جھڑک دیا۔ میں جب فلیٹ پر گیا تو وہ بزرگ اپنے چھوٹے سے پوتے کے ساتھ دروازے کے باہر سردی میں کھڑا کانپ رہا تھا۔ مجھے جب معلوم ہوا تو مجھے سلیمان پر بیحد غصہ آیا۔ میرا دل تو چاہا تھا کہ جوتیاں مار کر اسے گھر سے نکال دوں لیکن اس وقت بزرگ کی وجہ سے میں خاموش ہو گیا اور میں اس بزرگ اور اس کے پوتے کو ساتھ لے کر بازار گیا۔ اسے ایک کی بجائے چار عینکیں بنوا ں۔ لباس اور جوتے وغیرہ خریدے اور پھر انہیں ان کے گھر چھوڑا ر پھر میں ادھر آگیا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں اس سے پوچھتی ہوں۔ اس نے یہ جرات کیسے کی کہ کسی ب کو جھڑکا"۔۔۔۔ اماں بی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر وں نے اپنے ملازم احمد علی کو آوازیں دینا شروع کر دیں چند لمحوں ملازم اندر داخل ہوا۔

"جی بڑی بیگم صاحبہ"۔۔۔۔ احمد علی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"عمران کے فلیٹ پر فون کرو اور سلیمان کی مجھ سے بات کراؤ"۔۔۔۔ اماں بی نے کہا۔

"بڑی بیگم صاحبہ۔ سلیمان تو باہر برآمدے میں آیا بیٹھا ہے۔ ابھی آیا ہے۔ میں نے تو اسے کہا ہے کہ وہ اندر آجائے لیکن وہ خاموش بیٹھا ہوا ہے"۔۔۔۔ ملازم نے کہا تو اماں بی کے ساتھ ساتھ عمران بھی چونک پڑا۔

"سلیمان یہاں آیا ہے۔ کہاں ہے بلاؤ اسے"۔۔۔۔ اماں بی نے چونک کر کہا تو عمران اٹھ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا اور احمد علی سرہلا ہوا مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو سلیمان اس کے پیچھے تھا۔ سلیمان کا چہرہ اترا ہوا تھا اور اس نے سر جھکا رکھا تھا۔

"بڑی بیگم صاحبہ۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے میں معافی مانگنے آیا ہوں۔ اللہ کے واسطے مجھے معاف کر دیں۔ میں آئندہ ایسی غلطی نہیں کروں گا"۔۔۔۔ سلیمان نے اندر آتے ہی رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"لیکن تم نے یہ جرات کی کیسے کہ دروازے پر آئے ہوئے کسی غریب کو جھڑک دیا"۔۔۔۔ اماں بی نے انتہائی پر جلال لہجے میں کہا۔

"بڑی بیگم صاحبہ۔ میں ہانڈی پکا رہا تھا اور وہ باوجود کوشش کے درست طور پر پک نہ رہی تھی میں بڑا پریشان ہو رہا تھا۔ بس اسی پریشانی کے عالم میں مجھ سے غلطی ہو گئی۔ اس بار معاف کر دیں۔ میں

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

اس بزرگ کے گھر جا کر اس کے پیر پکڑ کر اس سے معافی مانگ لوں گا میں نے رو رو کر اللہ تعالیٰ سے بھی معافی مانگی ہے"۔۔۔۔ سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اگر تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے تو خیال رکھنا۔ اس بار تو تمہیں معافی مل سکتی ہے کیونکہ یہ تمہاری پہلی غلطی ہے آئندہ اگر تم نے ایسی غلطی کی تو زندہ زمین میں دفن کرا دوں گی۔ سمجھے۔ جاؤ"۔۔۔۔ اماں بی نے کہا۔

"شکریہ بڑی بیگم صاحبہ۔ صاحب آپ بھی معاف کر دیں"۔ سلیمان نے اماں بی کا شکریہ ادا کر کے عمران کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو حیرت اس بات پر ہے کہ تم نے ایسی حرکت کی کیسے۔ آج سے پہلے تو تم نے کبھی ایسی حرکت نہ کی تھی"۔۔۔۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بس غلطی ہو گئی۔ مجھے خود پتہ نہیں کیسے غلطی ہو گئی آپ جب مجھے ڈانٹ کر واپس گئے تو مجھے اس وقت احساس ہوا کہ مجھ سے کتنی اور بھیانک غلطی ہو گئی ہے میں شرمندہ ہوں صاحب"۔ سلیمان روتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے اگر تمہیں اس غلطی کا احساس ہو گیا ہے تو ٹھیک ہے۔ میرا تو دل بھی تمہاری شکل دیکھنے کو نہ چاہ رہا تھا بہرحال جاؤ اور ہ خیال رکھنا"۔۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"۔۔۔۔ سلیمان نے کہا اور واپس مڑنے لگا۔

"سنو۔ ابھی فوراً واپس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ رات کا کھانا عمران ہمارے ساتھ کھا کر جائے گا اور تم نے بھی ہمارے ساتھ ہی کھانا کھانا ہے اور پھر تم دونوں اکٹھے چلے جانا"۔۔۔۔ اماں بی نے اس بار محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی بہتر بڑی بیگم صاحبہ"۔۔۔۔ سلیمان نے جواب دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

نعمانی اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا کہ کال بیل کی آواز سن کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے کتاب بند کر کے ایک طرف موجود تپائی پر رکھی اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے"---- نعمانی نے عادت کے مطابق دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھا۔

"دروازہ کھولیئے"---- باہر سے ایک نسوانی آواز سنائی دی تو نعمانی بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے کنڈی ہٹا کر دروازہ کھولا تو اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ سامنے یک نوجوان لڑکی کھڑی تھی جس کے چہرے پر انتہائی پریشانی کے اثرات نمایاں تھے۔

"میرا نام نائلہ رضا ہے۔ میں آپ سے تیسرے فلیٹ میں رہتی ہوں۔ میرے شوہر کا نام احمد رضا ہے وہ سنٹرل بینک میں اسسٹنٹ مینجر ہیں۔ ہماری شادی کو دو سال ہوئے ہیں۔ ابھی مجھے بینک کی طرف سے فون پر اطلاع دی گئی ہے کہ رضا کو پولیس نے جعلی کرنسی کے سلسلے میں گرفتار کر لیا ہے۔ میں بیحد پریشان ہو گئی ہوں۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ رضا اس ٹائپ کا آدمی ہی نہیں ہے اگر وہ اس قسم کے کام کرتا تو ہم اس طرح کرائے کے فلیٹ میں نہ رہ رہے ہوتے۔ آپ بے شک ہمارے فلیٹ میں آ کر دیکھ لیں کہ ہمارا کیا حال ہے ہم شریف لوگ ہیں اور صرف رضا کی تنخواہ میں گزارہ کرتے ہیں۔ میرے والد بھی بینک میں مینجر رہے ہیں ان کا دامن بھی ہمیشہ پاک صاف رہا ہے مجھے ساتھ والے فلیٹ میں رہنے والی ہمسائی نے بتایا ہے کہ آپ کے تعلقات پولیس سے ہیں۔ آپ برائے مہربانی میرے بے گناہ شوہر کو بچا لیں۔ میں آپ کی منت کرتی ہوں"---- لڑکی نے روتے ہوئے لہجے میں کہا اور بے اختیار دونوں ہاتھ جوڑ دیئے۔

"ارے ارے۔ یہ آپ کیا کر رہی ہیں اگر آپ کے شوہر واقعی بے گناہ ہیں تو میں آپ کی ضرور مدد کروں گا آپ میری بہن ہیں اور ساتھ ہی ہمسایہ ہونے کے لحاظ سے بھی آپ کا حق ہے کہ آپ کی تکلیف کو دور کروں۔ کس تھانے میں لے جایا گیا ہے رضا کو"---- نعمانی نے نرم لہجے میں کہا۔

"فیڈرل ایجنسی کا تھانہ بتایا گیا ہے۔ اب مجھے تو معلوم نہیں کہ یہ تھانہ کہاں ہے"---- نائلہ رضا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"اندر آجائیے۔ میں معلوم کرتا ہوں"۔۔۔۔ نعمانی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو نائلہ رضا اندر داخل ہو گئی۔ نعمانی نے دروازہ ویسے ہی کھلا رہنے دیا اور کرسی پر بیٹھ کر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"فیڈرل ایجنسی کے کسی تھانے کا نمبر بتا دیں"۔۔۔۔ نعمانی نے کہا تو دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔

"شکریہ"۔۔۔۔ نعمانی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"احمد رضا کس برانچ میں ہیں"۔۔۔۔ نعمانی نے نائلہ رضا سے پوچھا۔

"سنٹرل بینک کی کینٹ برانچ میں"۔۔۔۔ نائلہ نے جواب دیا تو نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر رسیور اٹھا کر آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس فیڈرل ایجنسی پوسٹ تھری"۔۔۔۔ ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"سنٹرل بینک کینٹ برانچ سے جعلی کرنسی کے سلسلے میں اسسٹنٹ مینجر صاحب کو گرفتار کیا گیا ہے میں ان کا بھائی بول رہا ہوں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ انہیں کہاں رکھا گیا ہو گا"۔۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

"آپ کون صاحب بول رہے ہیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میرا نام نعمانی ہے اور میں بزنس مین ہوں"۔۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

"یہ کیس سنٹرل پوسٹ کا ہے اور ملزموں کو وہیں لے جایا گیا ہو گا"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہ سنٹرل پوسٹ کہاں واقع ہے"۔۔۔۔ نعمانی نے پوچھا۔

"اعظم روڈ پر"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"آپ اپنے فلیٹ پر جائیں اور اس سلسلے میں جو کچھ مجھ سے ہو سکتا ہے میں ضرور کروں گا لیکن آپ پڑھی لکھی خاتون ہیں اس لئے اتنا تو بہرحال آپ کو بھی معلوم ہو گا کہ یہ انتہائی سنگین الزام ہے اس لئے فوری طور پر تو رضا صاحب کی رہائی نہیں ہو سکتی۔ انکوائری تو بہرحال ہو گی لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ واقعی بے گناہ ہوئے تو ان کو آنچ بھی نہ آئے گی"۔۔۔۔ نعمانی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ انہیں ماریں گے تو نہیں"۔۔۔۔ نائلہ رضا نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں بہن۔ یہ عام پولیس تھانہ نہیں ہوتا۔ فیڈرل ایجنسی میں پڑھے لکھے لوگ ہوتے ہیں۔ وہ پوچھ گچھ کرتے ہیں مارتے وغیرہ نہیں"۔۔۔۔ نعمانی نے کہا تو نائلہ کے چہرے پر قدرے اطمینان کے

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

تاثرات ابھر آئے۔

"کیا میں آپ کے ساتھ نہیں جا سکتی۔ میں رضا سے ملنا چاہتی ہوں"۔۔۔۔ نائلہ نے کہا۔

"فوری طور پر تو شاید ایسا ممکن نہ ہو لیکن جیسے ہی ممکن ہوا میں آپ کو ساتھ لے جاؤں گی۔ مجھے اس سلسلے میں کچھ کام تو کرنے دیں۔ میرا ایک دوست فیڈرل ایجنسی کے ہیڈکوارٹر میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز ہے میں اس کے پاس جا کر اس سے تھانے فون کراؤں گا پھر آگے کام ہو گا"۔۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

"بیحد شکریہ۔ آپ نے واقعی بھائیوں جیسا سلوک کیا ہے۔ میں آپ کی احسان مند رہوں گی"۔۔۔۔ نائلہ نے کہا۔

"بھائی بھی کہہ رہی ہیں اور احسان کا بھی ذکر کر رہی ہیں۔ آپ بے فکر رہیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے گا۔ آپ کا فون نمبر کیا ہے مجھے بتا دیں میں فون پر آپ سے بات کر لوں گا"۔۔۔۔ نعمانی نے کہا تو نائلہ نے جلدی سے ایک فون نمبر بتا دیا۔

"اگر آپ کو فوری طور پر رقم کی ضرورت ہو تو مجھے بتا دیں کیونکہ اچانک اس طرح کے واقعات ہونے سے بعض اوقات بڑی پریشانی پیدا ہو جاتی ہے"۔۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

"نہیں۔ آج آٹھ تاریخ ہے اور دو تاریخ کو تنخواہ ملی ہے۔ رضا پوری تنخواہ مجھے ہی لا کر دیتا ہے اور میں ہی خرچ کرتی ہوں"۔ نائلہ نے کہا تو نعمانی نے اثبات میں سرہلا دیا۔ پھر نائلہ اس کا شکریہ ادا کر

PK7E@HOTMAIL.COM



کے جب واپس چلی گئی تو نعمانی نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس فیڈرل ایجنسی ہیڈکوارٹر"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"اسسٹنٹ ڈائریکٹر حشمت خان صاحب سے بات کرائیں۔ میں ان کا دوست نعمانی بول رہا ہوں"۔۔۔۔ نعمانی نے کہا کیونکہ حشمت خان واقعی اس کا دوست تھا اور وہ ایک کلب میں اکثر شامیں اکٹھے گزارتے تھے۔ حشمت خان سیدھا سادھا اور ملنسار آدمی تھا۔ اس سے نعمانی کا تعارف بھی اسی کلب میں ہوا تھا اور پھر ان دونوں میں دوستانہ تعلقات بڑھتے چلے گئے۔ نعمانی نے نائلہ سے اس حشمت خان کے بارے میں بات کی تھی۔ گو آج سے پہلے اسے حشمت خان سے کوئی کام نہ پڑا تھا اور ان کی دوستی کلب تک ہی محدود تھی۔ نعمانی کو یقین تھا کہ اگر احمد رضا واقعی بے گناہ ہوا تو حشمت خان ضرور اس کی مدد کرے گا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ حشمت خان بول رہا ہوں"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد حشمت خان کی بھاری آواز سنائی دی۔

"نعمانی بول رہا ہوں"۔۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

"ارے تم۔ خیریت۔ آج کیسے فون کیا ہے؟"۔۔۔۔ دوسری طرف سے حشمت خان نے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

کہا۔

"آج اتفاق سے ایک کام پڑ گیا ہے حشمت خان۔ میری رہائش جس فلیٹ میں ہے اس سے تیسرے فلیٹ میں ایک صاحب احمد رضا رہتے ہیں جو سنٹرل بینک کی کینٹ برانچ میں اسسٹنٹ مینجر ہیں۔ میری تو ان سے واقفیت نہیں ہے کیونکہ میں تو اپنے بزنس کے سلسلے میں بیحد مصروف رہتا ہوں لیکن آج ان کی بیوی میرے پاس آئی۔ وہ بیچاری بیحد پریشان تھی۔ اس نے بتایا کہ احمد رضا کو فیڈرل ایجنسی والوں نے جعلی کرنسی کے سلسلے میں گرفتار کر لیا ہے جبکہ بقول اس کے احمد رضا اس ٹائپ کا آدمی ہی نہیں ہے۔ وہ میری چھوٹی بہن جتنی ہے اس لئے میں نے اس سے وعدہ کر لیا ہے کہ اگر احمد رضا واقعی بے گناہ ہے تو میں اس کی ضرور مدد کروں گا۔ میں نے معلوم کیا ہے کہ احمد رضا کو فیڈرل ایجنسی کی سنٹرل پوسٹ میں رکھا گیا ہے۔ میرا تمہارے علاوہ تو اس ایجنسی میں اور کوئی واقف نہیں ہے اس لئے تمہیں فون کیا ہے"۔۔۔۔ نعمانی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ نائلہ کے بارے میں اس نے جان بوجھ کر بہن کا لفظ استعمال کر دیا تھا تاکہ حشمت خان کوئی غلط مطلب نہ لے جائے۔

"میرا تو جعلی کرنسی سیل سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس سیل کا انچارج تو اسسٹنٹ ڈائریکٹر طور ہے۔ انتہائی خرانٹ آدمی ہے۔ بہرحال اس سے بات ہو سکتی ہے۔ تم کیا چاہتے ہو"۔ حشمت خان نے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM



"صرف اتنا کہ مجھے اس احمد رضا سے سنٹرل پوسٹ میں ملاقات کی اجازت مل جائے تاکہ میں اپنے طور پر معلوم کر لوں کہ وہ کس حد تک اس کام میں ملوث ہے۔ اگر مجھے اندازہ ہوا کہ وہ اس میں ملوث ہے تو میں اس کی بیوی سے معذرت کر لوں گا کیونکہ میں مجرم ٹائپ لوگوں سے بیحد الرجک ہوں لیکن اگر مجھے اندازہ ہو گیا کہ وہ واقعی بے گناہ ہے تو پھر تم سے مزید مشورہ کر لوں گا"۔۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم نے اچھا فیصلہ کیا ہے۔ سنٹرل پوسٹ کا انچارج انسپکٹر توفیق ہے۔ ویسے تو وہ بھی انتہائی خردماغ آدمی ہے لیکن بہرحال وہ ملاقات تو کرا دے گا۔ میں اسے فون کر کے کہہ دیتا ہوں۔ تم اسے میرا حوالہ دے دینا ملاقات ہو جائے گی"۔۔۔۔ حشمت خان نے کہا۔

"بیحد شکریہ"۔۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ اگر واقعی تمہارا آدمی بے گناہ ہے تو میں خود بھی دلچسپی لے کر اس کی مدد کروں گا"۔۔۔۔ حشمت خان نے کہا اور پھر خدا حافظ کہہ کر اس نے رابطہ ختم کر دیا تو نعمانی نے رسیور رکھا اور پھر کرسی سے اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی اس کی کار اعظم روڈ کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی جہاں سنٹرل پوسٹ واقع تھی۔ اعظم روڈ پر پہنچ کر نعمانی نے سنٹرل پوسٹ کو تلاش کر لیا۔ یہ ایک کوٹھی نما عمارت تھی۔ باہر فیڈرل ایجنسی سنٹرل پوسٹ کا بورڈ بھی موجود تھا۔ نعمانی کار اندر لے گیا۔ اندر ایک طرف باقاعدہ پارکنگ بنی ہوئی تھی جس میں آٹھ دس کاریں بھی موجود تھیں۔ نعمانی

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر اسے لاک کر کے وہ استقبالیہ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اسے انسپکٹر توفیق کے آفس پہنچا دیا گیا۔

"میرا نام نعمانی ہے۔ حشمت خان صاحب نے آپ کو فون کیا ہو گا"---- نعمانی نے اندر داخل ہو کر میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس آدمی کا چہرہ ہی بتا رہا تھا کہ وہ انتہائی سخت مزاج آدمی واقع ہوا ہے۔

"اوہ یس۔ میرا نام انسپکٹر توفیق ہے۔ آیئے تشریف رکھیئے"۔ انسپکٹر توفیق نے اپنے طور پر نرم لہجے میں کہا لیکن اس کے باوجود اس کا لہجہ بہت سخت تھا۔ نعمانی میز کی سائیڈ پر پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"احمد رضا آپ کا کیا لگتا ہے"---- انسپکٹر توفیق نے نعمانی کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمسایہ ہے"---- نعمانی نے جواب دیا۔

"کب سے ہمسایہ ہے"---- انسپکٹر توفیق نے کہا تو نعمانی بے ختیار مسکرا دیا۔

"آپ نے تو مجھ سے ہی تفتیش شروع کر دی۔ میں نے ابھی چند ماہ لے ہی وہاں فلیٹ کرایہ پر لیا ہے اور ویسے بھی میں بزنس کے معاملات ں انتہائی مصروف رہتا ہوں اس لئے ہمسایوں سے ملاقات کا وقت ہی یں ملتا۔ احمد رضا صاحب کو تو میں نے آج تک دیکھا بھی نہیں۔ ی تھوڑی دیر پہلے ان کی اہلیہ میرے پاس آئی۔ اس نے شاید کہیں ے سن لیا تھا کہ میرے دوستانہ تعلقات حشمت خان سے ہیں۔ میں



نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ اگر احمد رضا بے گناہ ہوا تو اس کی ضرور مدد کی جائے گی"---- نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور اگر وہ اس جرم میں ملوث پایا گیا تو پھر"---- انسپکٹر توفیق نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر میں اس کی بیوی سے معذرت کر لوں گا۔ مجھے مجرموں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے"---- نعمانی نے جواب دیا تو انسپکٹر توفیق بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو پھر تو بہتر یہی ہے کہ آپ اس کی بیوی سے معذرت ہی کر لیں کیونکہ احمد رضا مکمل طور پر اس سنگین جرم میں ملوث ہے اور میرا اندازہ ہے کہ وہ جعلی کرنسی تیار کرنے والی تنظیم کا سرغنہ ہے"۔ انسپکٹر توفیق نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے آپ کی بات درست ہو لیکن میں اپنے طور پر احمد رضا سے مل کر اندازہ لگانا چاہتا ہوں"---- نعمانی نے کہا۔

"آپ اس سے کیا معلوم کریں گے"---- انسپکٹر توفیق نے کہا۔

"یہی بات پوچھوں گا کہ وہ کس طرح اس چکر میں ملوث ہوا ہے اور کیا پوچھنا ہے"---- نعمانی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اسے اب انسپکٹر توفیق کے انداز سے کوفت ہونے لگ گئی تھی۔

"تو آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ آپ کو بتا دے گا کہ وہ واقعی ملزم ہے"---- انسپکٹر توفیق نے اس انداز میں کہا جیسے نعمانی انتہائی احمق آدمی ہو۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"ظاہر ہے وہ تو یہی کہے گا کہ وہ بے گناہ ہے لیکن انسان اپنے طور پر اندازہ تو لگا سکتا ہے"---- نعمانی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ حشمت خان صاحب نے کہا ہے اس لئے میں آپ کی ملاقات کرا دیتا ہوں۔ ویسے میرا ذاتی خیال ہے کہ آپ اپنا وقت ضائع کریں گے"---- انسپکٹر توفیق نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"سب انسپکٹر یونس کو بھیجو میرے پاس"---- انسپکٹر توفیق نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ کون سا بزنس کرتے ہیں"---- انسپکٹر توفیق نے رسیور رکھتے ہی دوبارہ نعمانی سے پوچھ گچھ شروع کر دی۔

"امپورٹ ایکسپورٹ"---- نعمانی نے مختصر سا جواب دیا۔

"آپ کا آفس کہاں ہے"---- انسپکٹر توفیق نے دوسرا سوال کیا۔

"میں فری لانسر ہوں۔ مال پارٹیوں سے بک کرتا ہوں۔ بینک میں ایل سی کھولتا ہوں اور مال روانہ کر دیتا ہوں۔ اسی طرح باہر سے مال اہ راست منگواتا ہوں اور یہاں مختلف پارٹیوں کو سپلائی کر دیتا ہوں۔ را باقاعدہ کوئی آفس نہیں ہے"---- نعمانی نے جواب دیتے ہوئے ا۔

"کس قسم کا مال آپ منگواتے اور فروخت کرتے ہیں"۔ انسپکٹر ق نے کہا۔

"ہر قسم کا جس کی ڈیمانڈ ہو"---- نعمانی نے جواب دیا اور پھر



اس سے پہلے کہ انسپکٹر توفیق کوئی مزید سوال کرتا' دروازہ کھلا اور ایک نوجوان نے اندر داخل ہو کر انسپکٹر توفیق کو سیلوٹ کیا۔

"ان صاحب کو لے جاؤ اور سپیشل روم میں پہنچاؤ اور احمد رضا کو سیل سے نکال کر سپیشل روم میں پہنچا دو۔ جب یہ ان سے ملاقات کر لیں تو اسے دوبارہ سیل میں پہنچا دینا"---- انسپکٹر توفیق نے آنے والے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر۔ آیئے سر"---- سب انسپکٹر یونس نے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اور سنو۔ تم نے خیال رکھنا ہے۔ احمد رضا کو واپس سیل میں پہنچانے سے پہلے اس کی تلاشی لے لینا"---- انسپکٹر توفیق نے سب انسپکٹر یونس سے کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھتا ہوں"---- سب انسپکٹر نے جواب دیا تو نعمانی کا چہرہ ایک لمحے کے لئے تو آگ کی طرح تپ اٹھا کیونکہ وہ انسپکٹر توفیق کی بات کا مطلب سمجھ گیا تھا لیکن پھر اس نے اپنے آپ کو کنٹرول کر لیا۔ وہ ایک بار اس احمد رضا سے مل لینا چاہتا تھا۔

"میں احمد رضا سے مل کر پھر آپ سے ملوں گا کیونکہ میرا خیال ہے کہ ابھی آپ کی انکوائری ادھوری ہے پھر ذرا تفصیل سے باتیں ہوں گی"---- نعمانی نے اس بار سخت لہجے میں انسپکٹر توفیق سے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا سب انسپکٹر کے پیچھے کمرے سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک خاصے بڑے کمرے میں پہنچ گیا جہاں ایک میز اور اس

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

کے گرد چند کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔

"تشریف رکھیں صاحب۔ میں احمد رضا کو لے آتا ہوں"۔ سب انسپکٹر نے کہا اور نعمانی کے اثبات میں سرہلانے پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد نعمانی نے اس کمرے کا جائزہ لینا شروع کر دیا لیکن یہ عام سا کمرہ تھا اور اس میں سوائے اس میز اور کرسیوں کے اور کسی قسم کا کوئی فرنیچر نہ تھا البتہ ایک کونے میں لوہے کی دو بڑی بڑی الماریاں موجود تھیں جن کے پٹ بند تھے۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک درمیانے جسم اور درمیانے قدوقامت کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ زرد پڑا ہوا تھا۔ آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ اس کا چہرہ سوجھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ بال اس طرح پریشان تھے جیسے اس نے سالوں سے بالوں میں کنگھی نہ کی ہو۔ اس کے دونوں ہاتھ عقب میں بندھے ہوئے تھے۔ جسم پر گو پتلون قمیض تھی لیکن لباس اس طرح مسلا ہوا تھا جیسے گھڑے سے نکال کر پہن لیا گیا ہو۔ اس نوجوان کے چہرے پر انتہائی خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔

"بیٹھو۔ یہ صاحب تم سے ملاقات کے لئے آئے ہیں"۔۔۔۔ سب انسپکٹر نے اسے بازو سے پکڑ کر میز کی دوسری طرف کرسی پر دھکیلتے ہوئے کہا اور نوجوان اس طرح کرسی پر بیٹھا جیسے کرسی کی سیٹ پر نکدار کانٹے لگے ہوئے ہوں۔

"آپ باہر جائیں"۔۔۔۔ نعمانی نے سب انسپکٹر سے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM



"سوری۔ میں باہر نہیں جا سکتا۔ آپ نے جو باتیں کرنی ہیں میرے سامنے ہی کریں گے"۔۔۔۔ سب انسپکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تشریف رکھیں"۔۔۔۔ نعمانی نے کہا تو سب انسپکٹر جلدی سے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تمہارا نام احمد رضا ہے اور تم سنٹرل بینک کی کینٹ برانچ میں اسسٹنٹ مینجر ہو"۔۔۔۔ نعمانی نے کہا تو نوجوان نے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف اثبات میں سرہلا دیا۔

"میرا نام نعمانی ہے اور میں تمہارے فلیٹ سے تیسرے فلیٹ میں رہتا ہوں۔ میں ایک بزنس مین ہوں۔ تمہاری بیوی نائلہ میرے پاس آئی تھی اس نے مجھے بتایا کہ تمہیں جعلی کرنسی کے سلسلے میں گرفتار کیا گیا ہے اور میں تمہاری مدد کروں۔ ہمسایہ ہونے کے ناطے میں نے اس شرط پر حامی بھرلی ہے کہ اگر تم بے گناہ ہوئے تو ضرور تمہاری مدد کروں گا۔ سنٹرل ایجنسی کے ہیڈکوارٹر میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر حشمت خان میرے دوست ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ میری تم سے ملاقات کرا دیں چنانچہ ان کی وجہ سے یہ ملاقات ہو رہی ہے"۔ نعمانی نے اپنے متعلق تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ نے مہربانی کی ہے جناب"۔۔۔۔ اس بار احمد رضا نے پہلی بار بات کرتے ہوئے کہا۔

"اب تم تفصیل سے بتاؤ کہ تم کس طرح اس سنگین جرم میں ملوث ہوئے ہو۔ سب کچھ تفصیل سے بتا دو"۔۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

"جناب۔ بس لالچ نے اندھا کر دیا تھا"---- احمد رضا نے ساتھ بیٹھے ہوئے سب انسپکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر سر جھکا لیا۔

"کب سے یہ کام کر رہے ہو"---- نعمانی نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ سب انسپکٹر کی موجودگی کی وجہ سے وہ ایسی بات کر رہا ہے۔ شاید ان لوگوں نے اسے مجبور کر دیا تھا کہ وہ اقبالی بیان دے۔

"بہت عرصے سے جناب"---- احمد رضا نے اسی طرح سر جھکائے ہوئے جواب دیا لیکن اس کا لہجہ صاف بتا رہا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے بوجہ مجبوری ہی کہہ رہا ہے۔

"اور کون کون شریک ہے اس جرم میں"---- نعمانی نے کہا۔

"دس بارہ آدمی ہیں جناب۔ میں نے انسپکٹر صاحب کو نام بتا دیئے ہیں"---- احمد رضا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ تم فکر نہ کرو میں تمہاری ضمانت کرانے کا بندوبست کرتا ہوں"---- نعمانی نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"جناب۔ اس کی ضمانت کیسے ہو سکتی ہے۔ یہی تو بڑا مجرم ہے"---- سب انسپکٹر نے اٹھ کر مسکراتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا تو نعمانی نے اثبات میں سر ہلایا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر آ گیا۔ اب اس کا رخ انسپکٹر توفیق کے آفس کی بجائے پارکنگ کی طرف تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس خرانٹ انسپکٹر کے چنگل سے اس شریف نوجوان کو بہرحال نکالے گا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی

PK7E@HOTMAIL.COM



سے اس بلڈنگ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں صدیقی کا فلیٹ تھا۔ چونکہ اسے خیال آ گیا تھا کہ جعلی کرنسی کا یہ سکینڈل فور سٹارز کا کیس بن سکتا ہے اس لئے اس نے فور سٹارز کے چیف صدیقی سے فوری بات کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ صدیقی کے فلیٹ کے بند دروازے پر موجود تھا۔ اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے"---- اندر سے صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"نعمانی"---- نعمانی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو دروازہ کھل گیا۔ دروازے پر صدیقی کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"آؤ"---- صدیقی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور نعمانی اندر داخل ہو گیا۔ سلام کیا اور پھر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"خیریت۔ تمہارے چہرے پر کچھ ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدگی نظر آ رہی ہے"---- صدیقی نے دروازہ بند کر کے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو۔ میں تمہیں فور سٹارز کے لئے ایک نئے کیس کے بارے میں بتانے آیا ہوں"---- نعمانی نے کہا تو صدیقی چونک پڑا لیکن وہ کچھ کہنے کی بجائے نعمانی کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا تو نعمانی نے نائلہ رضا کی آمد سے لے کر یہاں فلیٹ تک پہنچنے کی تمام روئیداد انسپکٹر توفیق اور احمد رضا سے ہونے والی تمام گفتگو دوہرا دی اور ساتھ ہی اپنا یہ آئیڈیا بھی بتا دیا کہ احمد رضا کو فیڈرل ایجنسی والے ٹریپ کر رہے ہیں۔

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"تمہارا مطلب ہے کہ اس جرم کے پیچھے کچھ بڑے ہاتھ ہیں اور انہیں بچانے کے لئے سارا ملبہ احمد رضا پر ڈالا جا رہا ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ احمد رضا مجھے شکل و صورت سے سیدھا سادھا آدمی لگتا ہے۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس پر شدید بے رحمانہ تشدد کیا گیا ہے اور نجانے اسے کس کس طرح کی دھمکیاں دی گئی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ سب انسپکٹر ساتھ نہ بیٹھتا اور انسپکٹر توفیق یہ نہ کہتا کہ میری ملاقات کے بعد احمد رضا کی باقاعدہ تلاشی لی جائے"---- نعمانی نے کہا۔

"لیکن احمد رضا نے کچھ نہ کچھ تو کیا ہو گا تبھی تو وہ پھنسا ہے"---- صدیقی نے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ اسے چارہ بنایا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی وجہ سے بھید کھلنے پر ملبہ اس پر ڈال دیا گیا ہو۔ بہرحال یہ میرا آئیڈیا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں اصل حقائق سامنے آئیں"۔ نعمانی نے کہا۔

"تمہاری بات وزنی ہے نعمانی۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس احمد رضا کو سنٹرل ایجنسی کے پنجے سے نکالا جائے تب اصل حقیقت سامنے آئے گی"---- صدیقی نے کہا۔

"اس سے اعتراف جرم کرایا جا چکا ہے اس لئے اب اس کی ضمانت تو ہو گی نہیں البتہ اگر تم کہو تو خفیہ ریڈ کر کے اسے وہاں سے لا جا سکتا ہے"---- نعمانی نے کہا۔



"نہیں۔ اس طرح وہ بے گناہ آدمی مزید پھنس جائے گا۔ میرا خیال ہے ہمیں اس کے لئے فورسٹارز کو استعمال کرنا پڑے گا"۔ صدیقی نے کہا۔

"لیکن چیف نے تو منع کر رکھا ہے کہ سوائے شدید ترین ضرورت کے فورسٹارز کو سامنے نہ لایا جائے۔ پھر"---- نعمانی نے کہا۔

"میں چیف سے بات کرتا ہوں"---- صدیقی نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"---- رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"صدیقی بول رہا ہوں جناب۔ فورسٹارز کے سلسلے میں آپ سے ایک کام کی اجازت لینی ہے"---- صدیقی نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"تفصیل سے بات کرو"---- دوسری طرف سے خشک لہجے میں کہا گیا تو صدیقی نے نعمانی کی بتائی ہوئی تفصیل دوہرا دی۔

"سنٹرل بینک کے اسسٹنٹ مینجر کے ملوث ہونے کا مطلب ہے کہ انتہائی وسیع پیمانے پر جعلی کرنسی ملک میں پھیلائی جا رہی ہے تاکہ ملک کی معیشت کو شدید نقصان پہنچایا جا سکے۔ اس لئے تم نے اس سارے سلسلے کا فوری طور پر کھوج لگانا ہے۔ میں سرسلطان کو حکم دے دیتا ہوں کہ وہ اس اسسٹنٹ مینجر کو تمہاری تحویل میں دیئے جانے کے احکامات اعلیٰ احکام سے حاصل کر لیں۔ لیکن تم نے سپیشل فورس کے کارڈز استعمال کرنے ہیں۔ تم دس منٹ بعد مجھے پھر فون کرو

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

گے"---- دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور صدیقی نے رسیور رکھ دیا۔

"گڈ شو۔ اب مزہ آئے گا کام کرنے کا"---- نعمانی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف کی ذہانت واقعی بے مثال ہے۔ وہ ایک لمحے میں اس بھیانک سازش کی تہہ میں پہنچ گیا ہے لیکن اب ہمیں انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنا ہو گا۔ کیونکہ اب چیف کو ساتھ ساتھ رپورٹ بھی دینی پڑے گی"---- صدیقی نے کہا اور نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر دس منٹ بعد صدیقی نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کر دیئے۔

"ایکسٹو"---- دوسری طرف سے چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"صدیقی بول رہا ہوں جناب"---- صدیقی نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"سر سلطان کو میں نے ضروری احکامات دے دیئے ہیں۔ تم انہیں آفس میں فون کر کے سپیشل فورس اور اپنا نام بتاؤ وہ تمہیں گائیڈ کریں گے"---- ایکسٹو نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صدیقی نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری وزارت خارجہ"---- رابطہ قائم ہوتے ہی



ایک آواز سنائی دی۔

"سپیشل فورس ہیڈ کوارٹر سے صدیقی بول رہا ہوں۔ سر سلطان سے بات کرائیں"---- صدیقی نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"---- پی اے نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ہیلو"---- چند لمحوں بعد سر سلطان کی بھاری اور باوقار آواز سنائی دی۔

"میں صدیقی بول رہا ہوں سر۔ سپیشل فورس سے"---- صدیقی نے اس بار مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ آپ ایسا کریں کہ فیڈرل ایجنسی کے ڈائریکٹر جنرل اعظم خان سے فون پر بات کر لیں میں نے انہیں ضروری احکامات دے دیئے ہیں وہ فوراً آپ کا مسئلہ حل کر دیں گے"---- سر سلطان نے جواب دیا۔

"سر میں ان سے کس حوالے سے بات کروں"---- صدیقی نے کہا۔

"سپیشل فورس کے حوالے سے اور اپنا نام بتا دیں۔ پھر آپ جیسے کہیں گے ویسے ہی ہو گا"---- سر سلطان نے جواب دیا۔

"شکریہ سر"---- صدیقی نے جواب دیا اور کریڈل دبا کر ٹون آنے پر انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"---- رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

آواز سنائی دی۔

"فیڈرل ایجنسی کے ڈائریکٹر جنرل اعظم خان کا نمبر دیں"۔ صدیقی نے کہا تو دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔ صدیقی نے شکریہ ادا کیا اور کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس نے آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

"پی اے ٹو ڈائریکٹر جنرل فیڈرل ایجنسی"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"سپیشل فورس کے ہیڈ کوارٹر سے صدیقی بول رہا ہوں۔ ڈائریکٹر جنرل سے بات کرائیں"۔۔۔۔ صدیقی نے بھی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ اعظم خان بول رہا ہوں"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

"سپیشل ہیڈ کوارٹر سے صدیقی بول رہا ہوں۔ سر سلطان نے ابھی آپ سے بات کی ہو گی"۔۔۔۔ صدیقی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس۔ فرمائیے۔ آپ کیا چاہتے ہیں"۔۔۔۔ ڈائریکٹر جنرل نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فیڈرل ایجنسی کی سنٹرل پوسٹ نے جعلی کرنسی کے سلسلے میں سنٹرل بینک کینٹ برانچ کے اسسٹنٹ مینجر احمد رضا کو گرفتار کیا ہوا ہے۔ ہم فوری طور پر احمد رضا اور اس سلسلے کا تمام ریکارڈ اپنی تحویل میں لینا چاہتے ہیں لیکن یہ سب کچھ اچانک ہونا چاہئے۔ وہاں کے عملے



کو اس کا علم تحویل میں لینے سے پہلے کسی صورت میں بھی نہیں ہونا چاہئے"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"پھر تو مجھے خود وہاں جانا پڑے گا۔ آپ ایسا کریں کہ میرے آفس آ جائیں ہم یہاں سے اکٹھے چلیں گے"۔۔۔۔ ڈائریکٹر جنرل نے کہا۔

"نہیں۔ آپ کے آفس سے وہاں فوری اطلاع ہو جائے گی۔ ہم اس پوسٹ کے انچارج توفیق کے آفس سے آپ کو فون کر لیں گے۔ پھر آپ اسے حکم دے دیں"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اسی نمبر پر موجود رہوں گا اور آپ کی کال کا انتظار کروں گا"۔۔۔۔ ڈائریکٹر جنرل نے جواب دیا تو صدیقی نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"آؤ نعمانی"۔۔۔۔ صدیقی نے رسیور رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا اور نعمانی بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کار میں بیٹھے اعظم روڈ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ یہ کار نعمانی کی ہی تھی اور ڈرائیونگ سیٹ پر نعمانی ہی تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سنٹرل پوسٹ کی عمارت میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر دونوں نیچے اتر آئے۔

"سپیشل فورس کا بیج تمہارے پاس ہے۔ میرے پاس تو نہیں ہے"۔۔۔۔ اچانک نعمانی نے کہا۔

"ہاں ہے۔ آؤ"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا اور پھر نعمانی صدیقی کو ساتھ لئے انسپکٹر توفیق کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"انسپکٹر صاحب اندر موجود ہیں"۔۔۔۔ نعمانی نے باہر موجود چپڑاسی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس سر"۔۔۔۔ چپڑاسی نے اس کے قدو قامت اور لباس سے متاثر ہوتے ہوئے کہا اور نعمانی نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ صدیقی اس کے پیچھے اندر داخل ہوا۔ انسپکٹر توفیق کسی سے فون پر بات کرنے میں مصروف تھا۔ اس نے نعمانی اور صدیقی کو اندر آتے دیکھا تو رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شدید ناگواری کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"آپ صاحبان کو اطلاع دے کر اندر آنا چاہئے تھا۔ یہ دکان نہیں آفس ہے"۔۔۔۔ انسپکٹر توفیق نے درشت لہجے میں کہا۔

"یہ پبلک آفس ہے انسپکٹر صاحب۔ میرا نام تو آپ پہلے ہی جانتے ہیں۔ان کا نام صدیقی ہے اور اب ہم تعارف بھی کرا دیں۔ ہمارا تعلق سپیشل فورس سے ہے"۔۔۔۔ نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہو گا لیکن میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔۔۔۔ انسپکٹر توفیق نے بڑے لاپرواہ سے لہجے میں کہا جیسے سپیشل فورس کی اسے ذرا برابر بھی پرواہ نہ ہو۔

"ذرا فون مجھے دکھایئے۔ میں نے آپ کے ڈائریکٹر جنرل اعظم خان صاحب سے بات کرنی ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ آپ کے آفس سے انہیں فون کروں"۔۔۔۔ صدیقی نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر خود ہی فون اٹھا کر اپنے سامنے کیا



اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ انسپکٹر توفیق کے چہرے پر پہلی بار پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے لیکن وہ ہونٹ بھینچ کر خاموش بیٹھا رہا۔

"پی اے ٹو ڈائریکٹر جنرل"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہیں ڈائریکٹر جنرل کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"سپیشل فورس کا صدیقی بول رہا ہوں۔ ڈائریکٹر جنرل صاحب سے بات کرائیں"۔۔۔۔ صدیقی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ہیلو"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ڈائریکٹر جنرل کی آواز سنائی دی۔

"میں صدیقی بول رہا ہوں۔ سپیشل فورس کا صدیقی۔ سنٹرل پوسٹ کے انچارج توفیق کے آفس سے"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"رسیور انسپکٹر توفیق کو دیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو صدیقی نے رسیور انسپکٹر توفیق کی طرف بڑھا دیا۔ انسپکٹر توفیق نے جلدی سے رسیور پکڑ لیا۔

"سر۔ سر۔ میں انسپکٹر توفیق بول رہا ہوں سر"۔۔۔۔ انسپکٹر توفیق نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔ اسی لمحے صدیقی نے سامنے پڑے ہوئے فون میں موجود لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"انسپکٹر توفیق۔ سپیشل فورس کے آفیسران تمہارے آفس میں موجود ہیں۔ سنٹرل بینک کینٹ برانچ سے جعلی کرنسی کے سلسلے میں پکڑا

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

جانے والا ملزم فوری طور پر تم سپیشل فورس کے حوالے کرو گے اور اس کی فائل بھی۔ اور سنو۔ سپیشل فورس کے تمام احکامات کی تم نے اس طرح تعمیل کرنی ہے جس طرح تم میرے احکامات کی کرتے ہو۔ اگر مجھے اس سلسلے میں معمولی سی شکایت بھی ملی تو تم اپنا حشر آسانی سے سمجھ سکتے ہو"۔۔۔۔ ڈائریکٹر جنرل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"۔۔۔۔ انسپکٹر توفیق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"رسیور آفیسر صدیقی کو دو"۔۔۔۔ ڈائریکٹر جنرل نے کہا تو انسپکٹر توفیق نے رسیور واپس صدیقی کی طرف بڑھا دیا۔ اس کے چہرے پر ان دونوں کے لئے انتہائی مرعوبیت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یس۔ صدیقی بول رہا ہوں"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"صدیقی صاحب۔ میں نے انسپکٹر توفیق کو ہدایات دے دی ہیں اگر وہ آپ کے احکامات کی تعمیل میں کوئی کمی کرے تو آپ اس کی اطلاع براہ راست مجھے دیں گے"۔۔۔۔ ڈائریکٹر جنرل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"جناب۔ جناب۔ میں معذرت خواہ ہوں جناب۔ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہو تو مجھے معاف کر دیں جناب"۔۔۔۔ انسپکٹر توفیق نے تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"انسپکٹر توفیق۔ پہلے اس کیس کی فائل مجھے دیں"۔۔۔۔ صدیقی

PK7E@HOTMAIL.COM



نے کہا تو انسپکٹر توفیق نے میز کی دراز کھولی اور ایک فائل نکال کر اس نے صدیقی کی طرف بڑھا دی۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گے"۔۔۔۔ انسپکٹر توفیق نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ہم ڈیوٹی پر ہیں انسپکٹر توفیق۔ آپ نعمانی کے ساتھ جائیں اور اس احمد رضا کو یہاں لے آئیں"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"میں اسے یہیں بلوا لیتا ہوں جناب"۔۔۔۔ انسپکٹر توفیق نے انٹرکام کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"جیسے میں کہہ رہا ہوں ویسے ہی کرو۔ سمجھے۔ ورنہ تم سڑک پر جوتیاں چٹخاتے نظر آؤ گے۔ تمہیں شاید معلوم نہیں ہے کہ سپیشل فورس تمہارے ڈائریکٹر جنرل کے ہاتھوں میں بھی ہتھکڑیاں ڈال سکتی ہے۔ ہم نے تو پھر تمہارا لحاظ کیا ہے"۔۔۔۔ صدیقی نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ انسپکٹر توفیق نے کہا اور تیزی سے اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ نعمانی اس کے پیچھے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ صدیقی نے فائل کھولی اور اسے سرسری طور پر دیکھنے لگا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور انسپکٹر توفیق اور نعمانی کے ساتھ ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نوجوان کا حلیہ بتا رہا تھا کہ اس پر بے پناہ تشدد کیا گیا ہے۔ صدیقی اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہی احمد رضا ہے۔ احمد رضا کے چہرے پر شدید پریشانی تھی لیکن اب

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

اس کے ہاتھ آزاد تھے۔

"نعمانی۔ تم انہیں ساتھ لے کر کار میں بیٹھو میں انسپکٹر صاحب سے چند باتیں کر کے آ رہا ہوں"۔۔۔۔ صدیقی نے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آؤ احمد رضا"۔۔۔۔ نعمانی نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ احمد رضا نے انسپکٹر توفیق کی طرف دیکھا۔

"جاؤ اور جیسے یہ آفیسر کہہ رہے ہیں ویسے ہی کرو۔ اب تم ان کی تحویل میں ہو"۔۔۔۔ انسپکٹر توفیق نے کہا تو احمد رضا واپس مڑا اور نعمانی کے پیچھے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"انسپکٹر صاحب۔ میں نے فائل سرسری طور پر دیکھ لی ہے اس کے علاوہ آپ اس کیس کے سلسلے میں کچھ بتانا پسند کریں گے"۔ صدیقی نے انسپکٹر توفیق سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ساری تفتیش تو مکمل ہو چکی ہے۔ اب صرف ہم نے اس پریس کو ٹریس کرنا تھا جہاں یہ جعلی کرنسی چھاپی جاتی ہے اور بس"۔ انسپکٹر توفیق نے کہا۔

"اس بارے میں آپ کو کسی نے کچھ نہیں بتایا"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"احمد رضا نے جن لوگوں کے نام لئے ہیں وہ سب اپنے اپنے ٹھکانوں سے غائب ہیں۔ ہمارے آدمی وہاں کی نگرانی کر رہے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی قابو میں آئے گا تو پریس کے بارے میں پتہ چلے

PK7E@HOTMAIL.COM



گا"۔۔۔۔ انسپکٹر توفیق نے بتایا۔

"اس احمد رضا کا کیا رول ہے"۔۔۔۔ صدیقی نے پوچھا۔

"جناب۔ یہ اس گینگ کا ممبر ہے۔ یہ جعلی کرنسی کی گڈیوں کو بینک میں موجود اصل نوٹوں کی گڈیوں سے بدل دیتا تھا"۔۔۔۔ انسپکٹر توفیق نے بتایا۔

"یہ پکڑا کیسے گیا ہے"۔۔۔۔ صدیقی نے پوچھا۔

"ہمارے پاس مسلسل شکایات آ رہی تھیں کہ اس بینک سے جو نوٹوں کی گڈیاں ڈیلیور کی جا رہی ہیں لیکن بظاہر وہاں ایسی کوئی بات نظر نہ آتی تھی۔ یہ شخص انتہائی مہارت سے یہ کام کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنے طور پر وہاں نگرانی کا انتظام کیا اور پھر ہمارے آدمیوں نے اسے جعلی نوٹوں کی گڈی سمیت پکڑ لیا۔ یہ گڈی اس کی میز کی دراز میں موجود تھی۔ اس کے بعد معمولی سی پوچھ گچھ سے اس نے یہ سب کچھ بتا دیا"۔۔۔۔ انسپکٹر توفیق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جعلی کرنسی پکڑی بھی گئی ہے"۔۔۔۔ صدیقی نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ دس گڈیاں بڑے نوٹوں کی پکڑی گئی ہیں۔ یہ گڈیاں اس احمد رضا نے ایشیا بلڈنگ کے ایک کمرے میں چھپا رکھی تھیں۔ یہ اس کمرے کو میٹنگ روم کے طور پر استعمال کرتے تھے"۔ انسپکٹر توفیق نے جواب دیا۔

"کہاں ہے وہ مال"۔۔۔۔ صدیقی نے پوچھا۔

"میں منگواتا ہوں سر"۔۔۔۔ انسپکٹر توفیق نے کہا اور فون جو

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

صدیقی کے سامنے پڑا ہوا تھا اٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور رسیور اٹھا کر اس نے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"سب انسپکٹر یونس۔ احمد رضا کے ذریعے جو جعلی کرنسی پکڑی گئی ہے اس کا پیکٹ لے آؤ۔ فوراً"---- انسپکٹر توفیق نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پیکٹ تھا۔ اس نوجوان نے سلام کر کے پیکٹ میز پر رکھ دیا۔

"اب جاؤ تم"---- انسپکٹر توفیق نے اس نوجوان سے کہا اور وہ سلام کر کے مڑا اور واپس چلا گیا۔ صدیقی نے پیکٹ کھولا اور ایک گڈی نکال کر اسے غور سے دیکھنے لگا۔ یہ بڑے نوٹوں کی گڈی تھی اور انتہائی ماہرانہ انداز میں چھاپی گئی تھی اور کسی طرح بھی جعلی نظر نہ آ رہی تھی۔

"یہ کس طرح جعلی ہے"---- صدیقی نے انسپکٹر توفیق کی طرف تے ہوئے کہا اور انسپکٹر توفیق بے اختیار مسکرا دیا لیکن اس کی راہٹ میں طنز نمایاں تھا۔

"جناب۔ اس پر جو تصویر ہے اس کے کوٹ پر انگوٹھا پھیر کر دیکھیں آپ کو محسوس ہو گا کہ آپ نوٹ پر ابھری ہوئی لائنوں پر انگوٹھا رہے ہیں تو پھر نوٹ اصلی ہو گا اور اگر وہ جگہ ہموار ہو عام کاغذ کی ہ تو پھر نوٹ نقلی ہو گا کیونکہ یہ ابھری ہوئی لائنیں ایسی مشین سے جاتی ہیں جو کسی جعل ساز کو میسر نہیں ہو سکتی"---- انسپکٹر توفیق

نے کہا تو صدیقی نے نوٹ پر موجود تصویر کے کوٹ پر انگوٹھا پھیرا تو واقعی وہاں کاغذ ہموار تھا عام کاغذ کی طرح۔ صدیقی نے نوٹوں کی گڈی واپس پیکٹ میں ڈال دی۔

"ٹھیک ہے۔ یہ پیکٹ میں ساتھ لے جا رہا ہوں"---- صدیقی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ان کی رسید جناب"---- انسپکٹر توفیق نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"اپنے ڈائریکٹر جنرل سے رسید لے لینا ہو سکتا ہے کہ ہم یہ سب کچھ آپ کے ڈائریکٹر جنرل تک ہی پہنچا دیں"---- صدیقی نے کہا اور پیکٹ اور فائل اٹھا کر وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر آ کر پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

عمران نے کار ہوٹل عالیشان کی پارکنگ میں روکی اور نیچے اتر کر وہ ہوٹل کی عمارت کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ ایک ادھیڑ عمر آدمی ایک طرف سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھنے لگا۔

"جناب۔ کیا آپ مجھے ایک منٹ دیں گے"——— اس ادھیڑ عمر آدمی نے عمران کے قریب پہنچ کر کہا تو عمران بے اختیار ٹھٹک کر اسے دیکھنے لگا۔

"صرف ایک منٹ۔ لیکن یہ تو بہت کم وقت ہے۔ اتنے وقت میں پ اپنی بات بھی مکمل نہ کر سکیں گے"——— عمران نے مسکراتے ۓ کہا اور ساتھ ہی اس نے اسے سر سے پیروں تک بغور دیکھا۔ کے جسم پر پتلون اور شرٹ تھی لیکن لباس کی حیثیت بتا رہی تھی ہ متوسط طبقے کا آدمی ہے۔ اس کے چہرے پر بھی متوسط طبقے کے کو پیش آنے والی پریشانیوں اور دباؤ کے اثرات موجود تھے۔ ویسے

PK7E@HOTMAIL.COM



اپنے انداز سے وہ خاصا پڑھا لکھا آدمی معلوم ہوتا تھا۔

"میرا مطلب یہ تھا جناب کہ میں آپ کا کم سے کم وقت لوں گا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ بیحد مصروف آدمی ہیں"——— اس آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گی کہ میں مصروف آدمی ہوں۔ میرے ڈیڈی نے مجھے نکھٹو اور بیکار سمجھ کر گھر سے نکال دیا ہے۔ اگر میں مصروف ہوتا تو اس طرح ایک مانگے تانگے کے فلیٹ میں پڑا زندگی کے دن نہ گزار رہا ہوتا اس لئے کسی تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔ اس دنیا میں صرف وقت ہی ایسی نعمت ہے جو میرے پاس وافر مقدار میں موجود ہے۔ آپ جتنا چاہیں وقت لے سکتے ہیں"——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ فکر نہ کریں میں آپ سے کوئی مالی امداد طلب نہیں کروں گا بلکہ ایک پریشانی ہے اس کا حل آپ سے معلوم کرنا ہے"——— ادھیڑ عمر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"پھر تو آپ واقعی سمجھ دار آدمی ہیں کہ آپ کو معلوم ہے کہ چیل کے گھونسلے میں گوشت نہیں ہوتا۔ آیئے میرے ساتھ۔ ہوٹل میں بیٹھ کر اطمینان سے بات ہو سکتی ہے"——— عمران نے کہا اور ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

"میرا نام اسد علی ہے اور میں دارالحکومت میں کھلونے فروخت کرنے والی سپر شاپ میں سپروائزر ہوں"——— اسد علی نے ساتھ

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

چلتے ہوئے اپنا تعارف کرایا۔

"سپر شاپ میں سپروائزر۔ بہت خوب۔ پھر تو آپ ڈبل سپر بلکہ سوپر ہوئے۔ ایک میرا دوست ہے سوپر فیاض اور دوسرے آپ ہو گئے۔ میرا نام یقیناً آپ جانتے ہی ہوں گے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اسد علی بے اختیار ہنس پڑا۔

"جی ہاں اور اتفاق سے میری پریشانی کا تعلق آپ کے دوست سوپر فیاض سے ہی ہے"۔۔۔۔ اسد علی نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"لیکن سوپر فیاض تو میرا خیال ہے اب بچہ نہیں رہا اس لئے اسے کھلونوں سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو اسد علی بے اختیار ہنس پڑا۔ اسی لمحے مین گیٹ کھول کر وہ دونوں ہوٹل کے ہال میں داخل ہو گئے اور پھر عمران اسد علی کو ساتھ لئے کونے کی ایک میز پر آ کر بیٹھ گیا۔ ویٹر کو اس نے مشروبات لانے کا آرڈر دے دیا۔

"ہاں تو اسد علی صاحب۔ اب آپ کھل کر بتائیں کہ آپ کو کیا پریشانی ہے اور اس پریشانی کا تعلق سوپر فیاض سے کیسے ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے جیسا کہ پہلے بتایا ہے کہ میں ٹوائز لینڈ میں سپروائزر ہوں۔ یہ سپر شاپ ارباب روڈ پر واقع ہے۔ میں گذشتہ بارہ سالوں سے یہاں کام کر رہا ہوں۔ پہلے میں وہاں سیلز مین تھا اب سپروائزر ہوں۔ اس شاپ کے مالک سیٹھ اسلم ہیں۔ ان کی دوسرے بڑے شہروں میں بھی دکانیں ہیں۔ ایک ہفتہ پہلے کی بات ہے کہ مجھے سیٹھ اسلم نے اپنی



کوٹھی پر طلب کیا۔ ان کی رہائش گاہ یہاں کی سب سے بڑی کالونی نشیمن کالونی میں ہے۔ میں وہاں گیا تو وہاں ان کے پاس سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض اور ایک غیر ملکی جو غالباً ایکریمی تھا موجود تھے۔ سیٹھ اسلم نے مجھے کہا کہ میں سوپر فیاض کو ٹوائز لینڈ کے بڑے گودام میں لے جاؤں اور جو چیکنگ یہ کرنا چاہیں انہیں کرنے دیں۔ چنانچہ میں سوپر فیاض کی جیپ میں بیٹھ کر انہیں گودام لے گیا۔ ہمارا گودام کافی بڑا ہے کیونکہ پاکیشیا کے تمام شہروں میں سپلائی کیا جانے والا مال یہیں جمع ہوتا ہے اور پھر یہاں سے آگے سپلائی کیا جاتا ہے۔ لیکن وہاں کھلونوں کی بند پیٹیاں ہوتی ہیں۔ کھلا مال نہیں رکھا جاتا۔ گودام میں چار آدمی کام کرتے ہیں۔ ایک مینجر' ایک اسسٹنٹ مینجر' ایک اکاؤنٹنٹ اور ایک چپڑاسی۔ سوپر فیاض نے گودام کا راؤنڈ لگایا اور پھر ایک پیٹی کھولنے کا حکم دیا۔ چونکہ سیٹھ اسلم نے مینجر کو فون کر دیا تھا اس لئے مینجر نے سوپر فیاض کے حکم پر وہ پیٹی کھول دی۔ اس میں غیر ملکی کھلونے پیکڈ تھے۔ سوپر فیاض صاحب کھلونے اٹھا اٹھا کر دیکھتے رہے پھر انہوں نے مجھے کہا کہ میں ان کے ساتھ ان کے ہیڈکوارٹر چلوں کیونکہ وہ مجھ سے مزید پوچھ گچھ کرنا چاہتے تھے اور میں ان کے ساتھ ان کے ہیڈکوارٹر پہنچ گیا۔ وہاں پہلے تو سوپر فیاض ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔ میرے متعلق تفصیلات معلوم کرتے رہے پھر انہوں نے کہا کہ اگر میں سیٹھ اسلم کے خلاف گواہی دوں کہ سیٹھ اسلم کھلونوں کی آڑ میں ہیروئن کا دھندہ کرتے ہیں اور میں چند پیکٹ

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

ہیروئن کے ان کے گودام میں جا کر رکھ دوں تو مجھے بہت بڑا انعام بھی دیا جائے گا اور مجھے سنٹرل انٹیلی جنس کا مخبر بنا لیا جائے گا جس سے مجھے یہاں سے زیادہ تنخواہ ملے گی لیکن میں نے انکار کر دیا کیونکہ ایسا غلط کام میں نے زندگی بھر کبھی نہیں کیا اور نہ کرنا چاہتا تھا۔ ویسے بھی سیٹھ اسلم شریف آدمی ہے۔ ان کے متعلق کبھی اس قسم کی کوئی بات کسی سے سنی بھی نہ تھی۔ میرے انکار کے بعد پہلے تو سوپر فیاض مجھے لالچ دیتے رہے لیکن جب میں نے مسلسل انکار کئے رکھا تو انہوں نے مجھے دھمکی دی کہ وہ اس انکار کا مجھے مزہ چکھائیں گے اور پھر انہوں نے مجھے واپس بھیج دیا۔ پہلے تو میں نے سوچا کہ سوپر فیاض صاحب کی یہ بات جا کر سیٹھ اسلم کو من و عن بتا دوں لیکن پھر میں یہ سوچ کر خاموش ہو گیا کہ سوپر فیاض صاحب بھی بڑے افسر ہیں اور سیٹھ اسلم بھی بڑے آدمی ہیں جبکہ میں غریب اور ملازم آدمی ہوں۔ میں خوامخواہ مصیبت میں پھنس جاؤں گا اس لئے میں خاموش رہا۔ آج سے دو روز پہلے سیٹھ اسلم نے مجھے اپنے آفس میں کال کیا اور انہوں نے مجھے ملازمت سے فارغ کر دیا۔ میں نے جب اپنا قصور پوچھا تو انہوں نے صرف اتنا بتایا کہ انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض نے میری شکایت کی ہے کہ میں نے سوپر فیاض کو سیٹھ اسلم کو گرفتار کرانے اور چھاپہ النے کے لئے کہا ہے۔ میں نے اس پر ساری بات بتا دی لیکن سیٹھ سلم نے میری بات پر یقین نہ کیا اور مجھے کھڑے کھڑے ملازمت سے رغ کر دیا۔ میں بیحد پریشان ہوا۔ میں سوپر فیاض صاحب کی کوٹھی پر



گیا۔ میں نے ان کی منت سماجت کی لیکن انہوں نے مجھے جھڑک کر بھگا دیا۔ اب میں بیروزگار ہوں۔ میری ایک بڑی بیٹی ہے اور مجھے سوائے اس کھلونے کے بزنس کے اور کسی کام کا علم نہیں ہے۔ یہاں دارالحکومت میں تین چار اور کھلونوں کی دکانیں بھی ہیں۔ میں ان کے پاس ملازمت کے لئے گیا لیکن وہاں سے بھی انکار ہو گیا کیونکہ ان سب کو بھی سیٹھ اسلم ہی مال سپلائی کرتا ہے۔ وہ پاکیشیا میں فارن کھلونوں کے سب سے بڑے امپورٹر ہیں۔ میں پھر سوپر فیاض کے دفتر گیا لیکن سوپر فیاض صاحب نہیں ملے۔ ان کے چپڑاسی نے جب مجھے پریشان دیکھا اور پھر مجھ سے حال احوال پوچھا تو میں نے اسے ساری بات بتا دی۔ اس نے مجھے آپ کا پتہ دیا کہ آپ ہی میری پریشانی دور کر سکتے ہیں۔ میں آپ کے فلیٹ پر گیا لیکن وہاں آپ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ یہاں سے قریب ہی میرا گھر ہے۔ میں اپنے گھر جا رہا تھا کہ میں نے آپ کی کار ہوٹل میں مڑتے ہوئے دیکھی چنانچہ میں ادھر آ گیا"۔۔۔۔ اسد علی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس دوران مشروبات کی بوتلیں آ گئی تھیں اور عمران ساتھ ساتھ مشروبات بھی سپ کرتا رہا تھا جبکہ اسد علی بوتل ہاتھ میں پکڑے مسلسل بولتا ہی رہا تھا۔

"کیا تم نے پہلے میری کار دیکھی ہوئی تھی یا مجھے پہلے سے جانتے تھے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ پہلی بار جب میں آپ کے فلیٹ پر گیا تھا تو آپ اس

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

وقت کار میں بیٹھ کر جا رہے تھے۔ میں نے آپ کو اور آپ کی کار کو دیکھا لیکن چونکہ میں آپ کو پہچانتا نہ تھا اس لئے میں سیڑھیاں چڑھ کر اوپر چلا گیا۔ وہاں آپ کے ملازم نے بتایا کہ آپ چند لمحے پہلے چلے گئے ہیں۔ تب مجھے آپ کا خیال آیا اور میرے پوچھنے پر آپ کے ملازم نے میرے خیال کی تصدیق کر دی اس لئے میرے ذہن میں آپ کی کار اور آپ کا چہرہ محفوظ تھا"---- اسد علی نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"تو اب آپ کیا چاہتے ہیں۔ کیا سوپر فیاض' سیٹھ اسلم سے کہہ کر آپ کو نوکری پر بحال کرائے یا سیٹھ اسلم براہ راست آپ کو نوکری پر بحال کر دے"---- عمران نے کہا۔

"جب تک سوپر فیاض صاحب نہیں کہیں گے سیٹھ اسلم صاحب مجھے نوکری پر بحال نہیں کریں گے"---- اسد علی نے کہا۔

"کیا آپ یہ بات سوپر فیاض کے منہ پر کہہ سکتے ہیں کہ اس نے آپ پر دباؤ ڈالا کہ آپ سیٹھ اسلم کے خلاف جھوٹی شہادت دیں اور ہیروئن کے پیکٹ اس کے گودام میں چھپائیں"---- عمران نے اسد علی کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"بالکل کہہ سکتا ہوں۔ آپ کے سامنے میں نے ایک لفظ بھی جھوٹ نہیں بولا۔ اب یہ اور بات ہے کہ سوپر فیاض یہ تسلیم کریں یا نہ کریں"---- اسد علی نے بڑے صاف لہجے میں کہا تو عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔ عمران نے ویٹر کو اشارہ کیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM



"فون یہاں لے آؤ"---- عمران نے ویٹر کے قریب آنے پر اس سے کہا۔

"یس سر"---- ویٹر نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایک کارڈلیس فون پیس لا کر عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

"آپ کو سیٹھ اسلم کے فون نمبرز معلوم ہیں"---- عمران نے اسد علی سے پوچھا۔

"جی ہاں۔ وہ اس وقت اپنے آفس میں ہوں گے"---- اسد علی نے کہا اور فون نمبر بتا دیئے۔ عمران نے اسد علی کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس"---- ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"سیٹھ اسلم صاحب سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"---- عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں"---- دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ میں سیٹھ اسلم بول رہا ہوں"---- چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"آپ نے شاید سپرنٹنڈنٹ فیاض کے منہ سے میرا نام سنا ہو۔ میرا نام علی عمران ہے"---- عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ میں نے تو آپ کا نام سپرنٹنڈنٹ فیاض کے منہ سے نہیں سنا اور نہ ہی سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب سے میرا کوئی قریبی

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

تعلق ہے۔ بہرحال فرمایئے آپ نے کس مقصد کے لئے فون کیا ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"لیکن قریبی تعلق نہ ہونے کی باوجود آپ نے سپرنٹنڈنٹ فیاض کی شکایت پر اپنے ایک پرانے ملازم اسد علی کو کھڑے کھڑے نوکری سے نکال دیا"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا اپنا مسئلہ ہے جناب۔ میں اپنے ملازم کو چاہے کھڑے کھڑے نکال دوں یا بیٹھ کر نکال دوں۔ میں اس سلسلے میں کسی قسم کی مداخلت پسند نہیں کیا کرتا اور نہ میں اس سلسلے میں کسی کی سفارش مانا کرتا ہوں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سپاٹ لہجے میں جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فون آف کیا اور ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اسد علی خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"فیاض بول رہا ہوں سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی سوپر فیاض نے اپنے مخصوص فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"علی عمران بول رہا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ تم۔ کہاں سے بول رہے ہو۔ میں نے تو تم سے فوری اور ضروری ملنا تھا۔ میں نے فلیٹ پر فون کیا تھا۔ تمہارے باورچی سلیمان نے کہا کہ تم موجود نہیں ہو"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سوپر فیاض نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ خیریت ہے۔ کہیں ڈیڈی نے تو کچھ نہیں کہہ دیا۔ لیکن یہ



سن لو کہ ڈیڈی سفارش ماننے کے قائل نہیں ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ڈیڈی صرف سفارش ہی نہیں مانتے اور بہت کچھ بھی نہیں مانتے۔ میرے پاس ایک کیس ہے جعلی کرنسی کا۔ لیکن اس کیس میں کوئی کلیو ہی نہیں مل رہا اور تمہارے ڈیڈی میری بات ہی نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہر صورت میں ملزم پکڑے جائیں۔ اب تم خود بتاؤ کہ میں کیا کروں۔ کیا راہ جاتے آدمیوں کو ملزم بنا کر ان کے سامنے پیش کر دوں۔ میں نے اس سلسلے میں تم سے ملنا ہے"۔۔۔۔ سوپر فیاض نے کہا۔

"تو یہ تمہارے لئے کون سا انوکھا کام ہے۔ پہلے بھی تو تم ٹوائز لینڈ کے سیٹھ اسلم کے ملازم اسد علی سپروائزر کو یہ آفر کر چکے ہو کہ وہ سیٹھ اسلم کے خلاف جھوٹی شہادت دے اور ہیروئن کے پیکٹ اس کے گودام میں چھپا دے اور جب اس نے تمہاری بات ماننے سے انکار کر دیا تو تم نے سیٹھ اسلم سے شکایت لگا کر اسے نوکری سے ہی نکلوا دیا۔ اب بھی ایسا ہی کر لو۔ اسد علی اگر نہیں مانا تو کیا یہ ضروری ہے کہ اور لوگ بھی لالچ میں نہیں آئیں گے"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ تمہیں ان سب باتوں کا کیسے علم ہوا۔ کیا تم قوم جنات میں سے تو نہیں ہو"۔۔۔۔ سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"پہلے تم بتاؤ کہ کیا تم نے اسد علی سے یہ بات کی تھی"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ کی تھی۔ میں اس سیٹھ اسلم کو پھنسانا چاہتا تھا کیونکہ میرا خیال ہے کہ اس کا کوئی نہ کوئی تعلق جعلی کرنسی کے کیس سے ہے لیکن اس کے تعلقات بہت اوپر تک ہیں۔ صدر تک۔ اس لئے میں اسے صرف شک کی بنا پر گرفتار نہیں کر سکتا تھا اور جب تک وہ گرفتار نہ ہو اس سے پوچھ گچھ نہیں ہو سکتی۔ لیکن تمہیں ان سب باتوں کا کیسے علم ہوا"۔۔۔۔ سوپر فیاض نے کہا۔

"لیکن پھر تم نے اسد علی کی شکایت سیٹھ اسلم سے کیوں کی"۔۔۔۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے تو اس سے اس سپروائزر کے بارے میں کوئی بات نہیں کی۔ صرف اتنی بات ہوئی تھی کہ سپروائزر اسد علی بہت کچھ جانتا ہے لیکن وہ بتانے سے انکاری ہے۔ اگر وہ زبان کھول دے تو بہت سے راز اوپن ہو جائیں گے اور یہ ہے بھی حقیقت"۔۔۔۔ سوپر فیاض نے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ سیٹھ اسلم نے تمہاری یہ بات سن کر اس سپروائزر اسد علی کو نوکری سے نکال دیا ہے اور اب وہ غریب دھکے کھاتا پھر رہا ہے۔ وہ تمہاری کوٹھی پر بھی آیا تھا لیکن تم نے اسے جھڑک کر بھگا دیا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو وہ اسد علی تمہارے پاس پہنچا ہے۔ وہ واقعی آیا تھا لیکن

PK7E@HOTMAIL.COM



ظاہر ہے یہ سیٹھ اسلم کا اپنا معاملہ ہے۔ میں اس بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں اور وہ میری بات کیوں ماننے لگا اور ایسے غرض مندوں کی نفسیات کا مجھے علم ہے کہ اگر انہیں ذرا بھی منہ لگایا گیا تو یہ لٹھ لے کر پیچھے پڑ جاتے ہیں اس لئے میں نے اسے جھڑک کر بھگا دیا تھا تاکہ وہ دوبارہ نہ آئے"۔۔۔۔ سوپر فیاض نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن تمہارے ان ہتھکنڈوں نے اسد علی کو تو بیروزگار کر دیا ہے۔ تمہیں اس کے بارے میں تو سوچنا چاہئے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں نے کسی کے بارے میں سوچنے کا ٹھیکہ تو نہیں لے رکھا۔ اسے کہیں نہ کہیں نوکری مل ہی جائے گی"۔۔۔۔ سوپر فیاض نے اپنی عادت کے مطابق صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایسا ہے کہ تم اس جعلی کرنسی والے کیس کے سلسلے میں بھی خود ہی سوچو۔ تمہیں بھی کہیں نہ کہیں سے کلیو مل ہی جائے گا"۔ عمران نے کہا۔

"ارے ارے۔ تم ناراض ہو گئے۔ اوہ سنو۔ میری بات سنو۔ اچھا وعدہ کہ میں اس کے لئے کچھ کروں گا"۔۔۔۔ سوپر فیاض نے اسے مناتے ہوئے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"تم فائل لے کر ہوٹل عالیشان آ جاؤ۔ میں یہاں موجود ہوں۔ یہیں ڈسکس کر لیں گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر دوسری طرف سے فیاض کی بات سنے بغیر ہی اس نے فون آف کر دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اب فیاض دوڑا آئے گا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

"اسد علی صاحب۔ آپ اپنے گھر کا پتہ مجھے بتا دیں۔ میں انشاء اللہ جلد ہی آپ کے لئے معقول روزگار کا بندوبست کر کے آپ کو اطلاع کر دوں گا۔ سیٹھ اسلم نے تو صاف انکار کر دیا ہے اس لئے اب کہیں اور کوشش کرنا پڑے گی"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جی آپ کی بڑی مہربانی۔ میرا گھر یہاں سے قریب ہی ہے"۔ اسد علی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے گھر کا پتہ تفصیل سے بتا دیا۔

"آپ نے سیٹھ اسلم کے پاس طویل عرصے تک نوکری کی ہے۔ کیا واقعی سیٹھ اسلم کسی مجرمانہ کارروائی میں شریک ہے یا رہا ہے لیکن جو کچھ سچ ہے وہ بتائیں"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جی میں نے تو آج تک اس بارے میں کچھ نہیں سنا۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ سیٹھ اسلم پہلے اتنا بڑا سیٹھ نہیں تھا جتنا وہ گزشتہ پانچ چھ سالوں میں ہو گیا ہے۔ جب میں نے اس کے پاس نوکری کی تھی تو اس کی کھلونوں کی چھوٹی سی دکان تھی جو طویل عرصے تک اسی طرح رہی۔ لیکن گزشتہ پانچ چھ سالوں میں یکلخت تبدیلی آئی اور پھر ا ہی چلی گئی۔ یہ چھوٹی سی دکان بڑی سپر شاپ میں تبدیل ہو گئی اور رے بڑے شہروں میں بھی بڑی بڑی دکانیں کھل گئیں۔ گودام بن اور اسلم صاحب بھی بڑے سیٹھ صاحب بن گئے۔ اب معلوم ، کہ ایسا کاروبار بڑھ جانے کی وجہ سے ہوا یا کسی اور وجہ سے ہوا ۔ بہرحال میں نے ان کے متعلق کبھی یہ نہیں سنا کہ وہ کسی غلط کام ملوث ہیں"۔۔۔۔۔ اسد علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM



"ٹھیک ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ آپ کی پریشانی کا جلد ہی حل مل جائے گا یہ میری ذمہ داری رہی۔ البتہ اگر آپ کو فوری طور پر رقم کی ضرورت ہو تو مجھے بلاتکلف بتا دیں اس کا بھی انتظام ہو جائے گا"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ سیٹھ اسلم نے نوکری سے فارغ کرتے ہوئے خاصی بڑی رقم بطور امداد دے دی تھی۔ اس لئے رقم کی ضرورت نہیں ہے البتہ روزگار کی پریشانی ضرور ہے"۔۔۔۔۔ اسد علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ پریشانی انشاء اللہ جلد ہی دور ہو جائے گی"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو اسد علی نے اٹھ کر سلام کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسی لمحے اچانک عمران کی کلائی پر ضربیں لگنا شروع ہو گئیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کی کلائی میں بندھی ہوئی گھڑی میں ٹرانسمیٹر پر کال آ رہی ہے۔ وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ باتھ روم میں داخل ہو کر اس نے گھڑی کا ونڈ بٹن مخصوص انداز میں کھینچا اور گھڑی کو کان سے لگا لیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ۔ اوور"۔۔۔۔۔ ٹائیگر کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے۔ اوور"۔۔۔۔۔ عمران نے گھڑی کو منہ کے قریب لے جاتے ہوئے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"باس۔ ایک اہم رپورٹ دینی تھی۔ میں نے فلیٹ پر فون کیا۔ چیف کو فون کیا۔ رانا ہاؤس فون کیا لیکن آپ سے ملاقات نہ ہو سکی تو ٹرانسمیٹر کال کر رہا ہوں۔ اوور" ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

"میں ہوٹل عالیشان میں موجود ہوں۔ ہوٹل کے فون پر بات کر لو۔ اوور اینڈ آل" ـــــ عمران نے کہا اور ونڈ بٹن پریس کر کے وہ باتھ روم کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ اسی لمحے اس نے مین گیٹ سے سوپر فیاض کو اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا۔ فیاض ہال میں داخل ہو کر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں عمران پر پڑیں جو باتھ روم سے نکل رہا تھا وہ تیزی سے چلتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ اس نے ہاتھ میں بریف کیس پکڑا ہوا تھا لیکن عمران اس طرح اپنی میز کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا جیسے اس نے سوپر فیاض کو دیکھا ہی نہ ہو۔

"یہ تم نے آج ہوٹل میں ڈیرے کیوں ڈال رکھے ہیں"۔ سوپر فیاض نے قریب آ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ سوپر فیاض تم۔ آؤ آؤ۔ خوش آمدید۔ میں بھی بڑی دیر سے دعا مانگ رہا تھا کہ یا اللہ ایسا کوئی آدمی بھجوا دے جو کھانے کا بل بھی ادا کرے اور واپسی کا خرچہ بھی دے دے۔ شکر ہے اللہ نے مجھ جیسے گنہگار کی دعا اتنی جلدی قبول کر لی" ـــــ عمران نے باقاعدہ اس طرح خوش ہوتے ہوئے کہا جیسے واقعی وہ یہی دعا مانگ رہا تھا اور اس دعا کے پورا ہو جانے پر خوش ہو رہا ہو۔

"کھانا بھی کھلا دوں گا اور واپسی کا خرچہ بھی مل جائے گا لیکن پہلے

PK7E@HOTMAIL.COM



میرا مسئلہ حل کرو" ـــــ فیاض نے کہا اور بریف کیس کھول کر اس نے اس میں سے ایک فائل نکالی اور عمران کے سامنے رکھ دی۔

"کھانے کے وقت میں تو ابھی کچھ دیر ہے لیکن واپسی کا کرایہ تو تم ابھی دے سکتے ہو" ـــــ عمران نے کہا۔

"مرو نہیں۔ وہ بھی مل جائے گا" ـــــ فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"لیکن تمہارے بریف کیس میں تو یہ فائل ہی ہے اور کچھ نہیں جبکہ میں خوامخواہ یہ سوچ کر خوش ہو رہا تھا کہ بریف کیس بڑے بڑے نوٹوں سے بھرا ہوا ہو گا مگر اب تم واپسی کا خرچہ کیسے دو گے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہاں سے تمہارے فلیٹ تک ٹیکسی پچاس روپے لے گی اور پچاس روپے میری جیب میں آ سکتے ہیں" ـــــ فیاض نے کہا تو عمران نے اس طرح آنکھیں پھاڑیں جیسے فیاض نے کوئی انہونی بات کر دی ہو۔

"پچاس روپے واپسی کا کرایہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ میں نے تو سنا ہے کہ آج کل کفن دفن پر ہی بہت رقم خرچ ہوتی ہے۔ قبر کی زمین بھی خریدنی پڑتی ہے۔ گورکن بھی بڑا معاوضہ لیتے ہیں۔ پھر قل خوانی، چہلم اور برسی پر بھی دیگیں پکوانی پڑتی ہیں۔ قوالیاں کرانا پڑتی ہیں۔ ظاہر ہے ان پر بھی بہت رقم خرچ آئے گی اور تم کہہ رہے ہو کہ پچاس روپے میں واپسی کا خرچہ پورا ہو جائے گا۔ یہ کیسے ممکن

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو تمہاری واپسی دوسرے جہاں کی واپسی ہے کیا"۔۔۔۔ فیاض نے کہا۔

"ظاہر ہے ہر انسان فانی ہے۔ واپسی تو بہرحال ہونی ہی ہے آج نہیں تو کل۔ اور عقل مند کہتے ہیں کہ آدمی کو کل کا سامان آج ہی کر لینا چاہئے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ ساتھ ساتھ وہ فائل کھول کر اس کے صفحات پر بھی سرسری طور پر نگاہ ڈالتا جا رہا تھا۔

"یہ سارے کام واپس جانے والا نہیں کر سکتا۔ پیچھے رہ جانے والے کرتے ہیں اس لئے تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کام میں کر لوں گا"۔۔۔۔ فیاض نے کہا تو عمران نے چونک کر اس کی دیکھا۔

"خود ہی تو کہہ رہے ہو کہ جانے والا یہ سارے کام نہیں کر سکتا اور اب خود ہی کہہ رہے ہو کہ تم یہ کام کر لو گے"۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو فیاض بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ تم میری بات کر رہے ہو یا اپنی"۔۔۔۔ فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم مجھ سے عمر میں بڑے ہو اور عقل میں بھی۔ اب تم خود ہی سوچ لو کہ پہلے کون واپس جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ فائل دیکھو"۔۔۔۔ فیاض نے غراتے ہوئے



کہا۔

"یہ بکواس نہیں ہے سوپر فیاض۔ حقیقت ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہو گی حقیقت۔ لیکن نہ تم ابھی مر رہے ہو اور نہ میں۔ اس لئے بکواس چھوڑو۔ تمہیں اگر ویسے ہی سو دو سو روپے کی ضرورت ہو تو میں دے دوں گا"۔۔۔۔ فیاض نے کہا۔

"واہ۔ تم واقعی حاتم طائی لگتے ہو۔ کیا سخاوت ہے۔ ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو فیاض بے اختیار جھینپ کر رہ گیا۔ عمران نے فائل بند کی اور اسے اٹھا کر فیاض کے سامنے رکھ دیا۔

"کیا ہوا۔ تم نے فائل کیوں بند کر دی"۔۔۔۔ فیاض نے حیران ہو کر کہا۔

"تو اور کیا کروں۔ بھوک کی وجہ سے مجھے لفظ ہی نظر نہیں آ رہے"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو فیاض نے ویٹر کو اشارہ کیا اور اس کے آنے پر اس نے کھانے کا آرڈر دے دیا۔

"تم جیسی نیت کا بھوکا میں نے اور کوئی نہیں دیکھا۔ نہ تمہارا پیٹ بھرتا ہے اور نہ نیت"۔۔۔۔ فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بزرگ کہتے ہیں اول طعام بعد کلام"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور فیاض نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر نے میز پر کھانا لگا دیا اور عمران اور فیاض دونوں کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔ عمران یہاں آیا ہی لنچ کرنے کے لئے تھا اس لئے وہ بڑے مزے

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

سے لنچ کرنے میں مصروف تھا۔ فیاض بھی خاموشی سے کھانا کھا رہا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد عمران نے چائے منگوا لی۔

"اب تو کھانا کھا لیا ہے۔ اب بولو۔ اس کیس کے سلسلے میں مزید کیا ہونا چاہئے"۔۔۔۔ فیاض نے کہا۔

"اس فائل میں آٹھ صفحات ہیں۔ اگر ڈیڈی انہیں ناکافی سمجھتے ہیں تو دس بارہ صفحات اور ٹائپ کر کے شامل کر دو۔ مسئلہ حل"۔ عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی بکواس۔ سنجیدگی سے بات کرو۔ میں بیحد پریشان ہوں"۔۔۔۔ فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سوپر فیاض اس فائل میں تو صرف اتنی سی بات موجود ہے کہ مارکیٹ میں جعلی کرنسی کے کئی کیس سامنے آئے ہیں اور فیڈرل بینک نے اس کا سخت نوٹس لیا ہے اور فیڈرل بینک کی طرف سے وزارت خزانہ کو لکھا گیا ہے کہ جعلی کرنسی چھاپنے والوں کو پکڑا جائے اور وزارت خزانہ نے یہ کیس سنٹرل انٹیلی جنس کو مارک کر دیا اور سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل نے تمہیں مارک کر دیا اور تم نے انسپکٹروں کے ذمہ کام لگا دیا اور بس۔ اب بتاؤ کیا کروں۔ کیا زائچہ بنا کر تمہیں بتا دوں کہ فلاں پریس میں جعلی کرنسی چھپ رہی ہے جا کر چھاپہ مارو اور مجرموں کو پکڑ کر ڈیڈی کے سامنے لا کر کھڑا کر دو"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کہیں سے کوئی کلیو ہی نہیں مل رہا۔ صرف ایک کیس کا پتہ چلا تھا کہ فیڈرل ایجنسی کے انسپکٹر توفیق نے سنٹرل بینک کینٹ برانچ کے اسسٹنٹ منیجر کو پکڑا تھا۔ اس نے اقرار جرم بھی کر لیا تھا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی پیش رفت ہوتی اسے سپیشل فورس والے لے گئے اور معاملہ ختم"۔۔۔۔ فیاض نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا کہ سپیشل فورس والے اس ملزم کو لے گئے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سپیشل فورس کے بیج تو سیکرٹ سروس والے ہی استعمال کرتے ہیں۔

"مجھے انسپکٹر توفیق نے بتایا ہے۔ فیڈرل ایجنسی میں جعلی کرنسی کے سلسلے میں علیحدہ سیل بنا ہوا ہے۔ میں نے اس کیس کے سلسلے میں سرکاری طور پر فیڈرل ایجنسی کو لیٹر لکھا تھا کہ اگر ان کے پاس جعلی کرنسی کے ملزموں کے سلسلے میں معلومات موجود ہوں تو سنٹرل انٹیلی جنس کو اطلاع دی جائے۔ اس پر فیڈرل ایجنسی کی سنٹرل پوسٹ کے انسپکٹر توفیق نے مجھے فون کر کے یہ بات بتائی۔ اس نے کہا کہ اسے ڈائریکٹر جنرل صاحب نے ملزم اور فائل سپیشل فورس کے حوالے کرنے کا حکم دیا تھا اس لئے اس نے سپیشل فورس کے حوالے ملزم اور فائل کر دی لیکن نہ اسے معلوم ہے کہ سپیشل فورس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور نہ مجھے۔ میں نے ڈائریکٹر جنرل کو فون کر کے ان سے سرکاری طور پر بات کی تو انہوں نے بتایا کہ انہیں سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان نے خصوصی طور پر حکم دیا تھا اس کے بعد میں خاموش ہو گیا اور ظاہر ہے اب میں ان سے تو نہیں پوچھ سکتا تھا"۔۔۔۔ فیاض نے

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

کہا۔

"لیکن اس انسپکٹر توفیق کو تو یہ معلوم ہو گا کہ مجرم کون ہے۔ اس کا گھر کہاں ہے۔ تم وہاں سے معلوم کر سکتے تھے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ مجرم کو بینک سے پکڑا گیا تھا اور اس کے پیچھے اس کے گھر والے آئے ہی نہیں اور نہ اس نے معلوم کرنے کی کوشش کی۔ البتہ میں نے ایک انسپکٹر کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ بینک جا کر اس مجرم کے کوائف حاصل کرے۔ اس نے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں دی"۔۔۔۔ فیاض نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

"او کے۔ تم نے صرف کھانا کھلایا ہے اس لئے فی الحال اتنا ہی کافی ہے کہ میں نے اس کے جواب میں تمہاری یہ خشک باتیں سن لی ہیں۔ اب مجھے اجازت"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تو تم اس کیس میں میری کوئی مدد نہیں کرو گے"۔۔۔۔ فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا مدد کروں۔ تم بتاؤ"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جعلی کرنسی کے مجرموں کا کلیو تلاش کرو۔ تمہارے ڈیڈی مسلسل میری جان کھا رہے ہیں کیونکہ فیڈرل بینک کو روزانہ رپورٹیں مل رہی ہیں کہ جعلی کرنسی کو منظم سازش کے تحت ملک میں پھیلایا جا رہا ہے"۔۔۔۔ فیاض نے کہا۔

"فیڈرل بینک والوں کو الہام ہوتا ہے۔ آخر کوئی نہ کوئی کیس تو

PK7E@HOTMAIL.COM



سامنے آیا ہی ہو گا۔ کوئی مجرم پکڑا گیا ہو گا۔ اس مجرم سے آگے کلیو مل سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مجرم نہیں پکڑے جا رہے۔ بینک میں جو گڈیاں نوٹوں کی آ رہی ہیں ان میں سے اکثر نوٹ جعلی نکل آتے ہیں اور یہ نوٹ اس قدر ماہرانہ انداز میں چھاپے گئے ہیں کہ ان کا سوائے ماہروں کے عام آدمی کو پتہ ہی نہیں چلتا"۔۔۔۔ فیاض نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"یہ تو واقعی کوئی منظم اور گہری سازش ہو رہی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر کچھ کرو"۔۔۔۔ فیاض نے امید بھرے لہجے میں کہا۔

"کاش یہ جعلی کرنسی والے مجھے مل جائیں تو میں ان سے لمبا چوڑا مال لے کر آغا سلیمان پاشا کا قرض تو اتار دوں۔ اب دیکھو مجھے ہوٹلوں میں بیٹھنا پڑتا ہے کہ کوئی اللہ کا نیک بندہ آئے گا اور مجھے کھانا کھلائے گا۔ پٹرول پمپ والوں نے بھی اب ادھار پٹرول دینا بند کر دیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"تو تم اپنے اس بھکاری پن سے باز نہیں آؤ گے"۔۔۔۔ فیاض نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"بھکاری پن کا کیا مطلب"۔۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"بھکاری ہی اس انداز میں پیسے مانگتے ہیں کہ گھر میں فاقہ ہے' پیٹ خالی ہے' بیوی بیمار ہے' بچے بھوک سے تڑپ رہے ہیں وغیرہ وغیرہ"۔۔۔۔ فیاض نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"تمہیں واقعی وسیع تجربہ ہے اس کام کا۔ میرا تو خیال ہے کہ تم خوامخواہ ڈیڈی کی جھڑکیاں کھا رہے ہو۔ استعفیٰ دو نوکری سے اور یہی دھندہ شروع کرو"۔۔۔ عمران نے کہا تو فیاض کا منہ سرخ ہو گیا۔

"تم جو یہ کام کر رہے ہو کیا یہ کافی نہیں۔ بولو کتنی بھیک چاہئے تمہیں"۔۔۔ فیاض نے کوٹ کی جیب سے بڑا اور بھاری سا بٹوہ نکالتے ہوئے کہا۔

"جتنی تم دے سکتے ہو دے دو۔ جب بھیک ہی لینی ہے تو پھر کتنی کیا۔ یہ تو بھیک دینے والے کی اپنی اوقات ہوتی ہے کہ وہ کتنی دے سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو فیاض نے بٹوہ کھولا اور سو روپے والے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر اس نے عمران کے سامنے رکھ دی۔

"بس اتنی اوقات ہے تمہاری۔ چچ چچ۔ تمہیں تو خود مانگنے کی ضرورت ہے"۔۔۔ عمران نے گڈی اٹھاتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ میں اب تمہاری اس عادت سے تنگ آ گیا ہوں"۔۔۔ فیاض نے کہا تو عمران نے ویٹر کو اشارہ کیا۔

"یس سر"۔۔۔ ویٹر نے قریب آ کر کہا۔

"اس ہوٹل کے عقب میں ایک یتیم خانہ ہے۔ دیکھا ہوا ہے تم نے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔ قریب ہی ہے"۔۔۔ ویٹر نے جواب دیا۔

"یہ لو گڈی اور جا کر یتیم خانے میں دے کر فیاض صاحب کے نام

PK7E@HOTMAIL.COM



کی رسید لے آؤ۔ جاؤ"۔۔۔ عمران نے گڈی ویٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یس سر"۔۔۔ ویٹر نے گڈی لی اور تیزی سے مڑ گیا۔ فیاض کی حالت دیکھنے والی تھی۔

"یہ۔ یہ کیا حرکت تھی۔ اگر تمہیں ضرورت نہیں تھی تو کیوں مانگی تھی رقم"۔۔۔ فیاض نے کھا جانے والے لہجے میں کہا۔

"تم نے ایک محاورہ سنا ہوا ہے۔ حق را بہ حق دار رسید۔ یعنی جس کا حق تھا اس تک پہنچ گیا۔ اب مجھ سے بات کرو۔ اگر تم اس کیس میں میری مدد کرنا چاہتے ہو تو میری خدمات کا معاوضہ دینا پڑے گا کیونکہ میں سپیشل فورس والوں کو جانتا ہوں اور میرے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو پلیز یہ کیس مکمل کرا دو۔ پلیز عمران۔ دیکھو تم میرے بہت اچھے دوست ہو۔ تم جیسے دوست پر تو مجھے فخر ہے"۔۔۔ فیاض نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تو بھکاری ہوں۔ بھیک مانگتا پھرتا ہوں۔ مجھ پر تمہیں کب فخر ہونے لگا"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ وہ تو میں نے مذاق کیا تھا۔ تم کیسے بھکاری ہو سکتے ہو۔ اگر تم ناراض ہو گئے تو میں اپنے آپ کو بھکاری کہہ دیتا ہوں۔ پلیز عمران"۔۔۔ فیاض نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"دیکھو تمہیں تنخواہ ملتی ہے اس لئے تم کام کرتے ہو۔ میں کس

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

لئے کام کروں۔ مجھے کیا ملے گا۔ اس لئے اب تو باقاعدہ ڈیل ہو گی۔ اگر منظور ہو تو بولو۔ میں اس کیس میں کام کرنے کے لئے پچاس لاکھ روپے لوں گا۔ پچیس لاکھ پیشگی اور پچیس لاکھ کام مکمل ہونے پر۔ اگر یہ معاوضہ منظور ہو تو نکالو پچیس لاکھ۔ ورنہ اپنی فائل اٹھاؤ اور دفتر جا کر بیٹھ جاؤ"۔۔۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"پچاس لاکھ۔ تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ میں نے یہاں نوٹ چھاپنے کی مشین لگا رکھی ہے یا میں رشوت خور ہوں۔ میری کمائی حرام کی ہے۔ بولو۔ کیا سوچ کر تم نے اتنی رقم بتائی ہے"۔۔۔۔۔ فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہ تمہاری نوٹ چھاپنے کی مشین ہے اور نہ تم رشوت خور ہو اور نہ تمہاری کمائی حرام کی ہے۔ تم تو صرف اتنا کرتے ہو کہ جن ہوٹلوں کو شراب فروخت کرنے کے لائسنس ملے ہوئے ہیں تم ان کے گودام چیک نہیں کرتے کہ کیا وہ اپنے کوٹے کے مطابق شراب فروخت کر رہے ہیں یا نہیں۔ جن گیم کلبوں میں لائسنس کے تحت جوئے کی مشینیں لگی ہوئی ہیں تم صرف یہ چیک نہیں کرتے کہ ان کو اجازت کتنی مشینوں کی ہے اور وہاں نصب کتنی مشینیں ہیں۔ اسی طرح کے دوسرے بے شمار بے ضرر دھندے ہیں اور انہی بے ضرر سے دھندوں کی وجہ سے پاکیشیا بینک کی مین برانچ کے بڑے دس لاکر بڑے بڑے نوٹوں کی گڈیوں سے بھرے پڑے ہیں اور یہ لاکر سلمیٰ فیاض کے نام پر ہیں اور بینک کے کاغذات کے مطابق ان میں سلمیٰ فیاض کی جیولری'

PK7E@HOTMAIL.COM



اس کی آبائی اراضی کے کاغذات اور بچوں کے لئے اکٹھی کی جانے والی رقم موجود ہے اور بس۔ ویسے میرا خیال ہے کہ اگر ڈیڈی تک اس کی رپورٹ پہنچ جائے اور ڈیڈی کے حکم پر ایک لاکر توڑا جائے تو یقیناً ایک لاکر میں سے اور کچھ نہیں تو لاکھ روپے والی سو نہیں تو ستر اسی گڈیاں ضرور ہی نکل آئیں گی اور پھر بیچاری سلمیٰ فیاض کو ڈیڈی کے سامنے وضاحت کرنی پڑے گی کہ اس قدر دولت اس نے کہاں سے لی ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو فیاض کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی ہوئی محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً کانوں تک پھیلتی چلی گئیں۔

"تم۔ تم انسان نہیں ہو۔ تم انسان ہو ہی نہیں۔ خدا کی پناہ۔ کچھ بھی کر لو تمہیں پھر بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ تم بتاؤ۔ بتاؤ مجھے کیا ہو تم"۔۔۔۔۔ فیاض نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"بھکاری"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لعنت ہے مجھ پر اور اس وقت پر جب میں نے تمہیں دوست بنایا تھا۔ تم تو میرے سب سے بڑے دشمن ہو۔ تم سے تو کچھ چھپایا ہی نہیں جا سکتا"۔۔۔۔۔ فیاض نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے کہا۔

"تو اب دوستی ختم کر دو۔ میں یہاں سے سیدھا ڈیڈی کے پاس چلا جاؤں گا اور مجھے معلوم ہے کہ آج کل حکومت نے قانون بنا رکھا ہے کہ جو ایسی دولت ٹریس کرائے گا اسے اس کا پانچ فیصد انعام میں دیا جائے گا اور یہ تو صرف ایک بینک کی ایک برانچ کے لاکرز ہیں ابھی

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

تو۔۔۔۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ خدا کے لئے خاموش ہو جاؤ ورنہ میں خودکشی کر لوں گا۔ بس ٹھیک ہے۔ آئندہ میرے باپ کی' میرے دادا کی توبہ کہ تمہیں بھکاری کہوں۔ تم بھکاری نہیں ہو میں بھکاری ہوں۔ پلیز خاموش ہو جاؤ"۔۔۔۔ فیاض نے انتہائی بے بس سے لہجے میں کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"تو پھر بتاؤ جعلی کرنسی والے کیس میں میری خدمات کا معاوضہ دیتے ہو یا میں جاؤں اور تم جانو اور تمہارا کام"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔ لے لینا۔ تم اپنا معاوضہ لے لینا۔ لیکن سنو۔ آئندہ دوستی کا دعویٰ نہ کرنا"۔۔۔۔ فیاض نے یکلخت آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"نہیں کروں گا۔ نکالو پچیس لاکھ"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب میرے بٹوے میں تو پچیس لاکھ نہیں پڑے۔ دے دوں گا"۔۔۔۔ فیاض نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ نکلوا کر اپنے دفتر میں رکھ لینا میں کل آ کر لے جاؤں گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر ویٹر کو بل لانے کا کہا۔

"یہ فائل"۔۔۔۔ فیاض نے کہا۔

"اسے بریف کیس میں رکھ کر واپس لے جاؤ۔ چائے بنانے کے کام آئے گی"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اسی لمحے ویٹر پلیٹ میں بل رکھ کر

PK7E@HOTMAIL.COM



لے آیا۔ اس کے ساتھ ہی پلیٹ میں یتیم خانے کی طرف سے دس ہزار روپے عطیہ کی رسید بھی موجود تھی۔ عمران نے رسید اٹھا کر اسے غور سے دیکھا۔

"واہ۔ بہت خوب۔ نیک آدمی واقعی نیک ہوتے ہیں۔ کیا خیال ہے۔ یہ رسید ڈیڈی کو دے آؤں کہ دیکھیں آپ کے محکمہ کے سپرنٹنڈنٹ کتنے نیک فطرت انسان ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو فیاض نے جو پلیٹ میں تین بڑے نوٹ رکھ رہا تھا جھپٹ کر اس کے ہاتھ سے رسید چھین لی۔

"ارے ارے۔ یہ تو نیکی کا سرٹیفکیٹ ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ تمہارے ڈیڈی تو ہلاکو ہیں۔ انہوں نے رسید نہیں دیکھنی۔ پہلے یہی پوچھنا ہے کہ اتنی رقم آئی کہاں سے"۔ فیاض نے جلدی سے رسید اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ہوٹل سے باہر آ گئے۔ فیاض کی جیپ ہوٹل کے مین گیٹ کے سامنے موجود تھی۔ ظاہر ہے وہ سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ تھا۔ یہ تو اس کی توہین تھی کہ وہ جیپ پارکنگ میں جا کر کھڑی کرے اور کسی میں اتنی جرات نہ تھی کہ وہ اسے مین گیٹ کے سامنے جیپ پارک کرنے سے روکے۔

"کیا واقعی تم اس کیس پر کام کرو گے"۔۔۔۔ فیاض نے جیپ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اگر کل تم نے آدھا معاوضہ دے دیا تو کام شروع کر دوں گا ورنہ

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

"نہیں" ---- عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں معاوضہ لے کر کل تمہارے فلیٹ پہنچ جاؤں گا لیکن یہ مشن مکمل ہونا چاہئے ورنہ تمہیں گولی بھی ماری جا سکتی ہے"۔ فیاض نے کہا اور اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے جیپ ایک جھٹکے سے سٹارٹ ہوئی اور پھر تیزی سے ٹرن لے کر مین گیٹ کی طرف بڑھ گئی اور عمران پارکنگ کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ ایک طرف سے ٹائیگر اس کی طرف بڑھنے لگا۔

"تم کب آئے۔ میں تو پریشان ہو رہا تھا کہ تم نے نہ ہی فون کیا اور نہ خود آئے" ---- عمران نے اسے دیکھ کر رکتے ہوئے کہا۔

"میں تو فوراً ہی آ گیا تھا لیکن سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب آپ کے پاس موجود تھے اور میں ان کے سامنے آپ سے بات نہ کر سکتا تھا اس لئے میں باہر رکا رہا" ---- ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کیا بات کرنی ہے تم نے" ---- عمران نے کہا۔

"آپ نے میرے ذمے جو کام لگایا تھا وہ تو ہو گیا لیکن اس ہوٹل والے بدمعاش چھیمو سے مجھے ایک ایسی رپورٹ ملی ہے جو میں آپ تک پہنچانا چاہتا تھا اس ہوٹل والے کے رابطے ایک ایسے گروپ سے ہیں جو جعلی کرنسی کا منظم دھندہ کرتا ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ سے پوچھ لوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس ہوٹل والے سے اس بارے میں مزید پوچھ گچھ کروں" ---- ٹائیگر نے کہا۔ وہ دونوں چلتے ہوئے اب پارکنگ تک پہنچ چکے تھے۔

PK7E@HOTMAIL.COM



"کیسے معلوم ہوا کہ یہ دھندہ منظم طور پر ہو رہا ہے" ---- عمران نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے اس کے کمرے کی ایک الماری میں جعلی کرنسی سے بھرا ہوا ایک بڑا سا بیگ دیکھ لیا۔ میں یہ بیگ دیکھ کر چونک پڑا کیونکہ وہ ہوٹل والا جس کا نام چھیمو ہے اس ٹائپ کا آدمی نہیں ہے کہ اتنی زیادہ تعداد میں جعلی کرنسی اس کے پاس موجود ہو۔ چنانچہ میں نے جب اس پر سختی کی تو اس نے بتایا کہ وہ اس گروہ کا درمیانی آدمی ہے اور جعلی کرنسی آگے سپلائی کرتا ہے۔ یہ جعلی کرنسی اس چھیمو کے مطابق دارالحکومت کا ایک بڑا بدمعاش اسے سپلائی کرتا ہے اور اس کا وہ معاوضہ وصول کرتا ہے" ---- ٹائیگر نے جواب دیا۔

"لیکن تم نے یہ بات مجھ سے پوچھنے کی ضرورت کیوں سمجھی"۔ عمران نے کہا۔

"اس لئے کہ آپ اس قسم کے کاروبار کرنے والوں کے خلاف ایکشن نہیں لیتے لیکن میں نے جو کرنسی دیکھی ہے وہ اس قدر ماہرانہ انداز میں چھاپی گئی ہے کہ میرا خیال ہے کہ اس کاروبار کے پیچھے یقیناً غیر ملکیوں کا ہاتھ ہو گا عام سے مجرم اس قدر صاف جعلی کرنسی نہیں چھاپ سکتے۔ اس خیال سے میں نے بات کی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ آپ اس سلسلے میں کام کرنے کا حکم دے دیں" ---- ٹائیگر نے کہا۔

"فیاض یہاں میرے پاس آیا ہی اسی لئے تھا کیونکہ اس منظم سازش کی اطلاعات حکومت کو بھی مل رہی ہیں اور یہ کیس فیاض کے

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

ذمے لگایا گیا ہے لیکن اسے آگے بڑھنے کے لئے کوئی کلیو نہیں مل رہا تھا۔ اس کا کہنا بھی یہی ہے کہ کرنسی انتہائی ماہرانہ انداز میں چھاپی جا رہی ہے اور اہم بات یہ ہے کہ اسے عام انداز میں چلانے کی بجائے بینکوں کے ذریعے پھیلانے کی کوشش کی جا رہی ہے اور میں نے اس سے وعدہ کر لیا ہے کہ میں اس سلسلے میں اس کی مدد کروں گا کیونکہ اگر واقعی یہ کوئی منظم سازش ہے تو پھر لامحالہ اس سے پاکیشیا کی معیشت کو شدید نقصان پہنچ سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"میں نے جب سے وہ جعلی کرنسی دیکھی ہے میں خود بھی اس سازش کا پتہ چلانے کے لئے بے چین ہو رہا تھا لیکن آپ کی اجازت کی بھی ضرورت تھی کیونکہ لامحالہ اس چھیمو سے ہی بات آگے بڑھنا تھی"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"چھیمو یقیناً چھوٹی مچھلی ہو گی تم نے کسی بڑے مگرمچھ کا سراغ لگانا ہے۔ تب ہی اس سازش کے بخیے ادھیڑے جا سکتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

"یس باس"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور سلام کر کے پارکنگ میں اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔



صدیقی اور نعمانی فائل اور اسسٹنٹ احمد رضا کے ساتھ فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے۔ سارے راستے احمد رضا سر جھکائے خاموش بیٹھا رہا تھا اس کے انداز سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ ذہنی طور پر سمجھ رہا ہے کہ اسے کسی دوسری جگہ مزید تشدد کے لئے لے جایا جا رہا ہے۔ صدیقی اور نعمانی اس کی ذہنی حالت کو اچھی طرح سمجھ رہے تھے لیکن انہوں نے راستے میں اس سے اس لئے بات نہ کی تھی کہ اسے زبانی طور پر کچھ کہنا فضول تھا۔ انسپکٹر توفیق اور اس کے ساتھیوں نے اس پر بری طرح تشدد کیا تھا اس کے بعد ظاہر ہے وہ زبانی طور پر ان کی باتوں پر کیسے اعتبار کر سکتا تھا۔ اس لئے وہ بھی خاموش رہے تھے۔ ہیڈ کوارٹر پہنچ کر صدیقی اور نعمانی اسے کار سے اتار کر سٹنگ روم میں لے آئے۔ صدیقی نے ہیڈ کوارٹر کے ملازم کو احمد رضا کے لئے چائے لانے کا کہہ دیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"نعمانی۔ اس کی بیوی کو بلا لیا جائے تاکہ احمد رضا صاحب کی تسلی ہو جائے کہ ہم اس کے دوست ہیں۔ دشمن نہیں ہیں"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا تو احمد رضا بے اختیار چونک پڑا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے اس نے اپنے فلیٹ کا فون نمبر بتا دیا تھا"۔ نعمانی نے کہا اور اٹھ کر ایک طرف تپائی پر پڑے ہوئے فون کی طرف بڑھ گیا۔

"خدا کے لئے میری بیوی کو کچھ نہ کہو۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں۔ وہ معصوم عورت ہے۔ قصور وار میں ہوں مجھے بے شک مار ڈالو لیکن اسے کچھ نہ کہو۔ پلیز"۔۔۔۔ احمد رضا نے یکلخت صدیقی کے سامنے ہاتھ جوڑتے اور روتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر انتہائی بے بسی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"فکر مت کرو۔ تم خوفزدہ ہو۔ اس لئے ایسا سوچ رہے ہو۔ ہم تمہاری بیوی کو اس لئے بلا رہے ہیں۔ تاکہ تمہیں یقین آجائے کہ تم دوستوں میں ہو"۔۔۔۔ صدیقی نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ اتنے ، نعمانی فون کرنے کے بعد واپس آکر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے ملازم نے ئے کے کپ لا کر ان تینوں کے سامنے رکھ دیئے۔

"ان صاحب کی بیگم آ رہی ہیں جیسے ہی وہ آئیں انہیں عزت و رام سے یہاں لے آؤ۔ ان کا نام نائلہ رضا ہے"۔۔۔۔ نعمانی نے م سے کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ ملازم نے جواب دیا اور واپس چلا گیا۔



"چائے پیو احمد رضا"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"مم۔ مم۔ میرا دل نہیں چاہ رہا"۔۔۔۔ احمد رضا نے کہا۔

"دل نہیں بھی چاہ رہا۔ تب بھی پی لو۔ تمہارے ذہن پر اس وقت شدید بوجھ ہے۔ چائے پینے سے اس میں کمی آجائے گی"۔ صدیقی نے اپنی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا لیکن احمد رضا نے پیالی کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا۔ وہ خاموش سر جھکائے بیٹھا رہا۔ صدیقی اور نعمانی نے اس کی حالت کے پیش نظر اس سے دوبارہ اس بارے میں کوئی بات نہیں کی۔

"اس فائل میں کیا ہے"۔۔۔۔ نعمانی نے صدیقی سے پوچھا۔

"احمد رضا کا بیان۔ جس میں اس نے اعتراف جرم کیا ہے کہ وہ جعلی کرنسی کی سپلائی میں ملوث ہے ساتھ ہی ان افراد کے نام دیئے ہیں۔ انسپکٹر توفیق اور سب انسپکٹر کی رپورٹس کہ انہوں نے کس طرح نگرانی کر کے احمد رضا کو رنگے ہاتھوں پکڑا اور پھر انہوں نے بینک کے ایک کمرے سے جعلی کرنسی برآمد کی۔ وغیرہ وغیرہ"۔ صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد ملازم ایک نوجوان عورت کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

"صدیقی۔ یہ نائلہ رضا ہیں۔ احمد رضا کی بیگم اور میری ہمسائی"۔۔۔۔ نعمانی نے اس کے استقبال کے لئے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو صدیقی بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ احمد رضا اس طرح نائلہ کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے اس پر ترس آرہا ہو۔

"احمد رضا۔ یہ تمہاری کیا حالت ہو رہی ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ کیا پولیس

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"نے تم پر تشدد کیا ہے"۔۔۔۔ نائلہ نے جلدی سے آگے بڑھ کر احمد رضا کا بازو پکڑتے ہوئے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"تم یہاں کیوں آئی ہو۔ اب یہ ظالم لوگ تمہارا بھی یہی حشر کریں گے۔ بھاگ جاؤ یہاں سے۔ بھاگ جاؤ۔ یہ انسان نہیں درندے ہیں"۔۔۔۔ احمد رضا نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔ ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس پر ہذیان کا دورہ سا پڑ گیا ہو۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارے ذہن پر اثر ہو گیا ہے۔ یہ نعمانی صاحب ہیں ہمارے ہمسائے۔ جب مجھے بینک سے اطلاع ملی کہ تمہیں فیڈرل ایجنسی والے گرفتار کر کے لے گئے ہیں اور پھر کسی کو بھی معلوم نہیں تھا کہ تمہیں کہاں لے جایا گیا ہے تو میں پریشانی کے عالم میں نعمانی صاحب کے فلیٹ پر گئی۔ انہوں نے مجھے یقین دلایا کہ اگر تم بے گناہ ہو تو وہ تمہاری ضمانت کے لئے کوشش کریں گے اور پھر انہوں نے مجھے فون کیا کہ وہ تمہیں پولیس کے قبضے سے نکلوا لائے ہیں لیکن تم انہیں اصل حالات نہیں بتا رہے۔ اس لئے میں آ جاؤں اور دیکھو میں آ گئی ہوں"۔۔۔۔ نائلہ نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"یہ سب دھوکہ ہے۔ یہ اب ہمارے دوست بن کر ہم پر مصیبت کے پہاڑ توڑنا چاہتے ہیں یہ سب دھوکہ ہے۔ تم بھاگ جاؤ۔ خدا کے لئے تم بھاگ جاؤ"۔۔۔۔ احمد رضا نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"بس تم بیٹھو۔ ابھی تمہاری موجودگی میں ساری بات صاف ہو جائے گا احمد رضا صاحب بیحد خوفزدہ ہیں اس لئے یہ ایسا کہہ رہے

PK7E@HOTMAIL.COM



ہیں"۔۔۔۔ صدیقی نے نائلہ سے کہا تو نائلہ ہونٹ چباتی ہوئی احمد رضا کے ساتھ پڑی ہوئی خالی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"احمد رضا صاحب۔ جب آپ نے اعتراف جرم کر لیا ہے تو پھر اس بات کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ آپ کو دوست بن کر ٹریپ کیا جائے۔ یہ کام تو وہاں کیا جاتا ہے جہاں کوئی تشدد کے باوجود اعتراف جرم نہ کر رہا ہو"۔۔۔۔ صدیقی نے احمد رضا سے مخاطب ہو کر کہا تو احمد رضا بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی۔ مم۔ مم۔ مگر پھر آپ کون ہیں۔ پولیس والوں نے مجھے آپ کے ساتھ کیسے بھیج دیا۔ وہ تو کہہ رہے تھے کہ ابھی میری ضمانت نہیں ہو گی جب وہ اپنی مرضی کے سارے آدمی پکڑ لیں گے تو پھر وہ مجھے وعدہ معاف گواہ بنا کر چھوڑ دیں گے"۔۔۔۔ احمد رضا نے کہا۔

"میرا تعلق سپیشل فورس سے ہے۔ نعمانی صاحب میرے دوست ہیں۔ انہوں نے جب مجھے آپ کے متعلق بتایا تو میں نے اس معاملے میں دلچسپی لی کیونکہ ہماری فورس بھی جعلی کرنسی کے سلسلے میں کام کر رہی ہے چنانچہ میں نے اپنے چیف سے بات کی ہمارے چیف نے فیڈرل ایجنسی کے ڈائریکٹر جنرل کو حکم دیا کہ چونکہ جعلی کرنسی کا کیس سرکاری طور پر ہمارے پاس ہے اس لئے تمہاری فائل اور تمہیں ہمارے حوالے کر دیا جائے۔ اس پر وہ انسپکٹر توفیق مجبور ہو گیا اور ہم فائل اور تمہیں ساتھ لے کر یہاں آ گئے۔ اب تم نے مجھے سچ سچ بتانا

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

ہے کہ کیا واقعی تم اس کیس میں ملوث ہو یا نہیں۔ جو کچھ سچ ہے وہ بتا دو اور یقین رکھو کہ اگر تم بے گناہ ہو اور ہمیں تمہاری بات کا یقین آ گیا تو تمہیں ابھی تمہاری بیوی کے ساتھ تمہارے گھر بھیج دیا جائے گا"----- صدیقی نے کہا۔

"جو کچھ سچ ہے رضا وہ بتا دو۔ مجھے یقین ہے کہ یہ غلط نہیں کہہ رہے"----- نائلہ نے کہا تو احمد رضا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"سچ تو یہ ہے کہ میں حقیقتاً بے گناہ ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے بینک کا ایک کیشیئر عبدالصمد اس کام میں کسی طرح ملوث تھا میں نے اسے اصل نوٹوں کی گڈیوں میں جعلی نوٹوں کی گڈیاں شامل کرتے پکڑ لیا اور وہ گڈیاں پھینک کر بھاگ گیا۔ میں نے مینجر کو رپورٹ کی تو مینجر نے کہا وہ تحقیقات کرائیں گے۔ میں واپس اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ آدھے گھنٹے بعد انسپکٹر توفیق اپنے عملے کے ساتھ بینک میں آ گیا اور اس نے مجھے گرفتار کر لیا۔ وہ جعلی نوٹوں کی ایک گڈی ساتھ لے آیا تھا جو اس نے زبردستی میری میز کی دراز میں ڈال کر برآمدگی ظاہر کر دی اور پھر مجھے گرفتار کر کے تھانے لے آیا۔ میں نے جب احتجاج کیا تو مجھے انتہائی بے رحمی سے مارا گیا۔ انتہائی بے رحمی سے۔ مجھے کہا گیا کہ اب وہ مجھے کیشیئر عبدالصمد کو پکڑنے کا مزہ چکھائیں گے۔ انسپکٹر توفیق کے اسسٹنٹ نے مجھے بتایا کہ کیشیئر عبدالصمد انسپکٹر توفیق کا بھتیجا ہے اور وہ بینک سے نکل کر سیدھا انسپکٹر



توفیق کے پاس آیا اور انسپکٹر توفیق نے جا کر مجھے پکڑ لیا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ میں اعتراف جرم پر دستخط کروں لیکن میں نے کوئی جرم کیا ہوتا تو میں اعتراف کرتا اس پر انہوں نے مجھ پر ایسا خوفناک تشدد کیا کہ میری ذہنی حالت خراب ہو گئی۔ میرے جسم کی رگ رگ جیسے ٹوٹ گئی ہو۔ یہ ایسا خوفناک عذاب تھا کہ ناقابل برداشت تھا لیکن اس کے باوجود میں نے انکار کر دیا۔ انہوں نے مجھے دھمکی دی کہ اگر میں نے اعتراف جرم پر دستخط نہ کئے اور بڑے افسروں کے سامنے یہ بیان نہ دیا کہ میں نے اپنی رضامندی سے اعتراف کیا ہے اور میں واقعی جعلی کرنسی کیس میں ملوث ہوں تو وہ میری بیوی کو پکڑ کر تھانے لے آئیں گئے اور اسے سب کے سامنے بے عزت کریں گے اس دھمکی پر میں پاگل ہو گیا اور پھر میں نے ان کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ میں نے نہ صرف اس کاغذ پر دستخط کر دیئے بلکہ جیسے انہوں نے کہا ویسے ہی میں نے اپنا بیان ٹیپ کرا دیا۔ اس کے بعد اچانک وہ اسسٹنٹ میرے پاس آیا۔ اس نے کہا کہ مجھ سے ملنے کوئی بڑا افسر آیا ہے اگر میں نے اس کے سامنے ان کے خلاف کوئی بات کی یا اعتراف جرم نہ کیا تو پھر میری بیوی نہ بچ سکے گی۔ اس کے بعد نعمانی صاحب کے سامنے مجھے لایا گیا اور وہ اسسٹنٹ ساتھ بیٹھ گیا۔ اس لئے مجبوراً مجھے ان کی بتائی ہوئی بات دوہرانی پڑی۔ اس کے بعد دوبارہ نعمانی صاحب آئے اور مجھے ساتھ لے کر انسپکٹر توفیق کے کمرے میں پہنچے۔ وہاں آپ بھی موجود تھے۔ انسپکٹر توفیق جس طرح آپ سے پیش آ رہا تھا اس سے میں سمجھ

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

گیا کہ آپ بھی پولیس کے بڑے افسر ہیں اور شاید مجھ پر مزید تشدد کیا جائے گا۔ بس یہ ہے ساری بات"۔۔۔۔ احمد رضا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ ایشیا بلڈنگ میں کمرہ اور یہ جعلی کرنسی۔ اس کا کیا چکر ہے"۔۔۔۔ صدیقی نے پوچھا۔

"مجھے کچھ بھی نہیں معلوم۔ مجھے تو بینک سے پکڑ کر اس بلڈنگ میں لایا گیا پھر مجھے باہر نہیں لایا گیا اور اب میں آپ کے ساتھ باہر آیا ہوں۔ ویسے بھی میں نے تو آج تک ایشیا بلڈنگ دیکھی تک نہیں"۔۔۔۔ احمد رضا نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ انسپکٹر توفیق بھی اس جرم میں ملوث ہے"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب۔ جو سچ تھا وہ میں نے آپ کو بتا دیا اس سے پہلے نہ میں نے کبھی انسپکٹر توفیق کو دیکھا تھا اور نہ ہی کسی اور کو"۔۔۔۔ احمد رضا نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو نعمانی اور صدیقی دونوں ہی بے اختیار چونک پڑے۔ صدیقی نے جلدی سے اٹھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"لیس"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"ارے میں نے فون تو فورسٹارز کے ہیڈکوارٹر کیا تھا یہ سپیشل فورس کی سپیشل آواز کیسے سنائی دینے لگ گئی ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے عمران کی حیرت بھری آواز سنائی دی تو صدیقی بے اختیار



ہنس پڑا۔

"اس وقت یہ سپیشل فورس کا ہیڈکوارٹر ہے عمران صاحب"۔ صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ حیرت ہے۔ یعنی یہ ہیڈکوارٹر نہیں بلکہ دکان ہے کہ ایک بورڈ اتارا اور دوسرا لگا دیا۔ بہت خوب"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صدیقی ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ نے یہاں کیسے فون کیا اور آپ کو سپیشل فورس والی بات کا کیسے علم ہو گیا"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ سپیشل فورس' فیڈرل ایجنسی کی سنٹرل پوسٹ سے جعلی کرنسی کا ایک بڑا مجرم بلکہ سرغنہ لے اڑی ہے تو میں بڑا حیران ہوا کہ سپیشل فورس کا کام تو سڑکوں پر خراب ہو جانے والی کاروں کو دھکے لگانا تھا وہ جعلی کرنسی کے چکر میں کہاں پھنس گئی۔ میں نے بھی فیڈرل ایجنسی کی سنٹرل پوسٹ کے انسپکٹر توفیق کو فون کیا تو اس نے بتایا کہ فیڈرل ایجنسی کے ڈائریکٹر جنرل صاحب کے حکم پر اس نے سپیشل فورس کے دو افسروں صدیقی اور نعمانی کے حوالے وہ مجرم کر دیا ہے اور یہ دونوں کیس کی فائل بھی لے گئے ہیں تو میں سمجھ گیا کہ کیا واردات ہوئی ہے۔ چنانچہ میں نے تمہارے فلیٹ پر فون کیا تم وہاں نہیں ملے پھر نعمانی کے فلیٹ پر فون کیا تو وہ بھی غائب تھا پھر میں نے فورسٹارز کے ہیڈکوارٹر فون کیا کہ ان کو یہ مشن دوں کہ وہ سپیشل فورس کے افسران کا سراغ لگائیں اور فورسٹارز کے ممبر تو ایک طرف

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

رہے فورسٹارز کا ہیڈکوارٹر ہی اس قدر تیز ہے کہ اس نے فون سے پہلے ہی مشن مکمل کر لیا"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس نے نعمانی کے فلیٹ پر نائلہ رضا کے آنے سے لے کر اب تک کے حالات کی مختصر سی روئیداد سنا دی۔

"احمد رضا ابھی تک تمہاری تحویل میں ہے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ اس کی بیوی بھی یہاں موجود ہے۔ احمد رضا پر انتہائی بے رحمانہ تشدد کیا گیا ہے اور وہ ذہنی طور پر بیحد خوفزدہ تھا اس لئے ہم نے اس کی بیوی کو بھی بلا لیا کہ اسے یقین آ سکے کہ ہم انسپکٹر توفیق کی طرح کام نہیں کرتے اور اس نے جو تفصیل بتائی ہے اس کے مطابق اصل مجرم بینک کا کیشیئر عبدالصمد تھا جو انسپکٹر توفیق کا بھتیجا ہے اور اس عبدالصمد کو بچانے کے لئے انسپکٹر توفیق نے یہ سارا ملبہ احمد رضا پر ڈال دیا ہے"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"میں وہیں آ رہا ہوں۔ پھر بات ہو گی"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"عمران صاحب خود آ رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ بھی جعلی کرنسی کے سلسلے میں ہی کام کر رہے ہیں"۔۔۔۔ صدیق نے واپس آ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے نعمانی سے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو یقیناً اصل مجرم سامنے آجائیں گے"۔۔۔۔ نعمانی نے جواب دیا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔



"کون آ رہے ہیں"۔۔۔۔ احمد رضا نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)"۔۔۔۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پورا نام القاب سمیت بتاؤ۔ حقیر فقیر پر تقصیر۔ ہیچ مدان بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)"۔۔۔۔ نعمانی نے کہا تو صدیقی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"یہ آپ کے دوست ہیں"۔۔۔۔ نائلہ نے پوچھا۔

"یہ صاحب دوستوں کے دوست ہیں اور دشمنوں کے دشمن۔ یہ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن کے اکلوتے صاحبزادے ہیں لیکن ایک چھوٹے سے فلیٹ میں اپنے باورچی کے ساتھ رہتے ہیں اور فری لانسر ہیں مختلف کیسز میں حکومت ان کی خدمات حاصل کرتی رہتی ہے یہ سپیشل فورس کے لئے بھی کام کرتے ہیں اور حکومت کی ایک اور ایجنسی فورسٹارز کے لئے بھی۔ انتہائی ذہین اور تیز ترین آدمی ہیں لیکن بظاہر بڑے معصوم اور بھولے بھالے آدمی ہیں"۔ صدیقی نے باقاعدہ عمران کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ مجھے تو کچھ نہیں کہیں گئے"۔۔۔۔ احمد رضا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں بلکہ اگر وہ واقعی اس جعلی کرنسی کے کیس میں دلچسپی لے رہے ہیں تو پھر سمجھ لو کہ جو واقعی

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

اس چکر میں شریک ہے اس کی موت آگئی ہے اور جو بے گناہ ہے اس کے تو وہ سب سے بڑے محافظ ہیں۔ ان کے تعلقات اس قدر وسیع ہیں کہ اگر وہ چاہیں تو ملک کے صدر کو بھی یہاں بلالیں"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا تو احمد رضا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اتنے بڑے آدمی ہیں لیکن رہتے فلیٹ میں ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے"۔۔۔۔ نائلہ رضا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"عمران کی ذات کے ساتھ سب کچھ ممکن ہے بہن۔ وہ بس ایسے ہی آدمی ہیں۔ عجیب و غریب متضاد صفات کے مالک ہیں"۔۔۔۔ نعمانی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور نائلہ کے چہرے پر ایسے تاثرات پیدا ہو گئے جیسے اس کے دل میں عمران کو دیکھنے کا شدید اشتیاق پیدا ہو گیا ہو اور پھر تھوڑی دیر بعد باہر سے کار کے ہارن کی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب آگئے۔ آئیے ان کا پورچ میں استقبال کریں"۔ صدیقی نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ نعمانی بھی کھڑا ہو گیا۔

"کیا ہم بھی"۔۔۔۔ نائلہ نے چونک کر پوچھا۔

"یہ آپ کی مرضی ہے۔ آپ چاہیں تو یہیں رہیں چاہیں تو ساتھ آجائیں"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا تو نائلہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آؤ رضا"۔۔۔۔ نائلہ نے رضا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم جاؤ۔ میں بیٹھا ہوں"۔۔۔۔ احمد رضا نے دھیمے سے لہجے میں کہا۔

"ارے آؤ بھی سہی۔ یہ لوگ تو ہمارے ساتھ دوستوں اور بھائیوں

PK7E@HOTMAIL.COM



جیسا سلوک کر رہے ہیں اور تم اب بھی خوفزدہ ہو رہے ہو"۔ نائلہ نے رضا سے کہا اور بازو سے پکڑ کر احمد رضا کو اٹھا کر کھڑا کر دیا اور پھر دونوں چلتے ہوئے باہر پورچ میں آگئے جہاں اس وقت ایک نئے ماڈل کی خوبصورت سپورٹس کار رک رہی تھی۔ صدیقی اور نعمانی دونوں ہی پورچ میں کھڑے تھے وہ دونوں برآمدے میں ہی رک گئے اسی لمحے کار کا دروازہ کھلا اور نائلہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ کار میں سے اترنے والا آدمی انتہائی وجیہہ ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی معصوم چہرے کا مالک تھا البتہ اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔

"واہ۔ یہ دو منزلہ استقبال۔ بہت خوب"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدیقی اور نعمانی نے مڑ کر برآمدے میں کھڑے احمد رضا اور نائلہ رضا کو کھڑے دیکھا تو وہ دونوں بے اختیار ہنس پڑے کیونکہ واقعی استقبال دو منزلہ ہو رہا تھا۔ نعمانی اور صدیقی نیچے کھڑے تھے جبکہ نائلہ رضا اور احمد رضا اوپر برآمدے میں موجود تھے۔

"یہ احمد صاحب ہیں جو انسپکٹر توفیق کے تشدد کا نشانہ بنے ہیں اور یہ ان کی بیگم ہیں نائلہ رضا"۔۔۔۔ نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچا۔

"خوش قسمت آدمی پر کبھی کبھی یہ وقت بھی آجاتا ہے مسٹر احمد رضا۔ میرا نام علی عمران ہے"۔۔۔۔ عمران نے احمد رضا کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے سر جھکا کر نائلہ کو بھی سلام کر دیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

"مم۔ مم۔ میں کیسے خوش قسمت ہو سکتا ہوں جناب۔ مجھ پر تو عذاب ٹوٹ رہا ہے"۔۔۔۔ احمد رضا نے بڑے ڈھیلے سے انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ میری بہن نائلہ کو اپنی بیوی بنا لینے کے باوجود ابھی تک خوش قسمتی سے انکار کر رہے ہو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو نائلہ کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا اور احمد رضا کے چہرے پر بھی چمک سی آگئی لیکن وہ صرف مسکرا دیا اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"مجھے صدیقی نے جو کچھ فون پر بتایا تھا اس سے زیادہ مجھے آپ کی حالت دیکھ کر افسوس ہو رہا ہے لیکن آپ قطعی بے فکر رہیں آئندہ آپ کی طرف کوئی انگلی بھی نہ اٹھا سکے گا اور آپ پر تشدد کرنے والوں کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا"۔۔۔۔ عمران نے احمد رضا کے کاندھے پر دوستانہ انداز میں ہاتھ رکھ کر سٹنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ لوگ درندے ہیں جناب درندے۔ میں کبھی خواب میں بھی نہ سوچ سکتا تھا کہ انسان اس قدر ظالم بھی ہو سکتا ہے۔ میں نائلہ کی موجودگی میں تفصیل نہیں بتا سکتا۔ بس اتنا کہہ سکتا ہوں کہ یہ لوگ وحشی درندوں سے بھی بدتر ہیں"۔۔۔۔ احمد رضا نے کہا۔

"آپ کی حالت دیکھ کر پتہ چل رہا ہے بتانے کی ضرورت نہیں ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ سٹنگ روم میں آ کر بیٹھ گئے۔

"عمران صاحب۔ آپ بھی جعلی کرنسی کے کیس میں دلچسپی لے رہے ہیں"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔



"ہاں۔ مجبوری ہے۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ میرا ایک ہی فنانسر ہے سوپر فیاض۔ اور وہ آج کل اس کیس پر کام کر رہا ہے اسی نے مجھے بتایا تھا کہ فیڈرل ایجنسی نے بینک کا آدمی پکڑا تھا جسے سپیشل فورس کے آدمی لے گئے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صدیقی اور نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"فیاض صاحب نے کوئی خاص کلیو تلاش کر لیا ہو گا"۔ صدیقی نے کہا۔

"نہیں۔ اس کا کام ابھی آگے نہیں بڑھ رہا۔ لیکن اب ایک کلیو احمد رضا صاحب کے ذریعے سامنے آیا ہے عبدالصمد کیشیئر والا۔ ادھر ٹائیگر بھی اس کیس کے سلسلے میں ایک اور رخ پر کام کر رہا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی صحیح لائن آف ایکشن مل جائے گی"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور صدیقی اور نعمانی دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"احمد رضا صاحب۔ یہ کیشیئر عبدالصمد کتنے عرصے سے اس برانچ میں کام کر رہا ہے"۔۔۔۔ عمران نے احمد رضا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں تو اسے جانتا بھی نہیں عمران صاحب۔ میں پہلے مین برانچ میں کام کرتا تھا صرف ایک ہفتہ پہلے میری ٹرانسفر کینٹ برانچ میں ہوئی ہے مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ کیشیئر ہے اور ایک ہفتے کے دوران اس سے صرف کام کے سلسلے میں باتیں ہوئی ہیں"۔۔۔۔ احمد رضا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"نعمانی۔ تم احمد رضا اور ان کی بیگم کو ان کے فلیٹ چھوڑ آؤ۔ احمد رضا کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ انہیں آرام کرنا چاہئے۔ اور احمد رضا صاحب۔ آپ بے شک دو تین روز آرام کرنے کے بعد اپنی ڈیوٹی پر جائیں۔ وہاں اگر آپ سے اس سلسلے میں کوئی بات کرے تو آپ نے صرف اتنا کہنا ہے کہ آپ کی ضمانت ہو گئی ہے اور بس۔ مزید کسی سے کوئی بات نہیں کرنی"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور احمد رضا ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ واقعی اسے گھر جانے کی اجازت مل گئی ہے۔

"کیا۔ کیا میں واقعی گھر جا سکتا ہوں"۔۔۔۔ احمد رضا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تم آزاد ہو۔ تمہارے خلاف کوئی کیس نہیں ہے۔ کیوں صدیقی"۔۔۔۔ عمران نے صدیقی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بالکل عمران صاحب"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ کا بیحد شکریہ۔ آپ لوگوں سے مل کر ایک بار پھر بیت پر یقین آنے لگ گیا ہے۔ ورنہ میرا تو یقین ہی اٹھ گیا"۔۔۔۔ احمد رضا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ سب صاحبان کا بیحد شکریہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا گا"۔۔۔۔ نائلہ رضا نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ارے آپ اتنی بھی بڑی بوڑھی نہیں ہیں کہ اس طرح دعائیں شروع کر دیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو نائلہ رضا



بے اختیار ہنس پڑی۔

"آئیے"۔۔۔۔ نعمانی نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر احمد رضا اور نائلہ رضا عمران اور صدیقی کو سلام کر کے نعمانی کے پیچھے چلتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"عمران صاحب۔ میں چیف کو رپورٹ دے لوں پھر آپ سے بات ہو گی"۔۔۔۔ ان کے باہر جانے کے بعد صدیقی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"چیف کو رپورٹ۔ کس چیف کی بات کر رہے ہو۔ میں تو سمجھ تھا کہ فورسٹارز کے چیف تم خود ہو۔ کیا اب کوئی نیا چیف پیدا ہو گیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فورسٹارز کا چیف تو میں ہوں لیکن سپیشل فورس کا چیف ایکسٹو ہے۔ احمد رضا کو فیڈرل ایجنسی کے پنجے سے نکالنے کے لئے مجھے چیف سے بات کرنی پڑی۔ چیف نے سرسلطان کو حکم دیا' سرسلطان نے ڈائریکٹر جنرل سے کہا اور ڈائریکٹر فیڈرل ایجنسی نے انسپکٹر توفیق کو حکم دیا تو احمد رضا وہاں سے باہر آیا اس لئے اب چیف کو تو رپورٹ دینا پڑے گی"۔۔۔۔ صدیقی نے فون کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صدیقی نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

"صدیقی بول رہا ہوں جناب۔ بینک کے اسسٹنٹ مینجر احمد رضا کو

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

میں اور نعمانی فیڈرل ایجنسی کی سنٹرل پوسٹ سے اپنی تحویل میں لے آئے تھے وہ بے گناہ محسوس ہوا ہے اصل میں مجرم اس بینک کا کیشیئر عبدالصمد تھا جسے اس احمد رضا نے گڈیوں میں جعلی نوٹ لگاتے ہوئے پکڑ لیا۔ وہ گڈیاں چھوڑ کر بھاگ گیا۔ احمد رضا نے بینک مینجر کو سب کچھ بتا دیا بینک مینجر نے تحقیقات کرنے کا وعدہ کیا اور پھر تھوڑی دیر بعد فیڈرل ایجنسی نے چھاپہ مار کر احمد رضا کو جعلی کرنسی کی گڈی خود ہی لا کر اس کی میز کی دراز سے برآمد کر کے گرفتار کر لیا اور اسے اپنی پوسٹ پر لے آئے وہاں اس پر انتہائی بے رحمانہ تشدد کیا گیا اور اس سے زبردستی اعتراف جرم کرایا گیا جبکہ بقول احمد رضا اسسٹنٹ سب انسپکٹر نے اسے بتایا کہ کیشیئر عبدالصمد اس انسپکٹر توفیق کا بھتیجا ہے اور عبدالصمد بینک سے سیدھا انسپکٹر توفیق کے پاس پہنچا اور انسپکٹر توفیق نے جا کر فوراً ہی احمد رضا کو پکڑ لیا۔ عمران صاحب بھی سپرنٹنڈنٹ فیاض کی وجہ سے اس کیس میں دلچسپی لے رہے ہیں کیونکہ یہ کیس سنٹرل انٹیلی جنس بھی ڈیل کر رہی ہے۔ عمران صاحب نے بھی احمد سے بات چیت کی ہے اور انہوں نے اسے واپس گھر جانے کی دے دی ہے۔ عمران صاحب نے بتایا کہ ان کا شاگرد ٹائیگر بھی اور رخ پر اس جعلی کرنسی کے سلسلے میں ہی کام کر رہا ---- صدیقی نے بغیر کسی تمہید کے ساری تفصیل بتاتے ہوئے

لی کرنسی کا کیس انتہائی اہم ہے۔ تم فورسٹارز کے تحت اس



کیس پر باقاعدہ کام کرو"۔۔۔۔ دوسری طرف سے چیف نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ صدیقی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"چیف نے آپ کے اس کیس پر کام کرنے کا کوئی نوٹس ہی نہیں لیا"۔۔۔۔ صدیقی نے واپس آ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے نوٹس لیتا۔ اسے چیک جو دینا پڑ جاتا۔ اب اس کا کام مفت ہو جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ اب تو اس کیس پر باقاعدگی سے کام کرنا پڑے گا"۔۔۔۔ صدیقی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کس لائن پر کام کرو گے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یا تو اس انسپکٹر توفیق کو اس کے گھر سے اغوا کر کے یہاں لایا جائے یا پھر اس عبدالصمد کو۔ فی الحال تو یہی دو آدمی سامنے ہیں"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"یہ دونوں چھوٹی مچھلیاں ثابت ہوں گی۔ صرف کیریئر ہیں۔ میں تمہیں ایک لائن آف ایکشن دیتا ہوں۔ ٹوائز لینڈ کھلونوں کی ایک سپر شاپ ہے اس کا مالک ہے سیٹھ اسلم۔ وہ گزشتہ چار پانچ سالوں کے اندر یکلخت امیر ہو گیا ہے تم اسے چیک کرو۔ لیکن خیال رکھنا اس کے خلاف ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے صرف ایک اندازہ ہے اس

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

لئے ایسا نہ ہو کہ وہ بے گناہ ہو اور تم بھی اس کے ساتھ وہی سلوک شروع کر دو جو انسپکٹر توفیق نے بیچارے احمد رضا کے ساتھ کیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کو سیٹھ اسلم پر کیسے شک ہے"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا تو عمران نے ہوٹل عالیشان میں اس کے سپروائزر اسد علی سے ملاقات اور پھر اس سے ہونے والی بات چیت کی تفصیل بتا دی۔

"لیکن جب فیاض نے آپ کو خود بتایا ہے کہ وہ صرف اسے ٹریپ کرنے کے لئے یہ سب کچھ کر رہا تھا تو پھر اس پر کیسے شک ہو سکتا ہے۔ دارالحکومت میں تو لاکھوں ایسے لوگ ہوں گے جو کاروبار چل جانے پر سالوں میں امیر بن گئے ہوں گے"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"سوپر فیاض اتنا احمق آدمی نہیں جتنا ہم اسے سمجھتے ہیں۔ اسے لازماً کہیں نہ کہیں سے کوئی کلیو ملا ہو گا لیکن چونکہ سیٹھ اسلم کے تعلقات بہت اوپر تک ہیں اس لئے فیاض اپنے بچاؤ کے لئے اسے ٹیپ کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جب ایسا نہیں ہو سکا تو وہ اصل بات بھی چھپا لیا ہے تاکہ کل کو اس پر کوئی حرف نہ آئے۔ بہرحال چیکنگ میں تو وئی حرج نہیں ہے۔ تم اس کا ٹیلی فون ٹیپ کراؤ۔ اس کے ملنے جلنے لوں کی نگرانی کراؤ۔ اگر وہ کسی نہ کسی طور ملوث ہو گا تو کوئی نہ کوئی ت سامنے آجائے گی اور اگر کوئی بات سامنے آگئی تو پھر اس پر ہاتھ لا جا سکتا ہے۔ وہ کسی حد تک بڑی مچھلی ثابت ہو سکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔



"ٹھیک ہے۔ میں اس کا بندوبست کرتا ہوں لیکن آپ کا کیا پروگرام ہے"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"بقول سوپر فیاض فیڈرل بینک کو مسلسل شکایات مل رہی ہیں کہ بینکوں کی گڈیوں سے جعلی نوٹ نکل رہے ہیں لیکن انہوں نے کسی خاص کیس کو سنٹرانٹیلی جنس کو ریفر نہیں کیا۔ میرا خیال ہے کہ فیڈرل بینک بینکوں کی ساکھ بچانے کے لئے معاملات کو اوپن نہیں کر رہا کیونکہ اگر یہ خبر پریس میں آجائے تو ملک میں معاشی طوفان آجائے گا اور بینکوں پر سے لوگوں کا اعتماد ختم ہو جائے گا اور ساتھ ہی کرنسی پر سے بھی اور اس کا نتیجہ تم جانتے ہو"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تو آپ کا خیال ہے کہ وہ اس بارے میں کچھ نہ کچھ جانتے ہیں"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ میرا خیال یہی ہے۔ فیڈرل بینک کا ایک ذمہ دار افسر میرا واقف ہے میں اسے ٹٹولنا چاہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی اہم کلیو مل جائے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سرہلا دیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے ریوالونگ کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر آدمی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"---- اس ادھیڑ عمر آدمی نے سرد لہجے میں کہا۔

"رابرٹ بول رہا ہوں باس۔ آپ کو ایک اہم رپورٹ دینی ہے"---- دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آ جاؤ"---- ادھیڑ عمر آدمی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر شکنیں سی ابھر آئی تھیں پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کم ان"---- باس نے کہا تو دروازہ کھلا اور ایک مقامی نوجوان اندر داخل ہوا اس کے جسم پر سوٹ تھا اور انداز اور چال سے وہ کوئی کھلاڑی لگ رہا تھا۔ اس نے اس ادھیڑ عمر باس کو سلام کیا اور پھر میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM



"ہاں۔ اب بتاؤ کیا اہم رپورٹ ہے"---- باس نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"باس۔ سپیشل فورس ہمارے خلاف حرکت میں آ چکی ہے"۔ اس نوجوان جس کا نام رابرٹ تھا' نے کہا تو باس بے اختیار چونک پڑا۔

"سپیشل فورس۔ کیا مطلب۔ اس نام کی تو کوئی ایجنسی پاکیشیا میں نہیں ہے"---- باس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوئی خفیہ ایجنسی لگتی ہے۔ اسی لئے تو مجھے خطرہ محسوس ہو رہا ہے"---- رابرٹ نے کہا۔

"تفصیل بتاؤ"---- باس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس۔ فیڈرل ایجنسی کی سنٹرل پوسٹ کا انچارج انسپکٹر توفیق کا بھتیجا ہمارا خاص آدمی ہے۔ عبدالصمد یہاں کے سنٹرل بینک کی کینٹ برانچ میں کام کرتا ہے ہمارے پلان کے مطابق وہ بینک کی نوٹوں کی گڈیوں میں جعلی نوٹ لگاتا تھا کہ اچانک اس بینک کے اسسٹنٹ مینجر احمد رضا نے اسے رنگے ہاتھوں پکڑ لیا۔ عبدالصمد وہاں سے فرار ہوا اور سیدھا اپنے چچا انسپکٹر توفیق کے پاس پہنچ گیا۔ انسپکٹر توفیق کو بھی ہم نے خریدا ہوا ہے اس لئے انسپکٹر توفیق نے وہاں چھاپہ مارا اور اس احمد رضا پر جعلی کرنسی ڈال کر اسے گرفتار کر لیا اور پھر اس سے اعتراف جرم کرا کر چند نام اس کے اعتراف جرم میں ڈال دیئے۔ جو ہمارے عام سے آدمی تھے اور انہیں منظر سے ہٹا دیا۔ انسپکٹر توفیق کا مقصد صرف اتنا تھا کہ اس طرح عبدالصمد بھی بچ جائے گا اور اس کی

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

کارکردگی بھی بن جائے گی کہ اچانک سپیشل فورس کے دو آدمی اس کے آفس پہنچے اور پھر اس کے ڈائریکٹر جنرل کا فون آ گیا کہ احمد رضا اور اس کی فائل سپیشل فورس کے حوالے کر دی جائے۔ یہ سب کچھ اس قدر اچانک ہوا کہ انسپکٹر توفیق کچھ بھی نہ کر سکا اور سپیشل فورس والے اس احمد رضا اور اس کی فائل لے کر چلے گئے۔ انسپکٹر توفیق نے مجھے اطلاع دی میں نے ڈائریکٹر جنرل کے آفس میں موجود اپنے آدمیوں سے حالات معلوم کئے تو معلوم ہوا کہ اسے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان نے فون کر کے ایسا کرنے کا حکم دیا تھا اب ظاہر ہے احمد رضا سے انہوں نے اصل بات معلوم کر لینی تھی اس لئے میں نے فوری طور پر عبدالصمد کو ہلاک کرا دیا اور اس کا روڈ ایکسیڈنٹ ظاہر کرا دیا اس طرح یہ لائن تو بند ہو گئی لیکن مجھے خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ کہیں یہ سپیشل فورس ہمارے کلیو پر نہ چل نکلے اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو رپورٹ دے دوں" ---- رابرٹ نے کہا۔

"وزارت خارجہ کا تو کسی ملکی خفیہ فورس سے بظاہر کوئی تعلق نہیں ہو سکتا ان کا تعلق تو خارجہ معاملات سے ہی ہو گا لیکن یہ تو واقعی معلوم کرنا پڑے گا کہ یہ سپیشل فورس کیا ہے کیونکہ ہم تو اپنا میجر آپریشن عنقریب کرنے والے ہیں" ---- باس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس اگر آپ حکم دیں تو اس سیکرٹری کو اغوا کر کے اس سے معلومات حاصل کی جائیں" ---- رابرٹ نے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM



"احمق ہو گئے ہو۔ اتنے بڑے افسر پر ہاتھ ڈالنے کا مطلب ہے کہ پورے ملک کی ایجنسیاں ہمارے خلاف حرکت میں آ جائیں گی۔ ہمیں کوئی اور طریقہ استعمال کرنا پڑے گا" ---- باس نے کہا۔

"پھر آپ چیف باس کے نوٹس میں یہ بات لے آئیں۔ وہ یقیناً اس کا کلیو معلوم کر لیں گے" ---- رابرٹ نے کہا۔

"نہیں۔ ایسے چھوٹے چھوٹے معاملات چیف باس کے نوٹس میں نہیں لائے جا سکتے بہرحال ٹھیک ہے تم جاؤ۔ میں کسی نہ کسی ذریعے سے اس بارے میں معلومات حاصل کرتا ہوں" ---- باس نے کہا تو رابرٹ اٹھ کھڑا ہوا اس نے سلام کیا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ جب وہ کمرے سے باہر نکل گیا تو باس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ٹوائز لینڈ" ---- رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"سیٹھ اسلم سے بات کرائیں میں سیٹھ سلامت بول رہا ہوں"۔ باس نے رعب دار لہجے میں کہا۔

"جناب سیٹھ صاحب آج اپنی رہائش گاہ پر ہی ہیں ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ آپ وہاں کال کر لیں" ---- دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اچھا" ---- باس نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ہاتھ ہٹایا اور پھر ٹون آ جانے پر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

شروع کر دیئے۔

"اسلم لاج"---- رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سیٹھ اسلم سے بات کرائیں۔ میں سیٹھ سلامت بول رہا ہوں"---- باس نے کہا۔

"ہولڈ آن کریں جناب"---- دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سیٹھ اسلم بول رہا ہوں"---- چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"سیٹھ سلامت بول رہا ہوں۔ سیٹھ اسلم"---- باس نے کہا۔

"آپ۔ خیریت۔ کیسے فون کیا"---- دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ سپیشل فورس ہمارے پیچھے لگ گئی ہے۔ کیا تم اس بارے میں کچھ جانتے ہو"---- باس نے کہا۔

"سپیشل فورس۔ یہ کون سی ایجنسی ہے۔ میں نے تو اس کا نام بھی نہیں سنا"---- سیٹھ اسلم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا تعلق سیکرٹری وزارت خارجہ سے ہے کیا تم ان کے آفس سے اس بارے میں کچھ معلوم کر سکتے ہو"---- باس نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ آج تک اس آفس سے کبھی واسطہ ہی نہیں پڑا اور نہ کبھی ضرورت پڑی ہے لیکن ہوا کیا ہے"---- سیٹھ اسلم نے کہا۔

"فون پر یہ بات نہیں بتائی جا سکتی۔ ملاقات ہونے پر ذاتی طور پر



بتاؤں گا۔ میرا تو خیال تھا کہ تم اس بارے میں لازماً کچھ نہ کچھ یا تو جانتے ہو یا معلوم کر لو گے"---- باس نے کہا۔

"وزارت تجارت اور وزارت خزانہ میں تو میرے آدمی ہیں۔ تم کہاں سے بول رہے ہو"---- سیٹھ اسلم نے کہا۔

"اپنے آفس سے"---- باس نے کہا۔

"او کے۔ میں معلوم کرتا ہوں ایک گھنٹے بعد فون کروں گا"۔

دوسری طرف سے کہا گیا اور باس نے او کے کہہ کر رسیور رکھا اور اٹھ کر عقبی دیوار میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو دھکیل کر کھولا اور دوسری طرف موجود ریٹائرنگ روم نما کمرے میں داخل ہو گیا۔ دروازہ خودبخود اس کے عقب میں بند ہو گیا۔ باس نے دروازے کے ساتھ لگے ہوئے سوئچ پینل کے نچلے حصے پر موجود ایک چھوٹے سے بٹن کو پریس کیا اور سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی دروازے پر ایک فولادی چادر چھت سے اتر کر زمین میں غائب ہو گئی۔ باس آگے بڑھا اور اس نے دائیں ہاتھ پر موجود دیوار کے ایک حصے پر دایاں ہاتھ رکھ کر اسے مخصوص انداز میں دبایا اور پھر ہاتھ اٹھا کر اس نے بایاں ہاتھ عین اس جگہ پر رکھا اور پھر اسے بھی مخصوص انداز میں دبا دیا۔ اس کے ساتھ ہی سرر کی آواز کے ساتھ دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں غائب ہو گئی۔ وہاں اب دیوار کے اندر ایک سیف نظر آنے لگ گیا۔ باس نے اس سیف کے درمیانی حصے میں پہلے کی طرح پہلے اپنا دایاں ہاتھ اور پھر بایاں ہاتھ رکھ

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

کر دبایا تو سیف خود بخود کھل گیا۔ سیف کے ایک خانے میں ایک سرخ رنگ کا کارڈلیس فون پیس موجود تھا۔ اس نے فون پیس اٹھایا اور کمرے کے درمیان میں موجود میز کرسی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کرسی پر بیٹھ کر اس فون پیس کے نچلے حصے میں لگے ہوئے ایک سرخ رنگ کے بٹن کو تین بار دبایا اور پھر تیزی سے مختلف نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ کافی سارے نمبر پریس کر کے اس نے فون پیس کان سے لگا لیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی پھر کسی کے رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنائی دی۔

"یس"۔۔۔۔ ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"رمیش بول رہا ہوں مادام۔ پی ون"۔۔۔۔ باس نے کہا۔

"یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں سپیشل کال کی ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا۔

"مادام یہاں کی کوئی سپیشل فورس ہمارے مشن کے خلاف حرکت میں آگئی ہے لیکن یہاں کوئی بھی اس فورس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا"۔۔۔۔ باس نے کہا۔

"تفصیل بتاؤ کیا ہوا ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا گیا تو باس نے رابرٹ سے ملنے والی تفصیل دوہرا دی اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ اس نے اسے ٹریس کرنے کا کام سیٹھ اسلم کے ذمے لگایا ہے۔

"سیکرٹری وزارت خارجہ کا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ بہرحال تم اس

PK7E@HOTMAIL.COM



فون پر موجود رہو۔ میں ابھی تھوڑی دیر بعد تمہیں فون کرتی ہوں"۔ دوسری طرف سے مادام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رمیش نے فون آف کر کے میز پر رکھ دیا اور پھر اٹھ کر وہ اس کھلے سیف کی طرف بڑھ گیا۔ سیف کے نچلے خانے میں شراب کی ایک بوتل اور ایک جام موجود تھا۔ اس نے بوتل اور جام اٹھائے اور انہیں لا کر میز پر رکھا اور پھر اطمینان سے شراب جام میں ڈال کر اس نے اس کی چسکیاں لینا شروع کر دیں۔ تقریباً بیس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور رمیش نے ہاتھ میں پکڑا ہوا جام میز پر رکھا اور فون پیس اٹھا کر اس کا بٹن آن کیا اور اسے کان سے لگا لیا۔

"ہیلو ہیلو۔ مادام کالنگ"۔۔۔۔ دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بیحد سخت تھا۔

"یس۔ رمیش بول رہا ہوں مادام پی ون"۔۔۔۔ رمیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سپیشل فورس کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ میرے آدمیوں نے سرسلطان کو آنے والی فون کالز کا ریکارڈ ریکارڈ روم سے حاصل کر کے سنا ہے۔ ایک کال اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کی طرف سے کی گئی ہے۔ کالز کی تفصیلات تو ٹیپ میں موجود نہیں ہیں لیکن ان کے فوراً بعد سرسلطان نے ڈائریکٹر جنرل سے بات کی ہے اور اس کے بعد ایک آدمی صدیقی کی کال بھی سرسلطان نے وصول کی جس میں اس نے اپنا تعلق سپیشل فورس سے بتایا ہے۔ اس

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

طرح یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ سپیشل فورس کا تعلق کسی نہ کسی طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے"۔۔۔۔ مادام نے جواب دیا۔

"لیکن مادام سیکرٹ سروس کا تو ہمارے معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ وہ تو ان معاملات میں مداخلت نہیں کیا کرتے"۔ رمیش نے جواب دیا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہے کہ وہ مداخلت نہیں کیا کرتے"۔۔۔۔ مادام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں کئی سالوں تک کافرستان سیکرٹ سروس آفس میں کام کرتا رہا ہوں مادام۔ اور مجھے معلوم ہے کہ سیکرٹ سروس کا دائرہ کار کیا ہوتا ہے"۔۔۔۔ رمیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ انہوں نے چھوٹے معاملات کے لئے الگ سے سپیشل فورس بنا رکھی ہو"۔۔۔۔ مادام نے کہا۔

"تو پھر مادام اب کیا کیا جائے"۔۔۔۔ رمیش نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اس پلاننگ کی بجائے اب فائنل مشن پر عمل کرلینا چاہئے"۔۔۔۔ مادام نے کہا۔

"لیکن اس کے لئے تو ابھی رابطے ہی مکمل نہیں ہو سکے۔ ابھی بڑے بڑے بینکوں اور ان کی ایسی برانچوں میں انتہائی بھاری رقومات کا لین دین ابھی ہونا ہے۔ ہمارے آدمی تعینات نہیں ہو سکے۔ ایسی صورت میں فائنل مشن پر کیسے کام کیا جا سکتا ہے۔ پھر اس کے لئے مطلوبہ جعلی کرنسی بھی تو چاہئے جو ابھی تک تیار نہیں ہو سکی"۔



رمیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس فون پر رہو میں چیف سے بات کر کے پھر تم سے بات کروں گی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی مداخلت ہمارے لئے انتہائی خطرناک بھی ہو سکتی ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رمیش نے فون آف کیا اور اسے میز پر رکھ کر ایک بار پھر شراب کا جام اٹھا لیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور رمیش نے فون اٹھا کر اس کا بٹن آن کیا اور اسے کان سے لگا لیا۔

"ہیلو ہیلو۔ مادام کالنگ"۔۔۔۔ بٹن آن ہوتے ہی مادام کی آواز سنائی دی۔

"یس مادام۔ میں رمیش بول رہا ہوں۔ پی ون"۔۔۔۔ رمیش نے کہا۔

"چیف باس سے تفصیلی بات چیت ہو گئی ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس یا اس سپیشل فورس کے حرکت میں آنے کی اطلاع چیف باس کے لئے انتہائی پریشان کن ثابت ہوئی ہے کیونکہ چیف باس پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی سے اچھی طرح واقف ہیں چنانچہ باس نے فیصلہ کیا ہے کہ فوری طور پر مارکیٹ میں پھیلائی جانے والی جعلی کرنسی واپس لے لو اور اس وقت تک صرف رابطے کرو جب تک کہ رابطے مکمل نہ ہو جائیں اور فائنل مشن کے لئے مطلوبہ کرنسی چھپ کر تیار نہ ہو جائے اور اس وقت تک سپیشل فورس اور پاکیشیا سیکرٹ سروس

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

بھی ٹکریں مار مار کر مطمئن ہو جائے گی۔ رابطے مکمل ہو جانے کے بعد اچانک فائنل مشن مکمل کیا جائے گا۔ چیف باس چاہتے ہیں کہ پورے پاکیشیا میں اس قدر جعلی کرنسی اچانک پھیلا دی جائے کہ پورے ملک میں معاشی زلزلہ آ جائے اور ملک معاشی طور پر مکمل تباہی سے دوچار ہو جائے"۔۔۔۔۔ مادام نے کہا۔

"لیکن یہ کب تک ہو سکے گا۔ اس کے لئے تو خاصی لمبی مدت چاہئے"۔۔۔۔۔ رمیش نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ زیادہ لمبی مدت اب نہیں چاہئے۔ جزیرے میں نصب جعلی کرنسی تیار کرنے والی مشینیں دن رات کام کر رہی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ ایک ماہ بعد تمام انتظامات مکمل ہو جائیں گے اور اس دوران رابطے بھی مکمل ہو جائیں گے۔ اور سنو۔ اب تمہاری وہاں ضرورت نہیں رہی۔ چیف باس سیٹھ اسلم اور دوسرے اپنے آدمیوں کو تفصیلی ہدایات خود ہی دے دیں گے تاکہ وہ رابطے مکمل کر لیں۔ جب فائنل مشن پر کام ہو گا تو پھر چیف باس' میں اور تم اکٹھے پاکیشیا پہنچ جائیں گے"۔ مادام نے کہا۔

"پھر تو یہاں کا اب تک کا بنایا ہوا تمام سیٹ اپ مجھے ختم کرنا ہو گا"۔۔۔۔۔ رمیش نے کہا۔

"ہاں۔ ابھی اور فوراً ختم کر کے ہیڈ کوارٹر رپورٹ دو۔ اگر تم پاکیشیا سیکرٹ سروس یا اس سپیشل فورس کے ہاتھ لگ گئے تو پھر سارا منصوبہ ہی سامنے آ جائے گا"۔۔۔۔۔ مادام نے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM



"ٹھیک ہے مادام۔ جیسے آپ کا حکم"۔۔۔۔۔ رمیش نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر اس نے فون آف کیا اور اسے اٹھا کر وہ دیوار میں موجود سیف کی طرف بڑھ گیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

ٹائیگر نے کار دارالحکومت کے مضافات میں واقع ایک نو تعمیر شدہ ہوٹل نوروز کی پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ اس ہوٹل کا ابھی حال ہی میں افتتاح ہوا تھا۔ انتہائی جدید ہوٹل تھا اور اس میں چند ایسی خصوصیات تھیں کہ دارالحکومت کا اعلیٰ طبقہ آج کل دارالحکومت کے باقی بڑے ہوٹلوں کی نسبت اسے ترجیح دے رہا تھا۔ اس وقت بھی ہوٹل کی رکنگ رنگ برنگی اور نئے ماڈلوں کی بڑی چھوٹی کاروں سے بھری ہوئی ی حالانکہ ابھی شام نہ ہوئی تھی لیکن یہاں رش ابھی سے ہونا شروع گیا تھا۔ رات کے وقت تو یہاں وسیع و عریض پارکنگ کے باوجود کار ڑی کرنے کی جگہ بھی نہ ملتی تھی اور اکثر کاریں ہوٹل کے کمپاؤنڈ ے باہر ہی پارک کر دی جاتی تھیں۔ ٹائیگر مین گیٹ میں داخل ہونے بجائے آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر ہوٹل کی عمارت کے آخری حصے

PK7E@HOTMAIL.COM



میں موجود سیڑھیوں پر چڑھتا ہوا وہ اوپر والی منزل پر پہنچا تو وہاں دو مسلح آدمیوں نے اس کا راستہ روک لیا۔

"یہ پرائیویٹ پورشن ہے جناب۔ آپ ہوٹل میں جائیں"۔ ایک مسلح آدمی نے نرم سے لہجے میں کہا۔

"میں نے مہربان سے ملنا ہے۔ میرا نام ٹائیگر ہے اور مہربان نے مجھے یہاں کا باقاعدہ وقت دیا ہوا ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے بھی نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیا ہو گا جناب۔ لیکن یہاں ملاقات نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے آپ کو ہوٹل میں ہی جانا ہو گا۔ صاحب وہاں وقت پر خود ہی پہنچ جائیں گے"۔۔۔۔ اسی مسلح آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اس بار اس کا لہجہ خاصا سخت تھا۔

"میں یہیں رک جاتا ہوں۔ تم مہربان کو میری آمد کی اطلاع دے دو۔ اگر اس نے کہا تو میں ہوٹل میں چلا جاؤں گا ورنہ اس سے یہیں ملاقات کر لوں گا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم معلوم کر لیتے ہیں"۔۔۔۔ اس آدمی نے کہا اور پھر اس کے کہنے پر دوسرا آدمی تیز تیز قدم اٹھاتا اندرونی راہداری کی طرف بڑھ گیا جبکہ ٹائیگر وہیں کھڑا رہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آدمی واپس آ گیا۔

"آئیے جناب"۔۔۔۔ اس آدمی نے کہا تو ٹائیگر سرہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اندرونی راہداری میں ایک کمرے کے دروازے پر جا کر وہ

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

مسلح آدمی رک گیا۔

"تشریف لے جایئے"۔۔۔۔ مسلح آدمی نے کہا تو ٹائیگر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جسے انتہائی قیمتی فرنیچر سے سجایا گیا تھا لیکن فرنیچر کی ساخت اور سیٹنگ کے لحاظ سے کمرہ ڈرائینگ روم لگتا تھا۔ ایک طرف پڑے ہوئے صوفے پر ایک بھاری جسم اور چوڑے چہرے والا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا اور وہ بڑے اکڑے ہوئے انداز میں صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی صوفے پر ایک نوجوان لڑکی نیم عریاں لباس پہنے ہوئے تقریباً اس سے چمٹ کر بیٹھی ہوئی تھی جبکہ وہ آدمی کان سے کارڈلیس فون لگائے کسی سے باتوں میں مصروف تھا۔ اس آدمی نے ٹائیگر کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر ہاتھ کے اشارے سے بیٹھنے کے لئے کہا لیکن وہ بدستور فون پر باتیں کرنے میں مصروف رہا۔ ٹائیگر اس کے سامنے ہی صوفے پر بیٹھ گیا۔ لڑکی نے اپنے سامنے رکھی ہوئی سنٹرل ٹیبل پر موجود شراب کی بوتل سے ایک خالی جام میں شراب ڈالی اور پھر اٹھ کر اس نے شراب کا جام ٹائیگر کے سامنے رکھی ہوئی میز پر رکھ دیا۔

"لیجئے شوق فرمایئے"۔۔۔۔ لڑکی نے بڑے لوچدار لہجے میں کہا۔

"لے جاؤ اسے۔ میں شراب نہیں پیتا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے انتہائی سخت اور جھٹکے دار لہجے میں کہا تو لڑکی کے چہرے پر یکلخت اس طرح حیرت کے تاثرات ابھر آئے جیسے اس نے زندگی میں پہلی بار کسی آدمی

PK7E@HOTMAIL.COM



کو شراب سے انکار کرتے ہوئے دیکھا ہو۔

"یہ امپورٹڈ وائن ہے اور انتہائی قیمتی ہے۔ لوگ تو اس کے تصور میں زندگی گزار دیتے ہیں لیکن انہیں نصیب نہیں ہوتی"۔ لڑکی نے کہا۔ اس نے شاید یہ سمجھا تھا کہ ٹائیگر نے شراب کو مقامی سمجھ کر اسے پینے سے انکار کر دیا۔

"جب میں نے کہہ دیا کہ میں شراب نہیں پیتا تو پھر"۔۔۔۔ ٹائیگر کا لہجہ اور زیادہ سخت ہو گیا تو لڑکی کے چہرے پر یکلخت انتہائی ناگواری کے تاثرات ابھرے آئے۔ اس نے شراب کا جام اٹھایا اور واپس لے جا کر اپنے سامنے والی سنٹرل ٹیبل پر رکھ دیا اور ایک بار پھر اس بھاری وجود والے آدمی کے جسم سے چمٹ کر بیٹھ گئی۔ اسی لمحے اس آدمی نے فون آف کیا اور اسے سامنے تپائی پر رکھ دیا۔

"ہاں اب بتاؤ کیا بات ہے ٹائیگر۔ تم مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہو۔ بادشاہ خان کے فون کی وجہ سے میں نے تمہیں ملاقات کا وقت دے دیا ہے اور یہاں داخل ہونے کی اجازت دے دی ہے لیکن میرے پاس وقت بیحد کم ہوتا ہے اس لئے جو کچھ کہنا ہے جلدی سے کہہ ڈالو"۔۔۔۔ اس آدمی نے بڑے تندخو سے لہجے میں ٹائیگر سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اس لڑکی کو باہر بھیجو۔ میں نے تم سے اہم بات کرنی ہے"۔ ٹائیگر نے بھی سرد لہجے میں کہا۔

"جو کچھ کہنا ہے اس کے سامنے کہہ ڈالو۔ یہ میری پرائیویٹ

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

سیکرٹری ہے"۔۔۔۔ مہران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بادشاہ خان کو جعلی کرنسی تم سپلائی کرتے ہو۔ تمہیں کون سپلائی کرتا ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا تو مہران یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ تمہاری یہ جرات کہ تم مہران کے سامنے اس طرح بات کرو"۔۔۔۔ مہران نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکال لیا لیکن دوسرے لمحے کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا اور لڑکی چیختی ہوئی اٹھ کر دروازے کی طرف بھاگی ہی تھی کہ ایک بار پھر کھٹک کی آواز سنائی دی اور لڑکی کے حلق سے ایک طویل چیخ نکلی اور وہ اچھل کر نیچے گری اور بری طرح تڑپنے لگی۔ یہ دونوں فائر ٹائیگر نے کئے تھے۔ اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا جدید ساخت کا ریوالور نظر آ رہا تھا۔ مہران حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس طرح ٹائیگر کو دیکھ رہا تھا جیسے اچانک اس کی آنکھوں کی بینائی چلی گئی ہو۔

"تم۔ تم۔ تم نے یہاں فائرنگ کی۔ گریٹا کو مار ڈالا تم نے۔ تم نے"۔۔۔۔ مہران نے رک رک کر کہا۔

"اطمینان سے بیٹھ جاؤ ورنہ گریٹا کی طرح تم بھی صوفے پر تڑپتے ہوئے نظر آؤ گے۔ ریوالور سے نکلنے والی گولی کسی کا لحاظ نہیں کیا کرتی"۔۔۔۔ ٹائیگر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو مہران ہونٹ چباتا



ہوا واپس صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس کا چہرہ بری طرح بگڑا ہوا تھا اور اس کی نظریں ٹائیگر پر جمی ہوئی تھیں۔

"تم۔ تم ہو کون۔ بادشاہ خان نے تو بتایا تھا کہ تم اس کے دوست ہو۔ لیکن۔۔۔۔" مہران نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ شاید اپنے آپ پر قابو پا چکا تھا جبکہ وہ لڑکی گریٹا اب ساکت پڑی ہوئی تھی۔

"بادشاہ خان تمہیں فون کرنے کے بعد تمہاری اس گریٹا کی پوزیشن میں پہنچ چکا ہے۔ اس سے تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی یا میرے سوال کا درست جواب نہ دیا تو تمہارے ساتھ کیا سلوک ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

"میرا جعلی کرنسی کے دھندے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر تمہیں بادشاہ خان نے یہ بتایا ہے کہ میں اسے جعلی کرنسی سپلائی کرتا ہوں تو اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے"۔۔۔۔ مہران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"بادشاہ خان کو یہ جرات نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ میرے سامنے جھوٹ بولے۔ وہ میرے متعلق اچھی طرح جانتا تھا اور چونکہ تم مجھے نہیں جانتے اس لئے میں تمہارے اس جھوٹ کو نظرانداز کر دیتا ہوں لیکن اب اگر تم نے جھوٹ بولا تو تمہارا انجام انتہائی عبرت ناک بھی ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ درست ہے"۔۔۔۔ مہران نے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

دوسرے لمحے کھٹک کی آواز ایک بار پھر سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی مہران چیختا ہوا پہلے پہلو کے بل صوفے پر گرا اور پھر نیچے جا گرا۔ اسی لمحے ٹائیگر نے چھلانگ لگائی اور اچھل کر ایک طرف کھڑا ہوا ہی تھا کہ ایک دھماکے کی آواز سنائی دی اور گولی ٹھیک اس جگہ صوفے سے جا ٹکرائی جہاں ایک لمحہ پہلے ٹائیگر موجود تھا۔ دوسرے لمحے کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی سنٹرل ٹیبل اور صوفے کے درمیان موجود مہران کے حلق سے بھیانک چیخ نکلی اور وہ اچھل کر کھڑا ہوا تو سنٹرل ٹیبل اچھل کر دو فٹ دو جا گری اور اس پر موجود شراب کی بوتل اور جام لڑھکتے ہوئے دور جا گرے۔ مہران اپنے دائیں ہاتھ کو پکڑے بری طرح ناچ رہا تھا چونکہ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ پہلے جب اس نے فائر کیا تھا تو ریوالور مہران کے ہاتھ سے نکل کر میز اور صوفے کے درمیان گرا تھا اور اب جبکہ اس نے مہران کے جھوٹ بولنے پر فائر کر کے اس کا کان اڑایا تو مہران مڑ کر صوفے پر گرا اور پھر پلٹ کر نیچے جا گرا اور لامحالہ وہ ریوالور اٹھا کر اس پر فائر کرے گا اس لئے جیسے ہی مہران نیچے گرا ٹائیگر نے اٹھ کر چھلانگ لگا دی ورنہ وہ واقعی ہٹ ہو جاتا۔ اور اب اس نے اس کے ہاتھ پر فائر کیا تھا جس میں اس نے ریوالور پکڑا ہوا تھا اور وہ میز کے اوپر سے ہاتھ گھما کر اس پر فائر کرنا چاہتا تھا۔ پہلے فائر سے صرف مہران کے کان کی لو اڑی تھی جبکہ اس بار اس کا ہاتھ باقاعدہ زخمی ہوا تھا اور دو انگلیاں بھی فائر سے اڑ گئی تھیں اس لئے وہ کان کا معمولی زخم بھول کر ہاتھ پکڑے تکلیف کی شدت سے ناچ رہا تھا۔

PK7E@HOTMAIL.COM



ٹائیگر نے قدم آگے بڑھائے لیکن دوسرے لمحے اس کے منہ سے بے اختیار کراہ نکلی اور وہ سینے پر مہران کے گھومتے ہوئے بازو کی زور دار ضرب کھا کر بے اختیار اچھل کر دو تین فٹ پیچھے پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ مہران نے واقعی انتہائی مہارت اور پھرتی سے یہ وار کیا تھا۔ ٹائیگر کو شاید اندازہ ہی نہ تھا کہ مہران اس طرح اچانک ہاتھ گھما کر اس کے سینے پر زور دار ضرب لگا سکتا ہے اس لئے وہ غفلت میں مار کھا گیا۔ اچانک ضرب لگنے اور اچھلنے کی وجہ سے سائیلنسر لگا ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر کہیں دور جا گرا تھا۔ ٹائیگر کے نیچے گرتے ہی مہران نے کسی عقاب کی طرح اچھل کر اس پر چھلانگ لگائی لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور اس کا بھاری جسم ہوا میں قلابازیاں کھاتا ہوا ٹائیگر کے پیچھے فرش پر ایک زور دار دھماکے سے جا گرا۔ مہران کو شاید مارشل آرٹ کے داؤ پیچ نہ آتے تھے ورنہ وہ اس انداز میں ٹائیگر کے نچلے حصے کی طرف اس کے جسم پر چھلانگ نہ لگاتا۔ ٹائیگر نے اس پر چھلانگ لگاتے ہی یکلخت دونوں ٹانگیں سمیٹ کر گھٹنے اونچے کر کے اس کے پیٹ پر اس انداز میں ضرب لگائی تھی کہ ہوا میں اڑتا ہوا مہران کا جسم لامحالہ قلابازی کھا کر عقب میں جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی ٹائیگر یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے بھی بالکل مہران کے ہی انداز میں اس پر چھلانگ لگائی تو مہران نے ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے سمیٹیں اور اس کے گھٹنے اوپر کو اٹھے لیکن ٹائیگر کا جسم ہوا میں ہی مڑ گیا اور دوسرے

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

لمحے اس کے دونوں پیر ایک لمحے کے لئے مہران کے جسم کی سائیڈ پر زمین پر لگے اور وہ کسی گیند کی طرح دوسری بار اچھلا اور اس بار اس کے دونوں پیر پوری قوت سے مہران کے دیو کی طرح پھیلے ہوئے سینے پر پڑے اور ٹائیگر اچھل کر دو فٹ دور جا کھڑا ہوا۔ مہران کے حلق سے اس قدر زور دار چیخ نکلی کہ کمرہ کافی دیر تک گونجتا رہا لیکن مہران کا جسم چیخ مارنے کے بعد ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا اور پھر ساکت ہو گیا۔ عین دل پر لگنے والی ٹائیگر کے پیروں کی بھرپور ضرب نے ایک جھٹکے سے اسے ہوش سے بیہوشی کی وادی میں دھکیل دیا تھا۔ ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے سب سے پہلے جا کر کمرے کے دروازے کو اندر سے لاک کیا۔ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا اس لئے اسے یہ تو فکر نہ تھی کہ مہران کی چیخیں باہر کھڑے مسلح افراد سن لیں گے لیکن اسے ڈر تھا کہ کسی بھی لمحے ان میں سے کوئی آدمی اچانک دروازہ کھول کر اندر آ سکتا تھا اس لئے اس نے دروازہ اندر سے لاک کر دیا تھا۔ دروازہ لاک کر کے ٹائیگر واپس مڑا اور اس نے سب سے پہلے اپنا سائیلنسر لگا ریوالور اٹھا کر جیب میں ڈالا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے فرش پر بیہوش پڑے ہوئے مہران کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اٹھایا اور ایک صوفہ نما کرسی پر بٹھا دیا۔ پھر اس نے مہران کی ہی بیلٹ کھولی اور اس کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے بیلٹ سے اچھی طرح باندھ دیئے۔ اس کے بعد اس نے مہران کے چہرے پر یکے بعد دیگرے زور دار تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ چوتھے یا پانچویں زور دار تھپڑ پر مہران

PK7E@HOTMAIL.COM



چیختا ہوا ہوش میں آ گیا تو ٹائیگر نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال لیا۔

"بولو کون سپلائی کرتا ہے تمہیں جعلی کرنسی۔ بولو"۔۔۔۔ ٹائیگر نے خنجر کی نوک اس کی گردن پر رکھ کر دباتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں یہ دھندہ نہیں کرتا"۔ مہران نے رک رک کر کہا تو ٹائیگر کا ہاتھ یکلخت بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور ایک بار پھر مہران کے حلق سے نکلنے والی زور دار چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ ٹائیگر نے ایک ہی وار میں سامنے بیٹھے ہوئے مہران کی بائیں آنکھ کا ڈھیلا خنجر سے کاٹ دیا تھا۔ بندھے ہوئے مہران کا جسم چند لمحے جھٹکے کھاتا رہا پھر ڈھیلا پڑ گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کا سر ایک طرف ڈھلک گیا۔ اس کی زخمی آنکھ سے مواد اور خون بہہ کر اس کی گال سے ہوتا ہوا اس کی گردن تک پہنچ چکا تھا۔ ٹائیگر نے خنجر ایک طرف رکھا اور پھر ایک ہاتھ سے اس کا سر پکڑ کر سیدھا کیا اور دوسرے ہاتھ سے ایک بار پھر اس کے گال پر زور دار تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ اس بار مہران تیسرے تھپڑ پر ہی ہوش میں آ گیا اور اس نے ہوش میں آتے ہی حلق کے بل چیخنا شروع کر دیا۔ ٹائیگر نے پاس پڑا ہوا خنجر اٹھا لیا۔

"اس بار اگر تم نے جھوٹ بولا تو دوسری آنکھ کا بھی یہی حشر ہو گا۔ بولو ورنہ"۔۔۔۔ ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے خون آلود خنجر مہران کی اکلوتی آنکھ کے سامنے لہرانا شروع کر دیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"تم۔ تم کون ہو۔ تم انتہائی ظالم آدمی ہو۔ تم کون ہو"۔ مہربان نے اس بار سسکتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اب ٹائیگر سے ذہنی طور پر بیحد خوفزدہ ہو گیا ہے۔

"فکر مت کرو۔ میرا تعلق پولیس یا کسی سرکاری ایجنسی سے نہیں ہے۔ میں پارٹی کے لئے کام کرتا ہوں اور میری پارٹی بھی اس ملک میں جعلی کرنسی کا بڑے پیمانے پر دھندہ کرنا چاہتی ہے اور اس نے میرے ذمہ یہ کام لگایا ہے کہ میں اسے بھاری معاوضے کے عوض یہ معلومات مہیا کروں کہ یہاں کون کون پہلے سے اس دھندے میں ملوث ہے۔ میں نے صرف معلومات مہیا کرنی ہیں اور بس۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میری پارٹی زیادہ معاوضے پر تمہاری خدمات حاصل کرے۔ یہی بات میں نے بادشاہ خان کو بھی سمجھانے کی کوشش کی تھی لیکن اس کے موٹے دماغ میں یہ بات آئی ہی نہیں ورنہ وہ بھی زندہ رہ جاتا۔ اور اب تم بھی سن لو کہ اگر تم نے سچ نہ بولا تو پھر تمہاری لاش بھی آج رات کسی گٹر میں تیرتی ہوئی نظر آئے گی"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم پہلے مجھے بتا دیتے۔ میری آنکھ ضائع نہ ہوتی"۔۔۔۔ مہربان نے کہا۔

"ابھی بھی تمہارے پاس وقت ہے۔ جو کچھ سچ ہے وہ بول دو اور یہ سن لو کہ جو کچھ تم بتاؤ گے میں اسے کنفرم بھی کروں گا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"مجھے جعلی کرنسی کی سپلائی کافرستان سے ہوتی ہے"۔۔۔۔ مہربان



نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار اچھل پڑا۔

"کسی کے ذریعے ہوتی ہے یا براہ راست"۔۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"مال تو براہ راست آتا ہے لیکن معاوضہ سیٹھ اسلم کے خاص آدمی جانو کے ذریعے ملتا ہے"۔۔۔۔ مہربان نے کہا اور ٹائیگر اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"سیٹھ اسلم کون ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"ٹوائز لینڈ کا مالک سیٹھ اسلم"۔۔۔۔ مہربان نے جواب دیا۔

"کتنا مال آتا ہے اور تم کس طرح کھپاتے ہو اسے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"ابھی مال تھوڑا آتا ہے لیکن معاوضہ چار گنا ملتا ہے لیکن یہ مال ہمیں مارکیٹ میں چلانے کی اجازت نہیں ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ مال کو بینک کے ذریعے چلایا جائے۔ بہرحال میں یہ مال بادشاہ خان اور دو اور آدمیوں کے حوالے کر دیتا ہوں وہ آگے چلاتے ہیں"۔۔۔۔ مہربان نے کہا۔

"دو اور آدمی کون ہیں"۔۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"فیڈرل بینک کا اسسٹنٹ ڈائریکٹر اوصاف اور پاکیشیا بینک کی مین برانچ کا ہیڈ کیشیئر بشیر"۔۔۔۔ مہربان نے جواب دیا۔

"لیکن بادشاہ خان تو اسے عام بدمعاشوں کے ذریعے مارکیٹ میں چلاتا رہا ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ اس کے ذمے شمالی علاقے ہیں۔ اس کے وہاں کے بینکوں

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

کے آدمیوں سے رابطے ہیں"۔۔۔۔ مہران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں جعلی کرنسی کس طرح موصول ہوتی ہے اور کب کب ہوتی ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"فی الحال تو ہر ماہ کی دس تاریخ کو مال ملتا ہے۔ سیٹھ اسلم کا خاص آدمی جانو مجھے کال کر کے کہہ دیتا ہے کہ مال آگیا ہے اور میں اپنے خاص آدمی بھجوا کر ساحل سمندر پر واقع ایک ہوٹل ریڈسی کے مینجر سے مال وصول کر لیتا ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا تھا' اس نے بتایا تھا کہ یہ مال خصوصی لانچ کے ذریعے کافرستان سے آتا ہے اس طرح مجھے پتہ چلا تھا کہ مال کافرستان سے آتا ہے جب مال میرے پاس پہنچ جاتا ہے اور میں اسے تقسیم کر دیتا ہوں تو میں جانو کو کال کر کے کہہ دیتا ہوں کہ مال مل گیا ہے اور تقسیم کر دیا گیا ہے تو ایک ہفتے بعد جانو خود میرے پاس آتا ہے اور مجھے معاوضے کی ادائیگی کر جاتا ہے"۔ مہران نے کہا۔

"آج آٹھ تاریخ ہے۔ کیا اب بھی دس تاریخ کو مال آئے گا"۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں۔ مجھے جانو نے تھوڑی دیر پہلے ہی فون کر کے بتایا ہے کہ فی الحال کام روک دیا گیا ہے۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا تھا کہ سیٹھ اسلم صاحب نے بتایا ہے کہ یہاں کوئی سپیشل فورس اور سیکرٹ سروس اس مال کے خلاف حرکت میں آچکی ہے اس لئے ابھی چند



بند کر دیا گیا ہے"۔۔۔ مہران نے کہا۔

"آگے جو تم مال دیتے ہو اس کا معاوضہ تم اپنے معاوضے میں سے دیتے ہو"۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں۔ مجھے میرا معاوضہ ملتا ہے اور باقی لوگوں کو اپنا۔ یہ سارا کام جانو ہی کرتا ہے"۔۔۔ مہران نے جواب دیا۔

"لیکن تمہیں ایک ہفتے بعد معاوضہ کیوں دیا جاتا ہے۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"جانو چیک کرتا ہے کہ میں نے پورا مال آگے سپلائی کر دیا ہے یا نہیں۔ پھر معاوضہ دیتا ہے"۔۔۔ مہران نے کہا۔

"یہ جانو کہاں رہتا ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"سیٹھ اسلم کا خاص آدمی ہے۔ اسی کے پاس رہتا ہو گا۔ مجھے تفصیل کا علم نہیں"۔۔۔ مہران نے جواب دیا۔

"تم اسے مال کی وصولی کی اطلاع فون پر دیتے ہو"۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں"۔۔۔ مہران نے جواب دیا۔

"کس نمبر پر۔ کیا اس کا نمبر علیحدہ ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں۔ ٹوائز لینڈ کے نمبر پر میں رنگ کرتا ہوں۔ اپنا نام بتاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ جانو سے بات کرا دو اور پھر جانو سے بات ہو جاتی ہے"۔ مہران نے کہا۔

"فون اٹھاؤ اور جانو سے میرے سامنے بات کرو۔ اب میں تمہاری

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

بتائی ہوئی باتیں کنفرم کرنا چاہتا ہوں"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"لیکن میں اسے کیا کہوں"۔۔۔ مہران نے کہا۔

"اس سے پوچھو کہ اب مال کب آئے گا۔ کوئی حتمی تاریخ۔ بس ایسی ہی بات کرو اس سے جس سے میں کنفرم ہو جاؤں کہ جو کچھ تم نے مجھے بتایا ہے وہ درست ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"میرے ہاتھ کھولو گے تو میں فون کروں گا"۔۔۔ مہران نے کہا۔

"تم نمبر بتاؤ۔ میں ملا دیتا ہوں۔ جب میری پوری تسلی ہو جائے گی پھر ہاتھ کھول دوں گا"۔۔۔ ٹائیگر نے تپائی پر پڑے ہوئے کارڈلیس فون کو اٹھاتے ہوئے کہا تو مہران نے نمبر بتا دیئے۔ ٹائیگر نے فون آن کر کے مہران کے بتائے ہوئے نمبر پریس کئے اور دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سن کر اس نے لاؤڈر کا بٹن آن کیا اور فون پیس مہران کے کان سے لگا دیا۔ گھنٹی کی آواز سنائی دے رہی تھی پھر رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنائی دی۔

"ٹوائز لینڈ"۔۔۔ ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مہران بول رہا ہوں نو روز ہوٹل سے۔ جانو سے بات کراؤ"۔ ہران نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو جانو بول رہا ہوں"۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک باریک سی آواز ائی دی۔ آواز سے یوں لگ رہا تھا جیسے بولنے والا منہ میں سیٹی رکھ کر ا رہا ہو۔



"مہران بول رہا ہوں جانو۔ میں نے تم سے یہ پوچھنا تھا کہ کیا اب آئندہ مال آنے کا کوئی سکوپ بھی ہے یا یہ دھندہ ہی ختم کر دیا گیا ہے"۔۔۔ مہران نے کہا۔

"آئے گا لیکن ابھی نہیں۔ ایک ماہ بعد آئے گا اور اتنا آئے گا کہ اگلی پچھلی ساری کسریں نکل جائیں گی"۔۔۔ جانو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اتنے مال کی کھپت کیسے ہو گی۔ مارکیٹ میں تم پھیلانے نہیں دیتے"۔۔۔ مہران نے کہا۔

"فکر مت کرو۔ سب انتظام ہو جائے گا"۔۔۔ جانو نے جواب دیا۔

"او کے۔ بس یہی پوچھنا تھا"۔۔۔ مہران نے کہا تو ٹائیگر نے فون آف کر کے اسے واپس تپائی پر رکھ دیا۔

"اس جانو کا حلیہ کیا ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا تو مہران نے عام سا حلیہ بتا دیا۔

"کوئی خاص نشانی بتاؤ۔ یہ تو عام سا حلیہ ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اس کا دایاں کان آدھے سے زیادہ کٹا ہوا ہے۔ بس یہی خاص نشانی ہے"۔۔۔ مہران نے کہا تو ٹائیگر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے ساتھ رکھا ہوا خنجر اٹھا کر اسے صوفے سے صاف کیا اور پھر اسے اپنے کوٹ کی جیب میں رکھ کر اس نے اس سائیڈ جیب سے سائیلنسر لگا

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

ریوالور نکال لیا۔

"یہ۔ یہ۔ کیا——" مہران نے ریوالور دیکھتے ہی چونک کر کہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ فقرہ مکمل کرتا کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی گولی مہران کے دل میں اترتی چلی گئی۔ مہران کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی اور وہ پہلو کے بل نیچے گرا اور پھر الٹ کر نیچے فرش پر جا گرا۔ اس کے بعد وہ صرف چند لمحے ہی تڑپ سکا اور پھر ساکت ہو گیا۔ ٹائیگر نے اس کے ہاتھوں میں بندھی ہوئی بیلٹ کھولی اور اسے ایک طرف پھینک کر وہ تیزی سے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔



ایک بڑے سے کمرے میں ایک میز کے گرد چار کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ان میں سے تین کرسیوں پر دو مرد اور ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی جبکہ چوتھی کرسی خالی تھی۔ کمرے میں اس میز اور کرسیوں کے علاوہ اور کسی قسم کا کوئی فرنیچر نہ تھا۔ کمرے کا اکلوتا دروازہ بند تھا۔ وہ تینوں اس طرح خاموش بیٹھے ہوئے تھے جیسے ان کا ایک دوسرے کے ساتھ تعارف ہی نہ ہو۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر سیاہ رنگ کا سوٹ تھا اور اس نے چہرے پر بھی سیاہ رنگ کا نقاب لگایا ہوا تھا۔ آنکھوں پر سیاہ عینک تھی اور ہاتھوں میں سیاہ دستانے۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی وہ تینوں مودبانہ انداز میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"بیٹھیں"—— آنے والے نے بھاری آواز میں کہا اور پھر خود بھی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ جبکہ دونوں مرد اور عورت بھی واپس کرسیوں

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

پر بیٹھ گئے۔

"یہ میٹنگ اس لئے کال کی گئی ہے کہ فائنل مشن کے بارے میں حتمی منصوبہ بندی کر لی جائے"۔۔۔۔ آنے والے نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"چیف باس۔ کیا فائنل مشن کی تمام تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں"۔ اس عورت نے کہا۔

"ہاں مادام شیلا۔ ہم نے دن رات ایک کر کے تیاریاں مکمل کر لی ہیں"۔۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"کیا پاکیشیا کی سپیشل فورس اور سیکرٹ سروس بھی آؤٹ آف فیلڈ ہو چکی ہیں"۔۔۔۔ مادام شیلا نے دوبارہ سوال کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہمارے وہاں چند آدمی انہوں نے ٹریس کر لئے جن میں سیٹھ اسلم، مہران اور اس سلسلے کے تمام افراد شامل تھے۔ اسی طرح شمالی علاقوں کے لئے ہم نے جو سیٹ اپ سیٹھ اسلم کے ذریعے بنایا تھا وہ بھی ختم ہو گیا ہے اور اس سیٹ اپ کے بھی تمام آدمی آف کر دیئے گئے ہیں۔ سیٹھ اسلم کے علاوہ پاکیشیا میں ہمارے چار اہم آدمی اور تھے وہ چاروں بھی کور کر لئے گئے۔ اس طرح وہ مطمئن ہو گئے اور اب گذشتہ ایک ہفتے سے ان کی کسی سرگرمی کی کوئی رپورٹ نہیں ملی لیکن ہم نے فوری طور پر ایک متبادل سیٹ اپ قائم کر لیا جو پہلے سے بھی زیادہ کامیاب سیٹ اپ ہے۔ اس نئے سیٹ اپ میں ہم نے پورے پاکیشیا کے بینکوں کے ملازمین کی انتہائی اہم یونین سے گٹھ جوڑ

PK7E@HOTMAIL.COM



کر لیا ہے اور اس یونین کے عہدیداروں کے ذریعے پاکیشیا کے اہم ترین بینکوں کے ہیڈ کیشیئرز کو انتہائی بھاری معاوضے دے کر کور کر لیا گیا ہے اس لئے اب فائنل مشن آسانی سے اور جلدی مکمل کیا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"یس چیف باس"۔۔۔۔ مادام شیلا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا جبکہ باقی دوسرے دو آدمی خاموش بیٹھے رہے تھے۔ انہوں نے کوئی بات نہ کی تھی۔ پھر چیف باس ان دونوں آدمیوں سے مخاطب ہوا ہی تھا کہ اچانک میز پر موجود فون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی اور چیف باس سمیت وہاں موجود سب افراد اچھل پڑے۔ چیف باس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس چیف باس سپیکنگ"۔۔۔۔ چیف باس نے سخت لہجے میں کہا۔

"آرون بول رہا ہوں مجھے ابھی اطلاع ملی ہے کہ پریتم داس کو کچھ لوگ اچانک اغوا کر کے لے گئے ہیں اور اسے اغوا کرنے والے سپیشل فورس کے لوگ ہیں کیونکہ ان کے حلیے جو بتائے گئے ہیں وہ وہی ہیں جو اس سے پہلے سیٹھ اسلم کو اغوا کر کے لے گئے تھے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے تیز آواز سنائی دی وہ شاید فطری طور پر چیخ کر بولنے کا عادی تھا اس لئے اس کی آواز چیف باس کے ساتھ بیٹھے ہوئے باقی تینوں تک بھی بخوبی پہنچ رہی تھی۔

"ویری سیڈ۔ اس تک کیسے ہاتھ پہنچ گیا ان کا"۔۔۔۔ چیف باس

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ تو نظر نہ آ رہا تھا لیکن اس کی آواز سن کر صاف محسوس ہو رہا تھا کہ اس کال نے اسے انتہائی پریشان کر دیا تھا۔

"چیف باس۔ میں نے اس پوائنٹ پر فوری جو تحقیق کی ہے اس کے مطابق یہ کام جانو کی وجہ سے ہوا ہے۔ جانو سیٹھ اسلم کے ساتھ اٹیچ تھا۔ سیٹھ اسلم کی گرفتاری کے وقت جانو کافرستان گیا ہوا تھا اسے وہاں اطلاع مل گئی تھی تو وہ وہیں آپ کے پاس رک گیا پھر آپ نے جانو کو پریتم داس کے ساتھ اٹیچ کر کے بھجوا دیا۔ جانو ان کے ہاتھ لگ گیا اور جانو کی وجہ سے وہ پریتم داس تک پہنچ گئے اور چیف باس۔ پریتم داس کو فائنل مشن کے بارے میں بھی سب کچھ علم ہے اور اس جزیرے کے بارے میں بھی جہاں کام ہو رہا ہے"۔۔۔۔ آرون نے کہا۔

"پریتم داس کو پاکیشیا میں ہونے والے سیٹ اپ کا تو علم ہے لیکن اسے جزیرے کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے اس لئے خطرہ سیٹ اپ کا ہے تم اسے فوری طور پر ٹریس کر کے ہلاک نہیں کر سکتے"۔ چیف باس نے کہا۔

"میرے آدمی مسلسل اسے تلاش کر رہے ہیں چیف باس۔ اور جیسے ہی اس کا سراغ ملا ہم ہر قیمت پر وہاں ریڈ کر دیں گے لیکن اس کے باوجود میری درخواست ہے کہ آپ جزیرے پر ریڈ الرٹ کا اعلان کر دیں"۔۔۔۔ آرون نے کہا۔



"وہ تو میں کر دوں گا لیکن پریتم داس کی گرفتاری سے ہمیں انتہائی شدید دھچکا لگا ہے اب ہمارا فائنل مشن فوری طور پر کامیاب نہیں ہو سکتا اب ہمیں طویل عرصہ تک کیمو فلاج ہونا پڑے گا۔ اوکے تم اسے ٹریس کر کے ہلاک کرو اور مجھے رپورٹ دو"۔۔۔۔ چیف باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"پاکیشیا میں ہم نے جو سیٹ اپ کیا تھا وہ ایک لحاظ سے ختم ہو گیا ہے اس سیٹ اپ کا کرتا دھرتا پریتم داس تھا جسے ہم نے وہاں ایک بہت بڑے مزدور لیڈر کے طور پر ایڈجسٹ کیا ہوا تھا۔ اوکے۔ اب میٹنگ برخواست۔ آپ سب کو علیحدہ علیحدہ احکامات آئندہ کے لئے مل جائیں گے"۔۔۔۔ چیف باس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"چیف باس۔ کیا اس سپیشل فورس کے خلاف وہاں پاکیشیا میں کام نہیں ہو سکتا تاکہ اس کا کانٹا ہی ہمیشہ کے لئے نکال دیا جائے"۔ مادام شیلا نے کہا۔

"ہو تو سکتا ہے لیکن میں یہاں سے اب کسی ایسے آدمی کو وہاں نہیں بھیجنا چاہتا جس سے ہیڈ کوارٹر ٹریس ہو جائے"۔۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"آپ مجھے اجازت دیں۔ میں اور میرا گروپ وہاں جا کر ان کا خاتمہ کرتے ہیں"۔۔۔۔ مادام شیلا نے کہا۔

"نہیں مادام شیلا۔ تمہیں ہیڈ کوارٹر کا بھی علم ہے اور اس جزیرے کا

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

بھی اس لئے میں یہ رسک نہیں لے سکتا البتہ آرون کے خدشے کی پیش نظر اب ہمیں واقعی اس جزیرے پر ریڈ الرٹ کرا دینا چاہئے اور یہ کام تم اور تمہارا گروپ کرے گا تم فوری طور پر اس جزیرے کا بیرونی کنٹرول سنبھال ہو۔ اندرونی کنٹرول ویسے ہی سردار سنگھ کے پاس رہے گا جبکہ سکھدیو کی کارروائی پریس اور کرنسی تک ہی محدود رہے گی"۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"باس۔ جو کرنسی فائنل مشن کے لئے تیار کی گئی ہے اب اس کا کیا ہو گا"۔۔۔ سکھدیو نے پوچھا۔

"اسے سیلڈ کر کے ہیڈ کوارٹر پہنچا دو۔ اور کیا ہو سکتا ہے جب حالات دوبارہ سازگار ہوں گے تو پھر یہ مشن مکمل کیا جائے گا۔ میں حکومت کو رپورٹ دے دوں گا"۔۔۔ چیف باس نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر وہ تیزی سے مڑا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ وہ تینوں چیف باس کے اٹھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور چیف باس کے باہر جانے کے بعد وہ پھر بیٹھ گئے۔

"مادام شیلا اب آپ کب آ رہی ہیں بٹام آئی لینڈ پر"۔ سکھدیو نے چیف باس کے جانے کے بعد مسکراتے ہوئے مادام شیلا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چیف باس کے حکم کی فوری تعمیل ہو گی میں کل اپنے گروپ سمیت بٹام آئی لینڈ پہنچ جاؤں گی"۔۔۔ مادام شیلا نے بھی مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM



"آپ کا گروپ کتنے افراد پر مشتمل ہے مادام شیلا"۔ دوسرے آدمی نے سردار سنگھ نے پوچھا۔

"پچیس آدمی ہیں میرے گروپ میں۔ کیوں تم نے کیوں پوچھا ہے"۔۔۔ مادام شیلا نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے مادام کہ آپ کو بٹام کی بیرونی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے اور اندرونی حفاظت بدستور میرے پاس رہے گی اس صورت میں اگر آپ اور آپ کے گروپ کی تعداد دس کے قریب ہوتی تو ہم آپ کے اور آپ کے گروپ کی بٹام میں رہائش گاہوں کا بندوبست کر دیتے لیکن پچیس افراد کی رہائش گاہوں کی تو ہمارے پاس جگہ بھی نہیں اور دوسری بات یہ کہ اس طرح میرے انتظامات میں بھی دخل اندازی ہو گی"۔۔۔ سردار سنگھ نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ذہن میں بیرونی حفاظت کا کیا پلان ہے میری سمجھ میں تو چیف باس کی بات نہیں آئی۔ بیرونی حفاظت کا کیا مطلب ہے" سکھدیو نے کہا۔

"فرض کرو پاکیشیا سپیشل فورس یا پاکیشیا سیکرٹ سروس یا وہاں کی انٹیلی جنس یا کسی بھی سرکاری ایجنسی کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ بٹام میں خفیہ مشینیں نصب کر کے پاکیشیا کی جعلی کرنسی چھاپی جا رہی ہے جسے پاکیشیا میں پھیلا کر اس کی معیشت مفلوج کرنے کا منصوبہ ہے تو لامحالہ انہوں نے کوشش کرنی ہے کہ یا تو اس جزیرے کو ہی تباہ کر دیا جائے یا پھر کم از کم ان مشینوں اور اس کرنسی کو ہی تباہ کر دیا جائے۔

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

اس صورت میں اگر وہ اچانک جزیرے پر وارد ہو جاتے ہیں تو سردار سنگھ کے آدمی کیا کریں گے۔ کتنے افراد کو ماریں گے۔ بیرونی حفاظت سے چیف باس کا مقصد یہ ہے کہ ہم وہاں ایسے انتظامات کریں کہ کوئی بھی ایجنسی بٹام تک پہنچ ہی نہ سکے۔ اس سلسلے میں سائنسی انتظامات بھی ہو سکتے ہیں اور دوسرے بھی"۔۔۔ مادام شیلا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایسی صورت میں تو تم اور تمہارا گروپ بٹام میں نہ ٹھہر سکے گا"۔۔۔ سردار سنگھ نے کہا۔

"ظاہر ہے ہم نے تو بٹام سے باہر ہی ٹھہرنا ہے ساتھ ہی دوسرے جزیرے ہیں ان میں سے کسی پر ہم اپنا ہیڈ کوارٹر بنا لیں گے"۔ مادام شیلا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وشاکو آئی لینڈ ایسے معاملات کے لئے بہترین رہے گا۔ وشاکو آئی لینڈ بھی ہمارے ہی کنٹرول میں ہے وہاں انڈر گراؤنڈ سٹورز بنائے گئے ہیں تاکہ اگر کبھی ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ کرنسی کو بٹام سے نکالنا پڑے تو اسے وہاں سٹور کیا جا سکے لیکن ابھی تک اس کی نوبت نہیں آئی اس لئے سٹورز خالی ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں اوپر کیبن بھی موجود ہیں جو خالی ہیں آپ اور آپ کا گروپ وہاں رہائش رکھ سکتا ہے اور وہاں آپریشن ہیڈ کوارٹر بھی قائم ہو سکتا ہے اور وشاکو آئی لینڈ کا محل وقوع ایسا ہے کہ اس کے قریب سے گزرے بغیر بٹام تک نہیں پہنچا جا سکتا"۔۔۔ سکھدیو نے کہا۔



"لیکن اگر وہ کافرستان کی طرف سے آئیں گے تو بہرحال وہ براہ راست بٹام پہنچ جائیں گے صرف بین الاقوامی سمندر سے بٹام پہنچنے کے لئے وشاکو سے گزرنا پڑتا ہے اور ضروری تو نہیں کہ ایجنسی کے لوگ بین الاقوامی سمندر سے ہی بٹام آئیں۔ وہ پاکیشیا سے کافرستان اور پھر کافرستان سے بٹام پہنچ سکتے ہیں"۔۔۔ سردار سنگھ نے کہا۔

"اس کی آپ فکر نہ کریں۔ وہ کہیں سے بھی گزریں اطلاع بہرحال ہمیں مل جائے گی یہ جزیرے ماہی گیروں کی رینج سے بھی باہر ہیں۔ اور سمندری راستوں سے بھی دور ہیں اس لئے ادھر نہ ہی ماہی گیروں کی کشتیاں آتی ہیں اور نہ ہی لانچیں اور نہ ہی جہاز ادھر سے گزرتے ہیں اس لئے میں بٹام کے گرد بیس کلومیٹر کے فاصلے تک چاروں طرف الارمنگ سسٹم قائم کر دوں گی کہ جب بھی کوئی انسان یا کوئی لانچ اسے کراس کرے گی نہ صرف وشاکو میں ہمیں اطلاع مل جائے گی بلکہ ہم انہیں مشین پر مارک بھی کر سکیں گے اور وہاں سے انہیں ختم بھی کر سکیں گے۔ میرا گروپ ایسے کاموں میں مکمل طور پر تربیت یافتہ ہے"۔۔۔ مادام شیلا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے یہ انتظام شاندار ہے لیکن مادام۔ ایک بات بتا دوں۔ میں نے سن رکھا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس دنیا کی انتہائی خوفناک سروس ہے اسے آج تک اپنے کسی مشن میں ناکامی نہیں ہوئی اور خاص طور پر اس سروس کا لیڈر علی عمران تو دنیا کا خوفناک ترین ایجنٹ ہے۔ کرنل فریدی کا تو نام سنا ہو گا تم نے"۔۔۔ سکھدیو نے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"کرنل فریدی تو بہت عظیم سیکرٹ ایجنٹ ہے"۔۔۔۔ مادام شیلا نے کہا۔

"اور یہ عمران بھی اسی ٹائپ کا ایجنٹ ہے۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس بٹام کے خلاف کام کرنے آئی تو پھر اس ٹیم کا لیڈر علی عمران ہو گا اس لئے جو کچھ کرنا یہ سوچ کر کرنا کہ تمہارا مقابلہ کن لوگوں سے ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ سکھدیو نے کہا۔

"تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہے"۔۔۔۔ مادام شیلا نے کہا۔

"میں کرنل فریدی کی بلیک فورس میں کام کر چکا ہوں لیکن میرا کام آفس تک ہی محدود تھا لیکن میں نے بہرحال عمران اور اس کے ساتھیوں کے نام ان سے سنے ہوئے ہیں"۔۔۔۔ سکھدیو نے کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ سیکرٹ سروس کا یہ کام ہی نہیں ہے کہ وہ جعلی کرنسی کے پیچھے ماری ماری پھرتی رہے اور اگر آ ہی گئی تو پھر اسے شاید پہلی بار معلوم ہو گا کہ اس کا مقابلہ کس سے پڑا ہے میں نے ایکریمیا سے باقاعدہ تربیت لی ہوئی ہے اور میرا پورا گروپ ایکریمیا سے تربیت یافتہ ہے تم فکر نہ کرو۔ میں ایسے انتظامات کروں گی کہ عمران تو عمران اگر کرنل فریدی بھی میرے مقابلے پر آجائے تو موت اس کا مقدر بنے گی"۔۔۔۔ مادم شیلا نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ تمہارا اعتماد بتا رہا ہے کہ چیف باس نے تمہارا اور تمہارے گروپ کا انتخاب درست کیا ہے لیکن بہرحال محتاط رہنے میں کیا حرج ہے"۔۔۔۔ سکھدیو نے مسکراتے ہوئے کہا۔



"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ اب میں پہلے سے زیادہ محتاط رہوں گی"۔۔۔۔ مادام شیلا نے کہا۔

"او کے۔ پھر آپ کل سیدھی بٹام آجائیں۔ میں آپ کو خود ساتھ وشاکو لے جاؤں گا"۔۔۔۔ سکھدیو نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیوں۔ میں خود وشاکو نہیں پہنچ سکتی"۔۔۔۔ مادام شیلا نے بھی اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"اس طرح مجھے ایک دو راتوں تک تمہاری میزبانی کرنے کا موقع مل جائے گا"۔۔۔۔ سکھدیو نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو مادام شیلا اور سردار سنگھ دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"سردار سنگھ تمہاری میزبانی اور میرے مہمان ہونے سے ناراض نہ ہو جائے۔ ورنہ تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میرا گروپ وشاکو میں رہے اور میں بٹام میں"۔۔۔۔ مادام شیلا نے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"سکھدیو نے تمہارے اور اپنے تعلق کے بارے میں مجھے پہلے ہی بتا دیا ہے اس لئے میں کیوں ناراض ہوں گا۔ سکھدیو میرا بھائی ہے اور اس لحاظ سے تم میری بھابھی ہو"۔۔۔۔ سردار سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ اتنا بڑا رشتہ ابھی قائم نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے بس میزبانی اور مہمانی تک ہی بات رہنی چاہئے"۔۔۔۔ مادام شیلا نے کہا تو سکھدیو اور سردار سنگھ دونوں ایک بار پھر ہنس پڑے۔ پھر وہ دروازہ کھول کر آگے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر آ گئے۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

عمران نے کار جیسے ہی فورسٹارز کے ہیڈکوارٹر کے پورچ میں لے جا کر روکی' برآمدے میں موجود صدیقی' نعمانی' چوہان اور خاور مسکراتے ہوئے سیڑھیاں اتر کر نیچے آنے لگے۔ عمران کار سے باہر آگیا۔

"واہ۔ آج تو فورسٹارز اکٹھے ہی جگمگا رہے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے ان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آج فورسٹارز نے واقعی جگمگانے والا کام کیا ہے"۔۔۔۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے کیا بیٹری خرید لی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"کسی بیٹری سے اتنی روشنی کہاں پیدا ہو سکتی ہے جتنی آج آپ کو ہمارے چہرے پر نظر آرہی ہے"۔۔۔۔ نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM



"پھر شاید کوئی جنریٹر آگیا ہے تمہارے ہاتھ"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک تہہ خانے میں پہنچ گئے جہاں ایک کرسی پر ایک لمبے قد اور درمیانے جسم کا آدمی راڈز میں جکڑا ہوا بیٹھا تھا لیکن اس کی آنکھیں بند تھیں اور گردن ڈھلکی ہوئی تھی۔ وہ بے ہوش تھا۔

"یہ وہ جنریٹر ہے عمران صاحب۔ جس نے جگمگاہٹ پیدا کر دی ہے"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا اور پھر اس نے ایک کرسی گھسیٹ کر عمران کی طرف بڑھا دی۔

"کون ہے یہ"۔۔۔۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے غور سے اس آدمی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس کا نام معصوم علی ہے۔ ملک کا بہت بڑا مزدور لیڈر ہے۔ پورے پاکیشیا کے بینکوں کے ملازمین کی متحدہ یونین کا جائنٹ سیکرٹری ہے"۔۔۔۔ صدیقی نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"بینک ملازمین کی متحدہ یونین۔ اور یہ اس جعلی کرنسی کے سلسلے میں ملوث ہے۔ شاید"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صدیقی نے بے اختیار اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ کی ذہانت کا واقعی جواب نہیں عمران صاحب۔ ورنہ ہمارا متفقہ خیال تھا کہ آپ کو جب تک تفصیل نہ بتائی جائے گی آپ اس بات کو نہ سمجھ سکیں گے لیکن آپ بینک کا لفظ سنتے ہی اصل بات کی تہہ تک پہنچ گئے"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"فل سٹار نہ سہی۔ ٹوینکل سٹار سہی۔ بہرحال سٹار تو ہوں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ آپ کے ٹائیگر نے نو روز ہوٹل کے مہمان کے بارے میں جو رپورٹ دی تھی اس میں دو نام سامنے آئے تھے ایک جانو کا اور دوسرا سیٹھ اسلم کا۔ جانو سیٹھ اسلم کا خاص آدمی تھا آپ کے حکم پر ہم نے سیٹھ اسلم کو اٹھایا لیکن جانو ہمیں نہ مل سکا۔ سیٹھ اسلم نے یہاں اس تہہ خانے میں آپ کے سامنے زبان کھول دی تھی اور اس طرح کافرستان کا پورا سیٹ اپ سامنے آگیا اور پھر فور سٹارز نے اس پورے سیٹ اپ میں شامل افراد کا خاتمہ کر دیا اس طرح جعلی کرنسی کا کیس ایک لحاظ سے ختم ہو گیا۔ سیٹھ اسلم یہ بات نہ جانتا تھا کہ کافرستان سے جعلی کرنسی کون بھجواتا ہے۔ جانو کے متعلق اس نے بتایا تھا کہ اس کا تعلق بھی کافرستان سے ہے اور وہ کافرستان گیا ہوا ہے۔ اس طرح جانو ہاتھ نہ آسکا اور بات آگے نہ بڑھ سکی لیکن فور سٹارز اس جانو کو تلاش کرتی رہی پھر اچانک خاور کو اطلاع مل گئی کہ جانو کو پاکیشیا میں دیکھا گیا ہے یہ اطلاع خاور کو سیٹھ اسلم کے ایک آدمی نے دی جو جانو کی ایک دوست کے بارے میں جانتا تھا۔ جانو کی دوست لڑکی کا نام آسیہ ہے اور وہ ایک فلیٹ میں رہتی ہے۔ اس کا فلیٹ بھی اس بلڈنگ میں ہے جس میں آسیہ کا فلیٹ ہے۔ اس نے جب آسیہ کے فلیٹ سے ایک آدمی کو نکلتے دیکھا جس کا

PK7E@HOTMAIL.COM

قدوقامت جانو جیسا تھا لیکن اس کا حلیہ بدلا ہوا تھا وہ سمجھ گیا کہ یہ درحقیقت جانو ہی ہو گا کیونکہ آسیہ اس کی دوست تھی اور جانو کے علاوہ آج تک اور کسی آدمی کو آسیہ کے فلیٹ میں آتے ہوئے نہ دیکھا گیا تھا۔ جانو کے بارے میں اطلاع دینے پر خاور نے اس آدمی کو بھاری انعام دینے کا وعدہ کر لیا تھا اس لئے اس نے خاور کو اس بارے میں اطلاع دے دی۔ خاور نے ہمیں بتایا اور ہم نے آسیہ کے فلیٹ کی خفیہ نگرانی شروع کر دی اور پھر دو روز کی نگرانی کے بعد آخرکار جانو وہاں آگیا اس کا حلیہ مکمل طور پر تبدیل شدہ تھا لیکن قدوقامت بہرحال جانو جیسا ہی تھا جب وہ آسیہ کے فلیٹ میں چلا گیا تو ہم نے اس فلیٹ میں بے ہوش کرنے والی گیس دروازے پر بنے ہوئے تالے کے سوراخ سے فائر کر دی اور وہ دونوں اندر بے ہوش ہو گئے تو ہم نے ماسٹر کی سے دروازہ کھولا اور اندر موجود اس آدمی کو اٹھا کر ساتھ ہی خالی فلیٹ میں لے آئے یہاں ہم نے اس کی چیکنگ کا سامان پہلے سے رکھا ہوا تھا چنانچہ میک اپ واشر سے جب اس کا چہرہ واش کیا گیا تو میک اپ غائب ہو گیا اور اندر سے اصل جانو نکل آیا۔ جب ہمیں یقین ہو گیا کہ یہی جانو ہے تو ہم فلیٹ کے عقبی راستے سے اسے باہر نکال لائے اور پھر کار میں ڈال کر یہاں لے آئے۔ یہاں آکر جب جانو سے پوچھ گچھ کی گئی تو شدید اور خوفناک تشدد کے بعد آخرکار اس نے زبان کھول دی۔ اس نے بتایا کہ اس کا تعلق کافرستان کی ایک ایسی سیاسی مذہبی تنظیم سے ہے جو مسلمانوں کی دشمن نمبر ایک ہے اور اس

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

لحاظ سے وہ پاکیشیا کی تباہی چاہتی ہے۔ اس سیاسی پارٹی کے تحت ایک خفیہ تنظیم بنائی گئی ہے۔ اس تنظیم کے سربراہ کو چیف باس کہا جاتا ہے جو نقاب میں رہتا ہے اور کوئی بھی اس کی اصلیت کے بارے میں نہیں جانتا۔ اس کے تحت پاکیشیا کو معاشی طور پر تباہ کرنے کا ایک لمبا چوڑا پلان بنایا گیا ہے اور اس تنظیم نے کافرستان کی سمندری حدود میں دو جزیروں پر قبضہ کر رکھا ہے جس میں ایک جزیرے کا نام بٹام اور دوسرے کا جزیرے کا نام وشاکو ہے۔ غیر ممالک سے انتہائی جدید مشینری لا کر جزیرے بٹام میں نصب کی گئی ہے جہاں پاکیشیا کی جعلی کرنسی دھڑا دھڑ چھاپی جا رہی ہے اور سٹور کی جا رہی ہے اور پلاننگ یہ ہے کہ اس جعلی کرنسی کو پاکیشیا کے فیڈرل بینک اور بڑے بڑے بینکوں کی انتہائی معروف شاخوں میں مکمل طور پر بھر دیا جائے اور اصل پاکیشیائی کرنسی وہاں سے نکال لی جائے اس طرح یہ جعلی کرنسی ان بینکوں کے ذریعے پورے پاکیشیا میں تیزی سے پھیل جائے گی۔ یہ چکر چلتا رہے گا اصل کرنسی غائب ہوتی جائے گی اور اس کی جگہ جعلی کرنسی لے لے گی۔ جب یہ کرنسی پچھتر فیصد ہو جائے گی تو اچانک یہ اطلاع اکر دی جائے گی کہ کرنسی جعلی ہے اور تمام بینک اس کرنسی کو لینے ، انکار کر دیں گے اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ پاکیشیا کی معیشت مکمل طور نہ صرف مفلوج ہو جائے گی بلکہ تباہ ہو جائے گی اور حکومت کو فوری پر یہ جعلی کرنسی مارکیٹ سے لے کر اصل کرنسی دینا پڑے گی لیکن ل بینک سے بھی اصل کرنسی غائب ہو چکی ہو گی اور اس کی جگہ

بھی وہاں یہی جعلی کرنسی موجود ہو گی۔ چنانچہ حکومت بھی مکمل طور پر بے بس ہو جائے گی اور نتیجہ پاکیشیا کی مکمل تباہی کی صورت میں نکلے گا۔ اس پلاننگ کے تحت پہلے تھوڑی تھوڑی جعلی کرنسی یہاں چلائی گئی تاکہ اس کا رزلٹ دیکھا جا سکے یہ کام سیٹھ اسلم کے ذریعے ہوتا رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ سیٹھ اسلم کے ذریعے بینک کے اہم آدمیوں کو بھی خریدا جانے لگا اور جعلی کرنسی تجربے کے طور پر بینکوں کے ذریعے چلانے کا کام شروع کر دیا گیا لیکن پھر سپیشل فورس حرکت میں آگئی اور سیٹھ اسلم اور اس کے سیٹ اپ کے تمام افراد پکڑے گئے۔ جانو چونکہ کافرستان گیا ہوا تھا اس لئے جب وہاں اطلاعات پہنچیں تو اس تنظیم نے اسے وہیں روک لیا اس کے بعد نئے سرے سے منصوبہ بندی کی گئی اور اس کام کے لئے ایک دوسرے آدمی کو تعینات کیا گیا جس کا اصل نام پریتم داس تھا اور اس بار یہ منصوبہ بنا کہ پریتم داس کو بینک ملازمین کے کسی مزدور لیڈر کی جگہ دلائی جائے اور پھر بینک کے لوگوں کو اس کے ذریعے خریدا جائے اور پھر پریتم داس نے یہاں آکر واقعی بینک ملازمین کے ایک لیڈر کی جگہ لے لی اور اپنی خفیہ سرگرمیوں کی مدد سے اس نے بینکوں کے تمام اہم افراد کو خرید لیا۔ جانو کو پریتم داس کے ساتھ کام کرنے کے لئے میک اپ میں واپس بھیج دیا گیا اور بقول جانو یہ سارا سیٹ اپ اب مکمل ہونے کے قریب ہے اور فائنل مشن کسی بھی لمحے ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس کی نشاندہی پر اس مزدور لیڈر کو اغوا کیا گیا اور یہ مزدور لیڈر آپ کے سامنے کرسی پر بیٹھا

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

ہوا ہے بظاہر اس کا نام معصوم علی ہے لیکن درحقیقت اس کا نام پریتم داس ہے جبکہ جانو کو ہلاک کر دیا گیا ہے"۔۔۔۔۔ صدیقی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ۔ پھر تو واقعی تمہارے چہروں پر جگمگاہٹ کی موجودگی تمہارا حق بنتا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے تحسین بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ اس پریتم داس سے بھی ہم نے پوچھ گچھ مکمل کر لی ہے۔ اس نے انتہائی حیرت انگیز انکشافات کئے ہیں"۔۔۔۔۔ صدیقی نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"پوچھ گچھ مکمل کرلی ہے۔ اوہ۔ مگر اس پر تشدد کے آثار تو نظر نہیں آرہے"۔۔۔۔۔ عمران کے لہجے میں حقیقی حیرت تھی۔

"یہ کام خاور نے کیا ہے اس نے تشدد کا ایک جدید انداز سیکھ لیا ہے ایسا تشدد کہ جس کے اثرات بظاہر نظر نہیں آتے"۔۔۔۔۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا تو خاور بے اختیار مسکرا دیا۔

"اچھا۔ وہ کیا"۔۔۔۔۔ عمران نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اس نے قدیم افریقی قبائل پر لکھی گئی ایک ب کے مطالعہ کے دوران یہ طریقہ پڑھا۔ قدیم دور کے افریقی ں کے پجاری اسے عام استعمال کرتے تھے لیکن وہ یہ طریقہ روں یا سرداروں کے قریبی عزیزوں پر ہی استعمال کرتے تھے لہ سرداروں یا سرداروں کے قریبی عزیزوں پر وہ تشدد نہیں کر سکتے ان کے خیال کے مطابق سرداروں اور سرداروں کے قریبی

PK7E@HOTMAIL.COM



عزیزوں کو دیوتاؤں کا تحفظ حاصل ہوتا تھا۔ طریقہ بالکل سیدھا سادھا سا ہے لیکن ہے انتہائی موثر۔ اس کے مطابق ناریل کے پانی کی پچکاری انسان کے دونوں نتھنوں میں اس طرح ماری جائے کہ یہ پانی اس کے دماغ سے ہوتا ہوا اس کے حلق سے نکل جائے تو اس کے اثرات سے اس آدمی کا ذہن ماؤف ہو جاتا ہے اور وہ ہر وہ شے بتانے پر مجبور ہو جاتا ہے جو اس کے ذہن میں موجود ہوتی ہے۔ موجودہ دور کے مطابق اس کا شعور ماؤف ہو جاتا ہے اور لاشعور میں تحریک پیدا ہو جاتی ہے اور وہ سب کچھ بتاتا چلا جاتا ہے جبکہ اسے اس کا شعور بھی نہیں ہوتا۔ میں نے یہ طریقہ پڑھا تو پہلے تو مجھے یقین نہ آیا اس بار میں نے یہ طریقہ پریتم داس پر آزمانے کا فیصلہ کیا آج کل ناریل عام مل جاتے ہیں چنانچہ میں نے ناریل کا پانی لے کر اسے پچکاری کے ذریعے اس پریتم داس کی ناک میں ڈال دیا گو مجھے یقین نہ تھا لیکن نتیجہ حیرت انگیز نکلا۔ جب میں نے اس پریتم داس سے یہ سوالات پوچھے تو یہ سب کچھ اس طرح بتاتا چلا گیا جیسے ٹیپ چل پڑی ہو۔ اس پانی کا اثر تقریباً آدھے گھنٹے تک رہا اس کے بعد اس کا شعور دوبارہ جاگ اٹھا اور پھر میں نے چیک کیا تو اسے سرے سے معلوم ہی نہ تھا کہ اس نے کچھ بتایا بھی ہے یا نہیں۔ میں نے جان بوجھ کر دوبارہ وہی سوال کئے تو اس نے اس کے دانستہ غلط جواب دیئے"۔۔۔۔۔ خاور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے کہ ناریل کا پانی شعور پر کوئی جھلی سی

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

چڑھا دیتا ہو گا اور اس کے ساتھ ہی لاشعور کو تحریک بھی دیتا ہو گا۔ ویری گڈ۔ یہ واقعی میرے لئے بھی نئی بات ہے کون سی کتاب میں تم نے پڑھا تھا یہ طریقہ" ـــــ عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ ایک قلمی نسخہ ہے۔ لاطینی زبان میں ہے۔ یہ مجھے کتابوں کے ایک کباڑیئے سے ملا تھا اس میں قلمی تصویریں بھی بنی ہوئی تھیں اس لئے کباڑیئے نے اسے علیحدہ رکھا ہوا تھا۔ مجھے چونکہ قدیم زبانیں پڑھنے کا شوق ہے اس لئے مجھے کچھ کچھ لاطینی زبان پڑھنی بھی آتی ہے میں نے وہ کتاب خرید لی" ـــــ خاور نے جواب دیا۔

"گڈ۔ ویری گڈ۔ اب یہ بتانے کی ضرورت تو نہیں کہ لاطینی زبان مجھے بھی آتی ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو خاور کے ساتھ ساتھ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ بزرگ تو یہی کہتے ہیں کہ جو کتاب دوسرے کو پڑھنے کے لئے دیتا ہے وہ احمق ہے اور جو لے کر واپس کر دیتا ہے وہ اس سے بھی بڑا احمق ہے" ـــــ خاور نے کہا تو کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک پریتم داس کی کراہ سنائی دی تو سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ اسے ہوش آ رہا تھا۔

"اسے دوبارہ بیہوش کر دو اور پہلے مجھے بتاؤ کہ اس نے کیا انکشافات کئے ہیں۔ عمران نے کہا تو صدیقی سر ہلاتا ہوا اٹھا اور اس نے ہوش میں آتے ہوئے پریتم داس کی کنپٹی پر مڑی ہوئی انگلی کا ہک



مارا تو پریتم داس کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اور اس کی گردن ایک بار پھر ڈھلک گئی اور آدھی کھلی آنکھیں دوبارہ بند ہو گئیں وہ ایک بار پھر بے ہوش ہو گیا تھا۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کہ اس نے کیا بتایا ہے" ـــــ عمران نے صدیقی کے واپس کرسی پر آ کر بیٹھتے ہی کہا۔

"عمران صاحب۔ پریتم داس کے مطابق پاکیشیا کے فیڈرل بینک سمیت تمام اہم بینکوں کی اہم برانچوں کے کیشیئر اور چوکیداروں کو اس نے خرید لیا ہے۔ بٹام جزیرے پر جو جعلی کرنسی تیار ہو رہی ہے وہ ساری کرنسی ایک ہی رات میں ان بینکوں کے سٹاکس میں پہنچا دی جائے گی اور اصل کرنسی وہاں سے نکال لی جائے گی اس طرح دوسرے روز تمام جعلی کرنسی پورے ملک میں پھیل جائے گی اس کے بعد بھی جو اصل کرنسی بینکوں کو وصول ہو گی اسے بھی جعلی کرنسی میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ فیڈرل بینک کے محفوظ سٹاک کو بھی اس دوران تبدیل کر دیا جائے گا اور اس کے بعد پورے ملک میں یہ خبر اوپن کر دی جائے گی کہ ملک میں جعلی کرنسی موجود ہے ظاہر ہے عوام یہ ساری کرنسی لے کر بینکوں کی طرف دوڑیں گے لیکن سب بنک اسے وصول کرنے سے انکار کر دیں گے اور پھر ملک میں معاشی طوفان آ جائے گا۔ حکومت زیادہ سے زیادہ اپنے محفوظ سٹاک اوپن کر کے کرنسی تبدیل کرنے کی کوشش کرے گی لیکن جب حکومت کو معلوم ہو گا کہ محفوظ سٹاک میں بھی جعلی کرنسی ہے تو ظاہر ہے ملک پر انتہائی تباہ کن معاشی اثرات

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

مرتب ہوں گے تمام خرید و فروخت رک جائے گی لوگ بھوکے مرنے لگیں گے تو بغاوت ہو جائے گی۔ غلے کے گودام اور دکانیں لوٹ لی جائیں گی ملک شدید افراتفری کا شکار ہو جائے گا اور یہی موقع ہو گا جب کافرستان پاکیشیا پر حملہ کر دے گا۔ چونکہ پاکیشیا کا معاشی نظام اور حکومت مفلوج ہو چکی ہو گی اس لئے کافرستان آسانی سے پاکیشیا پر قبضہ کر لے گا"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا تو عمران کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"ویری بیڈ۔ تو یہ لوگ یہاں پاکیشیا میں کاغذی قیامت برپا کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ اور بقول پریتم داس۔ اس کی تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں۔ انتہائی وسیع پیمانے پر جعلی کرنسی تیار ہو چکی ہے اب صرف ہیڈ کوارٹر کی طرف سے ایک تاریخ مقرر ہونی ہے اور اس کے بعد اس تباہی کا آغاز ہو جائے گا"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس بار تم لوگوں نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ ساری تفصیل معلوم ہونے کے بعد ہم نے آپ کو فون کیا تھا کیونکہ اب یہ بات بہرحال طے ہو گئی ہے کہ ہمیں فوری طور پر اس بٹام جزیرے پر ریڈ کرنا ہو گا تاکہ وہاں موجود اس جعلی کرنسی کو ہی تباہ کر دیا جائے ورنہ تو یہ لوگ کچھ عرصہ ٹھہر کر دوبارہ بھی یہی پلاننگ کر سکتے ہیں اور یہاں کے بھی ان تمام لوگوں کو گرفتار کرنا ہو گا جنہیں اس



تباہ کن منصوبے کے لئے پریتم داس نے اپنے ساتھ شامل کر رکھا ہے"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"یہاں کہ لوگوں کو تو انٹیلی جنس گرفتار کر لے گی۔ ہمیں اس جزیرے پر ریڈ کرنا ہے اور فوری کرنا ہے کیونکہ اس پریتم داس کی گرفتاری کا علم یقیناً انہیں ہو گیا ہو گا اور ہو سکتا ہے وہ مال اس جزیرے سے فوری طرف پر کسی اور جگہ شفٹ کر دیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور باقی دوستوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"ان آدمیوں کی لسٹ تیار کی ہے جو اس پریتم داس کے ساتھ شامل ہیں"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"اس نے زبانی تو چند نام ہی بتائے ہیں لیکن چوہان اور نعمانی نے اس کی رہائش گاہ کی تلاشی لے کر وہاں سے ایک فائل حاصل کر لی ہے۔ اس فائل میں مکمل نام وغیرہ اور انہیں دیئے گئے معاوضوں کے بارے میں پوری تفصیل موجود ہے"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نعمانی کو اشارہ کیا تو نعمانی اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"اس سے اس جزیرے کے بارے میں تفصیلات حاصل کر لی ہیں تم نے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ ابھی تو ہم نے اس سے پاکیشیا میں اس کے سیٹ اپ کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں"۔۔۔۔ صدیقی نے جواب دیا۔

"تو پھر خاور والا نسخہ آزماؤ اور وہاں کے بارے میں جو کچھ یہ جانتا

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

ہے اس سے معلوم کرو اس دوران میں سوپر فیاض کے ساتھ مل کر پہلے یہاں کے غداروں کو کور کر لوں"۔۔۔۔ عمران نے کہا اسی لمحے نعمانی واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک فائل موجود تھی۔ عمران نے اس کے ہاتھ سے فائل لی اور اسے کھول کر دیکھنے لگا۔ فائل دیکھتے ہوئے اس کی آنکھوں میں حیرت ابھر آئی۔

"گڈ شو۔ واقعی تم نے یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے تم اس سے معلومات حاصل کرو پھر مزید کارروائی کی پلاننگ کر لی جائے گی"۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ایک درخواست ہے آپ سے"۔۔۔۔ صدیقی نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"درخواست کیا۔ تم حکم دے سکتے ہو۔ آخر تم فورسٹارز کے چیف ہو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں یہی درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ آپ بے شک یہاں کے لوگوں کو انٹیلی جنس کے ذریعے گرفتار کرا دیں لیکن اس جزیرے پر ریڈ فورسٹارز ہی کرے گی اور اس مشن کو مکمل بھی فورسٹارز ہی کرے گی"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"لیکن فورسٹارز کا کام تو صرف پاکیشیا کے اندر تک محدود ہے۔ مجھے یہ ساری رپورٹ چیف کو دینی ہو گی اور ہو سکتا ہے کہ چیف یہ کیس فورسٹارز سے سیکرٹ سروس کو ٹرانسفر کر دے کیونکہ منصوبے کے مطابق اب یہ کیس بنتا ہی سیکرٹ سروس کا ہے۔ اس منصوبے

PK7E@HOTMAIL.COM



سے ملک کی سلامتی کو خطرات لاحق ہوئے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اسی لئے تو میں نے آپ کو بلایا ہے کیونکہ یہی بات ہمارے ذہنوں میں بھی تھی چیف کو تو ظاہر ہے رپورٹ دینی ہی پڑے گی اور اس جزیرے پر ریڈ کرنے کی اجازت بھی لینا پڑے گی لیکن مجھے یقین ہے کہ چیف نے رپورٹ لینے کے بعد یہ کیس فورسٹارز سے لے کر سیکرٹ سروس کو شفٹ کر دینا ہے اور پھر آپ صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور جولیا کو ساتھ لے کر وہاں ریڈ کرنے چلے جائیں گے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ آپ کسی طرح چیف کو اس بات پر رضامند کر لیں کہ یہ کیس فورسٹارز ہی مکمل کرے"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم فکر مت کرو۔ میں اپنی طرف سے پوری کوشش کروں گا لیکن اگر پھر بھی چیف نے یہ کیس سیکرٹ سروس کو دے دیا تو پھر بھی سیکرٹ سروس کی ٹیم تم چاروں پر مشتمل ہو گی کیونکہ ٹیم کے انتخاب کا حق چیف نے مجھے دیا ہوا ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب کے چہرے بے اختیار کھل اٹھے اور عمران مسکراتا ہوا تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

سوپر فیاض اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ انٹر کام کی گھنٹی بج اٹھی۔ سوپر فیاض نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"۔۔۔۔ سوپر فیاض نے عادت کے مطابق رعب دار لہجے میں کہا۔

"میرے آفس آؤ۔ ابھی اور اسی وقت"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سر عبدالرحمٰن کی گونجدار آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ یس سر"۔۔۔۔ سوپر فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا ایک طرف سٹینڈ پر ٹنگی ہوئی اپنی مخصوص کیپ اتار کر اس نے سر پر ایڈ جسٹ کی اور اپنے آفس سے نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ڈائریکٹر جنرل کے آفس کی طرف



بڑھتا چلا گیا۔

"صاحب کا موڈ کیسا ہے"۔۔۔۔ سوپر فیاض نے باہر کھڑے بڑے صاحب کے چپڑاسی سے آہستہ سے پوچھا۔

"صاحب غصے میں ہیں"۔۔۔۔ چپڑاسی نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔

"غصہ تو ہر وقت ان کی ناک پر دھرا رہتا ہے"۔۔۔۔ فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر پردہ اٹھا کر وہ اندر داخل ہوا۔

"مے آئی کم ان سر"۔۔۔۔ فیاض نے دروازے پر رک کر کہا۔

"کم ان"۔۔۔۔ سر عبدالرحمٰن نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور فیاض تیزی سے آگے بڑھا اور پھر میز کے قریب جا کر اس نے باقاعدہ سیلوٹ کیا۔

"بیٹھو"۔۔۔۔ سر عبدالرحمٰن نے انتہائی خشک لہجے میں کہا اور فیاض میز کی سائیڈ پر موجود اس کرسی پر بیٹھ گیا جس پر وہ ہمیشہ بیٹھتا تھا البتہ اس کے بیٹھنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ کرسی کی نشست کے آگے والے سرے پر ہی ٹکا ہوا ہے۔

"جعلی کرنسی کے سلسلے میں تم نے جو کارنامہ سرانجام دیا ہے اس کی اعلیٰ حکام نے بیحد تعریف کی ہے"۔۔۔۔ سر عبدالرحمٰن نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا تو سوپر فیاض کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"سر یہ سب آپ کی سرپرستی کا نتیجہ ہے سر"۔۔۔۔ فیاض نے

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"میری سمجھ میں آج تک یہ بات نہیں آئی کہ تم کسی بھی بڑے کیس میں بظاہر تو کام کرتے نظر نہیں آتے تمہاری فائل خالی ہی رہتی ہے لیکن پھر اچانک تم ریڈ کرتے ہو اور یکلخت تمام بڑے بڑے مجرم اور ان کے پورے گروپس کو گرفتار کر لیتے ہو۔ مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کام کوئی دوسرا کرتا ہے اور پھر آخری لمحات میں وہ تمہیں آگے کر دیتا ہے"۔۔۔۔ سر عبدالرحمٰن نے کہا تو فیاض چونک پڑا۔

"نو سر۔ میں خود ہی کرتا ہوں سر۔ دراصل میری عادت ہے کہ میں اس وقت تک مشن کو سوائے اپنے اور کسی پر اوپن نہیں کرتا جب تک کہ مشن تکمیل کے آخری مرحلے پر نہیں پہنچ جاتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں میں سے کوئی مجرموں کو اطلاع پہنچا دے۔ مجرم تو یہ کوشش کرتے ہی رہتے ہیں کہ یہاں سے کسی نہ کسی کو خرید لیں"۔۔۔۔ سوپر فیاض نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ یہ اچھی پالیسی ہے۔ لیکن تم میرے بارے میں بھی یہی سمجھتے ہو کہ میں بھی مجرموں کے ہاتھوں بک سکتا ہوں"۔۔۔۔ سر عبدالرحمٰن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ نو سر۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا سر۔ لیکن سر آپ سے زبانی بات تو نہیں کی جا سکتی۔ آپ کو تو تحریری رپورٹ دی جانی ضروری ہوتی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ کو جب رپورٹ دی جائے تو مکمل اور فائنل رپورٹ دی جائے"۔۔۔۔ سوپر فیاض نے جلدی سے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM



"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ بہرحال مجھے آم کھانے سے غرض ہے۔ ایک اور کیس مجھے ریفر کیا گیا ہے اور یہ کیس انتہائی اہمیت کا حامل ہے اس لئے جس قدر جلد ممکن ہو سکے تم نے اسے مکمل کرنا ہے کیونکہ حکومت اس سلسلے میں بیحد پریشان ہے"۔۔۔۔ سر عبدالرحمٰن نے سامنے رکھی ہوئی فائل اٹھا کر فیاض کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"۔۔۔۔ سوپر فیاض نے فائل لیتے ہوئے کہا۔

"بینک ملازمین کی یونین کے ایک اہم لیڈر معصوم علی کو نامعلوم افراد نے اغوا کر لیا ہے پولیس اب تک اس بارے میں کچھ معلوم نہیں کر سکی جبکہ بینک ملازمین کی یونین نے حکومت پر زبردست دباؤ ڈال رکھا ہے کہ جلد از جلد اس لیڈر کو برآمد کیا جائے اور مجرموں کو گرفتار کیا جائے ورنہ پورے پاکیشیا کے بینکوں میں ہڑتال کر دی جائے گی اور تم جانتے ہو کہ بینکوں کی ہڑتال سے ملک کو کس قدر معاشی نقصان اٹھانا پڑے گا اس لئے حکومت نے یہ کیس ہمارے محکمہ کو ٹرانسفر کر دیا ہے اور ساتھ ہی انہوں نے حکم دیا ہے کہ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کے اندر اس لیڈر کو زندہ یا مردہ برآمد کیا جائے اور مجرموں کو گرفتار کیا جائے اس لئے یہ کیس فوری نوعیت کا ہے اور تمہیں اسے جلد از جلد مکمل کرنا ہو گا اور اس کے ساتھ ساتھ تم مجھے روزانہ رپورٹ دو گے کہ تم نے کیا کیا ہے"۔۔۔۔ سر عبدالرحمٰن نے خشک لہجے میں کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"یس سر"۔۔۔۔ سوپر فیاض نے جواب دیا۔

"جاؤ اور فوری کام شروع کر دو"۔۔۔۔ سر عبدالرحمن نے کہا تو سوپر فیاض اٹھ کھڑا ہوا اس نے سلام کیا اور پھر فائل اٹھائے تیزی سے قدم اٹھاتا سر عبدالرحمن کے آفس سے نکل کر اپنے آفس کی طرف بڑھتا چلا گیا اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اسے بھی احساس تھا کہ یہ کیس انتہائی فوری نوعیت کا ہے لیکن یہ بات بھی وہ جانتا تھا کہ پہلے جعلی کرنسی کے کیس میں بھی اس نے عمران کو انتہائی بھاری معاوضہ ادا کیا تھا اور اب اگر عمران سے بات کی تو اس نے ایک بار پھر بھاری معاوضہ طلب کر لینا ہے وہ یہی بات سوچتا ہوا اپنے آفس میں داخل ہوا تو دوسرے لمحے بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ عمران وہاں موجود تھا۔

"تم کب آئے"۔۔۔۔ سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی آیا ہوں اور تمہارے چپڑاسی نے بتایا ہے کہ تم ڈیڈی کے آفس گئے ہوئے ہو۔ میں سمجھ گیا کہ ڈیڈی نے تمہیں تمغہ حسن کارکردگی دینے کے لئے بلایا ہو گا آخر تم نے جعلی کرنسی کے سلسلے میں انتہائی اہم کارنامہ سر انجام دیا ہے۔ اخبارات تمہاری کارکردگی کی تعریفوں سے بھرے پڑے ہیں۔ خاص طور پر سیٹھ اسلم کی گرفتاری اور اس کا اصل چہرہ سامنے لانے پر تو اعلیٰ حکام نے بھی تمہاری بیحد تعریفیں کی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ڈیڈی نے نہ صرف زبانی تعریف پر ہی ٹرخا دیا ہے بلکہ

PK7E@HOTMAIL.COM



ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا ہے کہ کام کوئی اور کرتا ہے اور کریڈٹ تمہیں مل جاتا ہے"۔۔۔۔ سوپر فیاض نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال تھا کہ حکومت نے سنٹرل انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر جنرل تم جیسے آدمی کو بنانا تھا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"۔۔۔۔ سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

"مطلب یہ کہ اس قدر اہم ترین محکمے کا ڈائریکٹر جنرل کسی احمق کو تو نہیں بنایا جا سکتا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ میں احمق ہوں۔ کیوں"۔۔۔۔ سوپر فیاض نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"میں نے کب کہا کہ تم احمق ہو۔ اگر تم احمق ہوتے تو میری طرح جوتیاں چٹخاتے پھرتے نظر آتے۔ تمہاری تعریفیں تو سارا پریس کر رہا ہے۔ پھر بینکوں کے لاکر اور اکاؤنٹ دولت سے بھرے پڑے ہیں کیا یہ سب کارنامے کسی احمق کے ہو سکتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سوپر فیاض کا بگڑا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"کون کہتا ہے کہ تم احمق ہو۔ تم تو مجھ سے بھی زیادہ عقل مند ہو"۔۔۔۔ فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا اب ڈیڈی نے کوئی نیا کیس دے دیا ہے جو میری تعریفیں ہو رہی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"پتہ نہیں تم دونوں باپ بیٹے نے کہاں سے ذہانت حاصل کر لی ہے ہر بات پیشگی ہی سمجھ جاتے ہو تمہارا اندازہ درست ہے۔ یہ دیکھو فائل۔ اور ساتھ ہی حکم ہے کہ ہر صورت میں ایک ہفتے میں اس کیس کو مکمل ہونا چاہئے۔ اب تم خود بتاؤ کہ میرے پاس الہ دین کا چراغ تو نہیں ہے کہ میں اسے رگڑوں اور جن کو کہہ دوں کہ مجرموں کو پکڑ کر میرے سامنے لے آئے"۔۔۔ سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ پرانے زمانے کا جن ہو گا جو بغیر کسی معاوضے کے کام کر دیتا ہو گا وہ دور سستا تھا اور عام لوگ تو ایک طرف جن بھی سادہ زندگی گزارتے تھے اب تو جن بھی پہلے معاوضہ لیتا ہے پھر کام کرتا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے فائل کھولی اور اسے سرسری طور پر دیکھنے لگا اس کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

"پھر وہی معاوضہ۔ کیا تمہارا پیٹ بھی بھرتا ہے یا نہیں"۔ فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس جعلی کرنسی والے کیس میں تم نے کتنا معاوضہ دیا تھا"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کم نہیں دیا تھا پورے پچاس لاکھ روپے تم نے وصول کر لئے۔ پورے پچاس لاکھ اور پچاس لاکھ بڑی رقم ہوتی ہے سمجھے"۔ ں نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔



"تمہارے لئے ہوتی ہو گی۔ مجھ جیسے مقروض آدمی کے لئے تو یہ بڑی تو ایک طرف سرے سے رقم ہی نہیں کہلائی جا سکتی۔ ہونہہ۔ پچاس لاکھ۔ پچاس لاکھ سے کیا بنتا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا تو فیاض اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ تو کیا تم پر اتنا قرضہ ہے کہ جو لاکھوں میں ہے کیا کرتے ہو تم کیا سونے کی ڈلیاں کھاتے ہو"۔۔۔ فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم سرکاری ملازم ہو تمہارے سارے فالتو اخراجات حکومت برداشت کرتی ہے تمہیں سرکاری طور پر خانساماں ملا ہوا ہے' چوکیدار ملا ہوا ہے' ڈرائیور ملا ہوا ہے' دو گھریلو ملازم ملے ہوئے ہیں' تمہارا میڈیکل کا تمام خرچہ حکومت کے ذمے ہے' تمہاری کار کا پٹرول' تمہارے فون کا بل' بجلی کا بل' سب حکومت ادا کرتی ہے۔ کوٹھی بھی سرکاری ہے پھر تمہیں بیوی بھی انتہائی سلیقہ شعار' سگھڑ اور سیدھی سادی ملی ہوئی ہے اس لئے تمہیں کیا معلوم کہ آج کل کتنی مہنگائی ہے۔ ملازمین کی تنخواہیں کہاں جا پہنچی ہیں پٹرول پر کتنا خرچہ آتا ہے' بجلی کے بل اور اس پر لگے ہوئے سرچارج کہاں پہنچ جاتے ہیں۔ تم اپنے پچاس لاکھ کو رو رہے ہو"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کچھ بھی کر لو۔ پچاس لاکھ کوئی معمولی رقم نہیں ہوتی سمجھے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ سلیمان تمہیں احمق بنائے رکھتا ہے وہ انتہائی شاطر اور چالاک آدمی ہے"۔۔۔ فیاض نے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"تمہاری بات ٹھیک ہے۔ وہ واقعی بیحد شاطر اور چالاک ہے اب دیکھو جیسے ہی اسے معلوم ہوا کہ تم نے مجھے پچاس لاکھ روپے دیئے ہیں وہ دو دکانوں کے ادھار کے بل اٹھا کر آگیا اور تم یقین کرو مجھے تمہارے پچاس لاکھ روپے کے ساتھ اور پیسے بھی دینے پڑے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دو دکانوں کے بل پچاس لاکھ روپے سے زیادہ۔ کون سی دو کانیں ہیں وہ۔ مجھے ان کا پتہ بتاؤ۔ پچاس لاکھ کا تو ان دونوں دکانوں میں مال نہیں ہو گا"۔۔۔۔ فیاض نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے اس سے تفصیل پوچھی تھی۔ پتہ ہے کیا جواب ملا تھا مجھے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیا جواب دیا تھا اس نے"۔۔۔۔ سوپر فیاض نے چونک کر پوچھا۔

"اس نے کہا تھا کہ وہ ادھار ڈیڈی کے نام پر لے آتا ہے کیونکہ مجھے تو کوئی جانتا ہی نہیں اگر تفصیل پوچھنی ہے تو پھر وہ ان دکانداروں یڈی کے پاس لے جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"دیکھا۔ میں کہتا ہوں کہ وہ تمہیں بلیک میل کر رہا ہے۔ کان سے رنکال دو اسے"۔۔۔۔ سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

"کئی بار کان سے پکڑنے کی کوشش کی ہے پھر وہی ڈیڈی کی بات شاید معلوم نہیں کہ وہ ہمارے گھر میں بچپن سے پلا بڑھا ہے اور بی تو ایک طرف ڈیڈی بھی اس سے اس طرح پیار کرتے ہیں کہ



مجھ سے بھی نہیں کرتے۔ وہ کوٹھی چلا جائے تو ڈیڈی بھی اس سے اس طرح پیار کرتے ہیں کہ میں آج تک ایسے لہجے کے لئے ترستا رہا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ہونہہ تو یہ بات ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ تم جانو اور وہ۔ یہ فائل تو نے دیکھ لی ہے اب بتاؤ کہ تم اس بارے میں میری کیا مدد کر سکتے ہو"۔۔۔۔ فیاض نے کہا۔ ظاہر ہے سر عبدالرحمٰن کی بات درمیان میں آجانے کے بعد اب وہ اس بارے میں مزید کیا کہہ سکتا تھا۔

"یہ تو معمولی سا کیس ہے کسی انسپکٹر کے ذمے لگا دو۔ وہ خود ہی کام کر لے گا"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم اسے معمولی کہہ رہے ہو۔ ادھر بینک ملازمین پورے ملک کے بینکوں میں ہڑتال کا نوٹس دے چکے ہیں اور اگر بینکوں میں ہڑتال ہو گئی تو تم جانتے ہو ملک کو کتنا نقصان اٹھانا پڑے گا"۔۔۔۔ فیاض نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی مسئلہ ہے۔ چلو تم ایسا کرو کہ اپنی دولت کا وارث مجھے بنا دو تمہارے مرنے کے بعد میں تمہاری دولت سے نہ صرف تمہارا شاندار مزار بناؤں گا بلکہ وعدہ کرتا ہوں کہ ہر سال اس پر عرس بھی ہو گا۔ قوالیاں بھی ہوں گی"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ کہ کیا کرنا ہے اس کا۔ مجھے ہر صورت میں ایک ہفتے کے اندر اندر مجرم بھی چاہئیں اور یہ لیڈر بھی۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

زندہ یا مردہ حالت میں" ——— فیاض نے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"ہفتہ تو بہت دور ہے اگر تم حکم کرو تو ابھی اور اسی وقت یہ لیڈر برآمد ہو سکتا ہے" ——— عمران نے کہا تو فیاض بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا اسے تم نے اغوا کر رکھا ہے"۔ فیاض نے کہا تو عمران بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم نے یہی کہنا ہے میں چاہتا ہوں کہ تمہاری کارکردگی کی دھاک بٹھا دوں ڈیڈی پر اور اعلیٰ حکام پر اور تم مجھ پر ہی الٹ رہے ہو" ——— عمران نے کہا۔

"کیا واقعی تم درست کہہ رہے ہو۔ مگر یہ کیسے ممکن ہے"۔ فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ شخص جس کا نام فائل میں معصوم علی درج ہے دراصل اس کا نام پریتم داس ہے اور یہ کافرستان کا باشندہ ہے اصل معصوم علی کی تو لاش بھی اب تک شاید گل سڑ چکی ہو گی اور یہ اسی جعلی کرنسی کیس کے سلسلے کا بقیہ حصہ ہے اس پریتم داس نے معصوم علی کی جگہ لے کر انتہائی خوفناک کھیل کھیلا ہے اس نے فیڈرل بینک اور پاکیشیا کے تمام اہم بینکوں کی اہم برانچوں کے کیشیئرز اور چوکیداروں کو بھاری معاوضے دے کر خرید لیا ہے کیونکہ یہ بینک ملازمین کی یونین کا لیڈر تھا اس لئے اس کے رابطے سب سے آسانی سے ہو سکتے تھے اور ان کا فائنل مشن یہ تھا کہ یہ ان بینکوں حتیٰ کہ فیڈرل بینک کے محفوظ سٹاک سے اصل کرنسی ایک ہی رات میں نکال کر وہاں جعلی کرنسی رکھ دیتے اور پھر یہی



جعلی کرنسی مارکیٹ میں ان بینکوں کے ذریعے پھیل جاتی اور اس کے ساتھ ساتھ جو اصل کرنسی بینک لین دین کے تحت بینکوں میں پہنچتی وہ بھی ایک ہی رات میں بدل دی جاتی اس کے بعد پورے ملک میں یہ بات پھیلا دی جاتی کہ پورے ملک میں جعلی کرنسی پھیلی ہوئی ہے ظاہر ہے اس بات کے پھیلتے ہی لوگ وہی جعلی کرنسی اٹھا کر بینکوں کی طرف دوڑ پڑتے لیکن بینک جعلی کرنسی لینے سے انکار کر دیتے اس طرح ملک میں معاشی طوفان برپا ہو جاتا حکومت حالات کو سنبھالنے کے لئے اپنے محفوظ سٹاک سے اصل کرنسی نکال کر پھیلانے کی کوشش کرتی تو وہاں سے بھی جعلی کرنسی ہی برآمد ہوتی اس کے بعد کیا ہوتا۔ یہ تم جیسا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔ پورے ملک میں ہر قسم کا لین دین ختم ہو جاتا لوگوں کو کھانے کے لئے روٹی تک نہ ملتی۔ نتیجہ کہ لوگ بھوکے مرتے ہوئے دکانوں اور غلے کے گوداموں کو لوٹنا شروع کر دیتے۔ ان حالات میں اگر کافرستان حملہ کر دیتا تو پھر کیا ہوتا"۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو فیاض کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی ہی چلی گئیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس قدر خوفناک منصوبہ۔ اوہ۔ یہ تو پورے پاکیشیا کی تباہی ہے یہ تو انتہائی خوفناک تباہی پیدا کرنے کا منصوبہ ہے"۔ فیاض نے کہا۔

"اور اب تم خود سوچو جب تم اس منصوبے کو مکمل ہونے سے پہلے ہی ٹریس کر لو اور نہ صرف پریتم داس تمہارے قبضے میں آجائے بلکہ وہ

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

سب لوگ جو اس منصوبے میں شامل ہیں سب کو تم گرفتار کر لو اور وہ سب اعتراف جرم کر لیں تو پھر کیا ہو گا۔ ڈیڈی تمہیں کیا کہیں گے اور اخبارات اور اعلیٰ حکام تمہارے بارے میں کیا رائے دیں گے تم تو پاکیشیا کے ہیرو بن جاؤ گے تم جہاں سے گزرو گے عوام تمہیں سلام کرے گی۔ تم پاکیشیا کے نجات دہندہ بن جاؤ گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو فیاض کے چہرے کے اعصاب فرط مسرت سے بے اختیار پھڑکنے لگے۔

"اوہ۔ اوہ۔ کہاں ہے وہ آدمی۔ کہاں ہے۔ جلدی بتاؤ"۔ فیاض نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"لیکن یہ سب کچھ تو تمہیں ملے گا۔ مجھے کیا ملے گا"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جو تم کہو گے ملے گا عمران۔ خدا کے لئے جلدی بتاؤ پلیز۔ تم میرے دوست ہو۔ میرے مہربان دوست۔ مجھے تمہاری دوستی پر فخر ہے۔ پلیز عمران"۔۔۔۔ فیاض نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"خالی دوستی سے کام نہیں چلے گا سوپر فیاض۔ یہ کام تو پہلے کام سے بھی بڑا ہے اور پھر فوری بھی ہو رہا ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دیکھو عمران۔ تم پیشگی کی بات نہ کیا کرو۔ بس تم کام کر دیا کرو پھر دیکھنا میں تمہارے لئے کیا کرتا ہوں۔ بس مجھے تمہاری اسی بات پر غصہ آتا ہے کہ تم باقاعدہ بلیک میلنگ پر اتر آتے ہو"۔۔۔۔ فیاض نے



کہا۔

"سوچ لو۔ یہ کام تمہارے کسی انسپکٹر کے ذریعے بھی کرایا جا سکتا ہے اور جب وہ انسپکٹر ڈیڈی کے سامنے اپنا کارنامہ پیش کرے گا تو پھر تم کہاں نظر آؤ گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن"۔۔۔۔ فیاض نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"لیکن ویکن نہیں۔ یہ تو سیدھا سادھا سوال ہے بولو۔ ہاں کرو یا ناں"۔۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم دوستی سے انکار کر رہے ہو"۔ فیاض نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"خالی دوستی سے نہ پیٹ بھرتا ہے اور نہ قرضے اترتے ہیں۔ تمہیں اگر تنخواہ نہ ملے اور یہ سب کچھ بھی نہ ملے جو تم وصول کرتے رہتے ہو تو تم خود بتاؤ۔ خالی عہدے سے تمہارا اور تمہارے بچوں کا پیٹ بھر جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم لے لینا معاوضہ"۔۔۔۔ فیاض نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"نکالو چیک بک اور لکھو اس پر پچاس لاکھ روپے کی رقم"۔ عمران نے کہا۔

"پچاس لاکھ روپے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ میں نے بھی جعلی کرنسی چھاپنے کی مشین لگا رکھی ہے"۔۔۔۔ فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

www.paksociety.com
PK7E@HOTMAIL.COM

"یہ صرف تمہارے لئے ہیں۔ ورنہ سودا کروڑوں میں بھی ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بس بیس لاکھ دوں گا سمجھے۔ ایک پیسہ بھی زیادہ نہیں دوں گا اور یہ ہے بھی آخری بار۔ اس کے بعد اگر تم نے رقم مانگی تو گولی مار دوں گا"۔۔۔۔ فیاض نے کہا اور جیب سے چیک بک نکال کر سامنے رکھی اور قلم دان سے قلم اٹھا کر اس پر رقم درج کرنی شروع کر دی۔ عمران بیٹھا مسکراتا رہا۔

"یہ لو۔ پی لو میرا خون۔ پی لو"۔۔۔۔ فیاض نے چیک پر دستخط کر کے اسے چیک بک سے علیحدہ کرتے ہوئے عمران کی طرف پھینکتے ہوئے کہا۔

"ایک تو تیس لاکھ روپے کی ڈنڈی ماری دی ہے تم نے۔ اور اوپر سے یہ باتیں بھی کر رہے ہو"۔۔۔۔ عمران نے چیک اٹھا کر اسے تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"اب بولو کہاں ہے یہ پریتم داس"۔۔۔۔ فیاض نے کہا تو عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ اس پریتم داس سے بات چیت مکمل ہو گئی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ پوری تفصیلات مل گئی ہیں۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔



"میں اپنے دوست سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب کے آفس سے بول رہا ہوں اور تم جانتے ہو کہ وہ میرا بہترین دوست ہے اس نے مجھے اپنا فلیٹ بغیر کرائے کے رہنے کے لئے دے رکھا ہے ویسے بھی مشکل وقت میں اس سے دو چار سو روپے بھی مل جاتے ہیں بیچارہ اپنی تنخواہ میں سے مدد کر دیا کرتا ہے ایسے دوست کو بہرحال فائدہ پہنچنا چاہئے"۔۔۔۔ عمران نے کن انکھیوں سے فیاض کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور چہرے پر جلال کے آثار نمایاں تھے۔

"ٹھیک ہے۔ وہ واقعی آپ کا بہترین دوست ہے پھر کیا حکم ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس پریتم داس کو کار کی عقبی سیٹ پر ڈالو اور رانا ہاؤس پہنچا دو۔ وہاں جوزف اسے بطور امانت وصول کر لے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ وہ چیف والی بات کا کیا ہوا"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"وہ کام ہو گیا ہے اجازت مل گئی ہے اس نے کہا ہے کہ جس کا حق ہے اسے ہی ملنا چاہئے"۔۔۔۔ عمران نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے صدیقی نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"تو میں تمہیں دو چار سو دیتا ہوں۔ کیوں"۔۔۔۔ فیاض نے اس کے رسیور رکھتے ہی غراتے ہوئے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"تو تمہارا مطلب ہے کہ میں انہیں بتا دیتا کہ تم مجھے کتنی بھاری رقموں کے چیک دیتے ہو جانتے ہو۔ کون لوگ ہیں وہ"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کون ہیں"۔۔۔۔ فیاض نے چونک کر کہا۔

"سپیشل فورس کے لوگ ہیں ان کا تعلق براہ راست صدر مملکت سے ہے وہ اگر صدر مملکت کو رپورٹ دے دیں کہ فیاض عمران کو اتنی رقمیں دیتا ہے تو جانتے ہو پھر کیا ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ پھر تو تم نے ٹھیک کیا ہے تم واقعی میرے دوست ہو۔ میرے بہی خواہ ہو۔ واقعی میں تو بڑی مشکل سے تمہیں دو چار سو دیتا ہوں اپنی تنخواہ میں سے۔ مگر سپیشل فورس کیس کا خود کریڈٹ کیوں نہیں لیتی۔ وہ تمہارے حوالے کیوں کر دیتی ہے"۔۔۔۔ فیاض نے کہا۔

"اس پاپی پیٹ کے لئے بڑے بڑے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں سوپر فیاض۔ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ میں نے یہ کریڈٹ تمہیں دلوانے کے لئے ان لوگوں کی کتنی منتیں کی ہیں اور ان کے کیا کیا کام کئے ہیں۔ تم نے سنا نہیں وہ پوچھ رہے تھے کہ ان کے کام کا کیا ہوا اور میں نے انہیں بتایا کہ اجازت مل گئی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کس بات کی اجازت اور کس نے دینی تھی"۔۔۔۔ فیاض نے پوچھا۔

"ان چاروں کی ترقیاں رکی ہوئی تھیں کیونکہ کام تو وہ کرتے ہیں



اور کریڈٹ میں ان سے چھین کر تمہیں دلوا دیتا ہوں اور صدر مملکت ان پر چڑھائی کر دیتے ہیں کہ وہ مفت کی تنخواہیں لے رہے ہیں۔ اس لئے صدر مملکت نے کہا تھا سپیشل فورس ہی توڑ دی جائے چونکہ اس کی رپورٹ تیار کرنا سرسلطان کے ذمے لگائی گئی تھی اس لئے مجھے سرسلطان کی منت کرنی پڑی لیکن سرسلطان کو تو تم جانتے ہو۔ ڈیڈی کی قبیل کے بزرگ ہیں۔ اصول اصول کی گردان کرتے رہتے ہیں اس لئے آنٹی سے کہنا پڑا اور پھر سرسلطان قابو میں آئے اور انہوں نے بڑی مشکل سے اجازت دی کہ ایک سال اور سپیشل فورس کام کرتی رہے اسی اجازت کی بات ہو رہی تھی"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو فیاض نے اثبات میں سرہلا دیا۔ عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جوزف۔ ایک آدمی کو تمہارے پاس امانت کے طور پر پہنچایا جا رہا ہے جیسے ہی وہ پہنچے تم نے مجھے سوپر فیاض کے آفس میں فون کرنا ہے۔ یہ سوپر فیاض کی امانت ہے تاکہ سوپر فیاض یہ امانت تم سے وصول کر لے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا اور پھر اس نے جیب سے ایک تہہ شدہ فائل نکالی اور اسے فیاض کی طرف بڑھا دیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"یہ لو فائل۔ اس میں ان تمام لوگوں کے نام پتے درج ہیں جو اس پریتم داس نے خریدے ہیں۔ ان سب کو تم نے فوری طور پر گرفتار کرنا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا تو فیاض نے جلدی سے فائل جھپٹ لی۔ اس کے چہرے پر بے اختیار مسرت کا آبشار سا بہنے لگا تھا۔ آنکھوں میں بے تحاشا چمک سی آ گئی تھی۔ اس نے جلدی سے فائل کھولی اور اسے جلدی جلدی دیکھنے لگا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو واقعی انتہائی اہم ثبوت ہے۔ ویری گڈ۔ یہ ہوئی ناں بات۔ میں ابھی کارروائی شروع کرتا ہوں"۔۔۔ فیاض نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"ایک منٹ۔ اس قدر جلدی نہ کرو ورنہ ٹریپ ہو جاؤ گے۔ پہلے اس پریتم داس کو برآمد کرو اس کے بعد اس سے فائل برآمد ہو گی اور پھر اس فائل کے تحت باقی کارروائی ہو گی ورنہ ڈیڈی بہرحال اتنے عقل مند تو ہیں کہ وہ فوراً ساری صورت حال بھانپ جائیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی تم نے ٹھیک کہا ہے۔ مگر کہاں ہے وہ پریتم داس۔ کہاں ہے"۔۔۔ فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ابھی جوزف کا فون آ جائے گا پھر تم جا کر پریتم داس کو اپنی تحویل میں لے لینا۔ گرفتاری جہاں کی جی چاہے ڈال دینا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی بڑا مسئلہ ہے۔ کہاں سے برآمدگی ظاہر کروں۔ تمہارے ڈیڈی تو بال کی کھال اتارنے لگ جاتے ہیں"۔۔۔ فیاض نے اور زیادہ پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"اپنے گھر سے برآمدگی دکھا دینا"۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کس کے گھر سے"۔۔۔ فیاض نے بات کرتے کرتے بے اختیار چونکتے ہوئے کہا۔ پہلے تو شاید وہ روا روی میں بات کر گیا تھا لیکن پھر اسے فوراً ہی احساس ہو گیا کہ اس نے کیا بات کر دی ہے۔

"چلو اپنے نہ سہی۔ سلمیٰ بھابھی کے گھر سے سہی"۔۔۔ عمران نے کہا تو فیاض نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تمہارے فلیٹ سے برآمد نہ کر لوں اسے۔ اور ساتھ ہی تمہیں اور سلیمان دونوں کو بھی ہتھکڑیاں ڈال دوں۔ بولو"۔۔۔ فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ارے کمال ہے۔ کب سے عقل مند ہو گئے ہو۔ فلیٹ تو تمہارا اپنا ہے اور اسے تم ہمارے حوالے کر گئے تھے۔ ڈیڈی میری بات مانیں یا نہ مانیں سلیمان کی بات فوراً مان جائیں گے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ جلدی بتاؤ کہاں سے برآمد کروں اسے۔ اور پھر وہ مجرم جنہوں نے اسے اغوا کیا تھا وہ کہاں ہیں۔ کون ہیں"۔ فیاض نے اور زیادہ پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"یعنی ملک کے خلاف اتنی بڑی سازش کرنے والا کافرستانی تمہاری نظروں میں صرف نام کا ہی نہیں بلکہ حقیقتاً معصوم ہے اور اسے پکڑنے والے مجرم ہیں۔ کیوں۔ یہی بات ہے ناں"۔۔۔۔۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میرا مطلب یہ نہیں تھا۔ مطلب ہے کہ آخر رپورٹ کس طرح تیار ہوگی۔ وہ اصل مسئلہ تمہارے ڈیڈی ہیں۔ رپورٹ کے ایک ایک لفظ پر اس طرح بحث کرتے ہیں کہ بڑے سے بڑا وکیل بھی بحث نہ کرسکے۔ ان کا انداز ایسے ہوتا ہے کہ جیسے جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ سراسر جھوٹ ہے اور وہ رپورٹ میں سے اصلیت کھرچ کر مجھے پھانسی پر لٹکا دیں گے"۔۔۔۔۔ فیاض نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"انہوں نے اوپر اعلیٰ حکام کو رپورٹ دینی ہوتی ہے اور انہیں تمہاری عقل مندی اور کارکردگی کا بھی پوری طرح علم ہے"۔ عمران نے کہا تو فیاض نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے البتہ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات پوری طرح نمایاں تھے۔

"اتنا پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ سچ سچ لکھ دینا کہ اسے سپیشل فورس نے گرفتار کیا تھا۔ پھر اس کی رہائش گاہ کے ایک خفیہ سیف سے انہیں یہ فائل ملی۔ اس کے بعد درمیان میں علی عمران کود پڑا اور اس نے مجرم مع فائل میرے ہاتھوں انتہائی قلیل معاوضے پر فروخت کر دیا۔ باقی کارروائی میں نے کر ڈالی ہے اور رپورٹ

PK7E@HOTMAIL.COM



ختم"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"پھر وہی بکواس۔ سیدھی طرح بتاؤ کہ اس کی گرفتاری کیسے اور کہاں پر ڈالوں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے تو تمہارے ڈیڈی نے مجھے یہ فائل دی ہے۔ انہوں نے تو مر کر بھی یقین نہیں کرنا کہ میں نے دفتر میں بیٹھے بیٹھے سب کچھ کر لیا ہے پھر انہیں لامحالہ تمہاری میرے آفس میں موجودگی کی اطلاع بھی مل جائے گی"۔۔۔۔۔ فیاض نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا فون کی گھنٹی بج اٹھی اور فیاض نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"فیاض بول رہا ہوں سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو"۔ فیاض نے عادت کے مطابق اپنا مکمل تعارف کراتے ہوئے کہا مگر دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑا اور پھر اس نے جلدی سے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"جوزف کا فون ہے"۔۔۔۔۔ فیاض نے رسیور عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یس"۔۔۔۔۔ عمران نے رسیور لے کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"جوزف بول رہا ہوں باس۔ آدمی پہنچ گیا ہے"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جوزف نے مختصر سی بات کرتے ہوئے کہا۔ اس نے صدیقی وغیرہ کا نام نہ لیا تھا کیونکہ عمران نے پہلے فون کرتے ہوئے چونکہ صدیقی کا نام نہ لیا تھا اس لئے جوزف نے بھی احتیاط برتی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ جب فیاض آئے تو اس آدمی کو بیہوشی کے عالم میں

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

اس کے حوالے کر دینا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"ہاں تو پھر ڈیلیوری لینی ہے یا نہیں۔ بولو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ مگر۔ میں کیا کروں۔ کہاں سے اس کی برآمدگی ڈالوں۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا"۔۔۔۔ فیاض نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے کہا۔

"اگر ایک چیک اور لکھ دو تو یہ مسئلہ بھی حل ہو سکتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس نے بے اختیار اپنا جسم کرسی سمیت جھٹکے سے پیچھے کیا اور ہوا میں اڑتا ہوا پیپر ویٹ اس کے سر کے قریب سے گزر کر ایک دھماکے سے دیوار سے جا ٹکرا۔ یہ پیپر ویٹ فیاض نے مارا تھا۔

"تم۔ کمینے۔ بلیک میلر۔ پھر چیک۔ پھر رقم۔ تم دوست نہیں۔ دوستی کے پردے میں میرے سب سے بڑے دشمن ہو۔ کہاں سے لاؤں میں اتنی رقم"۔۔۔۔ فیاض نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا اور عمران اس کی حالت دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا۔ فیاض واقعی جھلاہٹ کے عروج پر پہنچ کر اپنے حواس کھو بیٹھا تھا۔

"ارے ارے۔ کیا ہوا تمہیں۔ میں نے تو خالی چیک کی بات کی تھی۔ رقم بھرنے کی بات تو نہ کی تھی اور اب تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا



ہے تو ایسے ہی سہی۔ اب بھگتو۔ یہ لو اپنا چیک اور لاؤ مجھے دو میری فائل۔ تم جانو اور ڈیڈی جانیں"۔۔۔۔ عمران نے مصنوعی غصے بھرے لہجے میں کہا اور جیب سے چیک نکال کر اس نے فیاض کے سامنے پھینک دیا۔

"یہ لو فائل لے جاؤ اسے۔ اور یہ چیک بھی لے جاؤ۔ بس آئندہ مجھے اپنی شکل نہ دکھانا۔ بس آج میں خودکشی کر لوں گا۔ آج ہی کیا ابھی اور اسی وقت کروں گا"۔۔۔۔ فیاض نے میز پر پڑی ہوئی فائل اور چیک دونوں اٹھا کر عمران کی طرف پھینکتے ہوئے چیخ کر کہا اور پھر اس نے بجلی کی سی تیزی سے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ریوالور نکال لیا مگر دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور ریوالور فیاض کے ہاتھ سے نکل کر عمران کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔

"دو مجھے۔ دو مجھے۔ میں ابھی خودکشی کرتا ہوں۔ ایسی زندگی سے مر جانا بہتر ہے"۔۔۔۔ فیاض کا واقعی نروس بریک ڈاؤن ہو گیا تھا۔

"تمہیں خودکشی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آخر دوست کب کام آئیں گے۔ میں گولی چلا دیتا ہوں۔ یقین کرو کہ میرا نشانہ خطا نہیں کرے گا اور گولی ٹھیک دل میں اتر جائے گی اور تکلیف بھی زیادہ نہیں ہو گی اور تم اطمینان سے سلمیٰ بھابھی کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کر کے قبر میں پہنچ جاؤ گے۔ منکر نکیر کے سوالات کے جواب دینے"۔۔۔۔ عمران نے کرخت لہجے میں کہا اور ریوالور کا رخ فیاض کے سینے کی طرف کر دیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت بے پناہ سفاکی ابھر آئی تھی۔

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"کیا۔ کیا واقعی تم مجھے گولی مار دو گے۔ کیا واقعی"۔۔۔۔ فیاض کی حالت تیزی سے بدلنے لگی تھی۔

"بالکل مار دوں گا۔ خودکشی تو حرام ہے اور میں نہیں چاہتا کہ میرا دوست حرام موت مرے"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

"واہ تمہاری دوستی۔ لاؤ مجھے دو ریوالور"۔۔۔۔ فیاض نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ فیاض کی ذہنی رو پلٹ چکی تھی اور وہ نروس بریک ڈاؤن کے دورے سے باہر آ گیا تھا اور یہی عمران چاہتا تھا ورنہ اسے معلوم تھا کہ یہ دورہ پڑنے کے بعد بڑھتا ہی جاتا ہے اور نتیجہ واقعی فیاض کی موت کی صورت میں بھی نکل سکتا تھا۔ اس لئے اس نے یہ سب کچھ کیا تھا تاکہ فیاض کی ذہنی رو خود بخود بدل جائے۔

"اب تم انسانوں کے جامے میں آ گئے ہو۔ یہ لو ریوالور"۔ عمران نے کہا اور ریوالور فیاض کی طرف بڑھا دیا۔

"تم انہی باتوں سے مجھے پاگل کر دیتے ہو"۔۔۔۔ فیاض نے رے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور ریوالور لے کر واپس میز کی دراز ڈال دیا۔

"یہ لو اپنا چیک جس کی خاطر تم مرنے چلے تھے"۔۔۔۔ عمران نے سے چیک اٹھایا اور اس کے پرزے کرکے اس نے پرزے ساتھ ہی ردی کی ٹوکری میں ڈال دیئے۔



"یہ۔ یہ تم نے کیا کیا۔ مم۔ میرا یہ مطلب نہ تھا۔ وہ تو بس نجانے کیوں میرا دماغ گھوم گیا تھا"۔۔۔۔ فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو۔ اس فائل میں موجود کسی پتے پر ریڈ کرو۔ وہاں سے مطلوبہ آدمی پکڑو اور ساتھ ہی یہ لکھ دینا کہ پریتم داس بھی وہیں چھپا ہوا تھا اور تم نے اسے برآمد کر لیا ہے۔ یہ فائل بھی بے شک وہیں سے برآمد کر لینا اور پھر باقی گرفتاریاں بھی ہو جائیں گی۔ اس طرح کیس مکمل ہو جائے گا۔ خدا حافظ"۔۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ رک جاؤ پلیز۔ دیکھو میں تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں۔ تم ساری چیک بک لے لو لیکن اس طرح ناراض ہو کر مت جاؤ۔ پلیز عمران"۔۔۔۔ فیاض نے جلدی سے اٹھ کر میز کی دوسری طرف گھوم کر عمران کے سامنے آتے ہوئے کہا۔

"میں تو کمینہ ہوں۔ بلیک میلر ہوں۔ پھر۔۔۔۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ تو میں نے غصے میں کہہ دیا تھا۔ میں خود کمینہ اور خود بلیک میلر ہوں بلکہ میں مہا کمینہ ہوں۔ بالکل کمینہ ہوں"۔۔۔۔ فیاض نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب کیا کیا جائے۔ اب تمہیں دوست جو کہہ بیٹھا ہوں تو پھر دوستی تو نبھانی ہی پڑتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران کے مسکراتے ہی فیاض کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔ وہ بجائے واپس اپنی کرسی کی طرف آنے کے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن دروازے کے قریب پہنچ کر وہ بے اختیار ٹھٹک کر رکا اور پھر تیزی سے واپس مڑ کر اپنی کرسی کی طرف آیا۔ کرسی پر بیٹھ کر اس نے جلدی سے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی پر ہاتھ مارا۔

"لیس سر"۔۔۔۔ باہر موجود چپڑاسی نے جلدی سے اندر آکر سلام کرتے ہوئے کہا۔

"مشروب کی تین بوتلیں لے آؤ"۔۔۔۔ فیاض نے کہا۔

"تین۔ مگر۔۔۔۔" چپڑاسی نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایک تم پی لینا۔ جاؤ جلدی"۔۔۔۔ فیاض نے کہا تو چپڑاسی کے چہرے پر یکلخت شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"مم۔ مم۔ مگر۔ میں۔۔۔۔" چپڑاسی نے حیرت کی شدت سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جاؤ اور جیسے صاحب کہہ رہے ہیں ویسے کرو۔ صاحب بہت رحمدل اور سخی آدمی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو چپڑاسی تیزی سے مڑا اور پھر دوڑتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"لو اب تو خوش ہو۔ اب تو میں نے چپڑاسی کو بھی بوتل پلا دی

PK7E@HOTMAIL.COM



ہے۔ اب تو ناراض نہیں ہو"۔۔۔۔ فیاض نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اچھا تو یہ مہربانی تم نے میری وجہ سے کی ہے۔ چپڑاسی تمہارا ہے اور احسان مجھ پر رکھ رہے ہو"۔۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو فیاض نے بھی بے اختیار دانت نکال دیئے۔ اسی لمحے چپڑاسی اندر داخل ہوا تو اس کے دونوں ہاتھوں میں مشروب کی ایک ایک بوتل تھی جو اس نے لاکر عمران اور فیاض کے سامنے رکھ دی۔

"تمہاری بوتل کہاں ہے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جی وہ باہر موجود ہے۔ میں باہر پی لوں گا۔ شکریہ سر"۔ چپڑاسی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے مڑ گیا۔

"دیکھا غریب لوگ کتنی معمولی سی باتوں پر خوش ہو جاتے ہیں۔ ایک بوتل سے اس کی باچھیں کھل پڑی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"غریب لوگ سر پر بھی جلدی چڑھ جاتے ہیں"۔۔۔۔ فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارے سر پر چڑھ کر غریب نے پھسلنا ہی ہے اور کیا کرنا ہے"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو فیاض بے اختیار جھینپ گیا۔

"او کے۔ اب مجھے اجازت۔ اب تمام کارروائی تو خود کر لو گے ناں"۔۔۔۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ بالکل کر لوں گا شکریہ۔ بیحد شکریہ"۔۔۔۔ فیاض نے

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن اگر جوزف نے پریتم داس کو تمہارے حوالے کرنے سے انکار کر دیا تو پھر"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ کیوں انکار کرے گا جب تم نے اسے کہہ دیا ہے"۔ فیاض نے چونک کر کہا۔

"اب تمہیں کیا معلوم کہ میں نے جوزف کو تم سے ملنے والا چیک دینے کا وعدہ کیا تھا اور جب اسے چیک نہیں ملے گا تو ہو سکتا ہے کہ وہ انکار کر دے اور تم نے چیک پھٹنے پر اپنے چپڑاسی کو صرف ایک بوتل پلا کر اپنے لحاظ سے حساب برابر کر دیا ہے لیکن۔۔۔۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے خدا خدا کر کے تو رقم بچی تھی۔ میں تو دل ہی دل میں شکر ادا کر رہا تھا مگر تم۔ بہرحال ٹھیک ہے"۔۔۔۔ فیاض نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر جیب سے چیک بک نکال لی۔

"بیشک مشروب کی بوتل کی رقم کاٹ لینا"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو فیاض بے اختیار پھیکی سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM



گھنے درختوں سے بھرے ہوئے جزیرے کے درمیان میں لکڑی کے بنے ہوئے ایک بڑے سے کیبن میں مادام شیلا ایک میز کے پیچھے کرسی پر اطمینان سے بیٹھی ہوئی تھی۔ میز پر ایک مستطیل شکل کی مشین موجود تھی جس کے درمیان میں ایک چھوٹی سی سکرین تھی جو روشن تھی اور اس پر سمندر کا منظر نظر آ رہا تھا جبکہ باقی مشین پر بے شمار چھوٹے بڑے رنگ برنگے بلب تیزی سے مسلسل جل بجھ رہے تھے۔ کیبن کی ایک دیوار کے ساتھ ایک دیو ہیکل مشین کھڑی تھی جس کے سامنے ایک آدمی سٹول پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس مشین میں کافی بڑی سکرین تھی جس میں چار خانے بنے ہوئے تھے اور ہر خانے میں سمندر کا ہی منظر نظر آ رہا تھا لیکن ہر منظر دوسرے سے علیحدہ تھا۔ اس بڑی مشین پر بھی بے شمار بلب جل بجھ رہے تھے۔

"کہیں چیف باس کا آئیڈیا غلط ہی نہ نکلے"۔۔۔۔ مادام شیلا نے

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

مشین کے سامنے بیٹھے ہوئے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے مادام۔ آج ہمیں دو روز ہو گئے ہیں ابھی تک تو کوئی نہیں آیا"۔۔۔۔ اس آدمی نے گھومنے والے سٹول کو گھما کر اپنا رخ مادام کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"وہ سکھدیو تو مجھے ان لوگوں سے اس طرح ڈرا رہا تھا جیسے وہ لوگ مافوق الفطرت ہوں"۔۔۔۔ مادام شیلا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بعض لوگ فطری طور پر جلد ہی دوسروں سے مرعوب ہو جاتے ہیں مادام"۔۔۔۔ سکھدیو بھی ایسے ہی لوگوں میں سے لگتا ہے۔ اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور مادام شیلا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مادام۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ ہیلی کاپٹر کے ذریعے براہ راست جزیرے پر پہنچ جائیں"۔۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس آدمی نے کہا تو مادام شیلا بے اختیار ہنس پڑی۔

"اب تمہارا شمار بھی مجھے سکھدیو ٹائپ کے افراد میں کرنا پڑے گا رام لعل۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ بٹام جزیرے پر حفاظت کے کوئی انتظامات نہیں کئے گئے اور جس کا جی چاہے گا وہ وہاں پہنچ جائے گا۔ وہ سردار سنگھ وہاں کیا مکھیاں مارنے کے لئے موجود ہے"۔۔۔۔ مادام شیلا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر مادام ہماری کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے"۔۔۔۔ رام لعل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہم نے بیرونی طور پر حفاظت کرنی ہے اور یہ حفاظت ظاہر ہے سمندر کے راستے کی ہی ہو سکتی ہے"۔۔۔۔ آسمان سے اگر کوئی حملہ ہو گا تو بٹام جزیرے پر اس سلسلے میں باقاعدہ حفاظتی انتظامات موجود ہیں۔ ایئر چیک پوسٹ بھی ہے۔ ہیلی کاپٹر کو دور سے ہٹ کر دینے والے میزائل بھی۔ ہم یہاں اس لئے موجود ہیں کہ وہ لوگ لانچوں کے ذریعے رات کی تاریکی میں بٹام جزیرے پر نہ پہنچ جائیں"۔ مادام شیلا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی میز پر موجود مشین کے زیریں حصے سے یکلخت سیٹی کی تیز آواز سنائی دینے لگے اور رام لعل اور مادام شیلا دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"ہیڈ کوارٹر سے کال ہے مادام"۔۔۔۔ رام لعل نے مشین کے ایک ڈائل کو دیکھتے ہوئے کہا اور مادام شیلا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ہاتھ بڑھا کر سامنے موجود مشین کے نچلے حصے میں موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ چیف باس کالنگ اوور"۔۔۔۔ بٹن پریس ہوتے ہیں چیف باس کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"یس باس۔ شیلا بول رہی ہوں۔ اوور"۔۔۔۔ مادام شیلا نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"تم نے چیکنگ سیٹ اپ مکمل کر لیا ہے یا نہیں۔ اوور"۔ چیف باس نے پوچھا۔

"یس باس۔ میں نے بٹام اور وشاکو دونوں جزیروں کے گرد بیس

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

کلو میٹر کے فاصلے تک الارمنگ ریز کا سرکل نصب کر دیا ہے اور ہم اس پر چوبیس گھنٹے نگرانی کر رہے ہیں۔ جیسے ہی وہ لوگ آئے ہمیں فوراً اطلاع مل جائے گی اور پھر ان کا خاتمہ آسانی سے اور یقینی طور پر ہو جائے گا۔ اوور"۔۔۔۔ مادام شیلا نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سے ہمیں حتمی اطلاع مل چکی ہے۔ وہاں کا سارا سیٹ اپ ختم ہو گیا ہے۔ گو اس سیٹ اپ کے خاتمے کا کریڈٹ سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ فیاض بتایا جاتا ہے لیکن اس نے جس تیزی سے کارروائی کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے سپیشل فورس یا سیکرٹ سروس نے باقاعدہ کارروائی مکمل کر کے دی ہے۔ ویسے یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ اس سیٹ اپ کے خاتمے سے قبل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا آدمی علی عمران بھی اس سپرنٹنڈنٹ کے آفس میں موجود رہا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہمارے اس سیٹ اپ کے پیچھے صرف سنٹرل انٹیلی جنس ہی نہیں ہے بلکہ سپیشل فورس یا سیکرٹ سروس کا ہاتھ ہے اور چونکہ پریتم داس کو بٹام جزیرے کے متعلق بھی معلوم تھا اور وہاں چھاپی جانے والی جعلی کرنسی کے بارے میں بھی مکمل اطلاعات تھیں اسی طرح جانو بھی یہ سب کچھ جانتا تھا اس لئے یقیناً یہ لوگ اب بٹام جزیرے پر حملہ کریں گے۔ میری خواہش تو تھی کہ وہاں موجود تمام جعلی کرنسی کو کافرستان میں کسی جگہ شفٹ کر دیا جائے لیکن جب میں نے کافرستان کے اعلیٰ حکام سے اس بارے میں بات کی تو انہوں نے اس کی اجازت دینے سے صاف انکار کر دیا کیونکہ ان کے

PK7E@HOTMAIL.COM



مطابق اگر یہ جعلی کرنسی کافرستان کے اندر سے پکڑی گئی تو پھر بین الاقوامی سطح پر کافرستان کی شدید بدنامی ہو گی اس لئے مجبوراً مجھے خاموش ہونا پڑا۔ البتہ اعلیٰ حکام نے مجھے یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ پاکیشیا میں ان کے ایجنٹ اس عمران کی نگرانی کریں گے اور اگر وہ ٹیم لے کر وہاں سے چلا تو ہمیں اس کی اطلاع مل جائے گی۔ اس کے باوجود تم نے پوری طرح ہوشیار رہنا ہے۔ اوور"۔۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"آپ قطعی بے فکر رہیں باس۔ وہ کسی صورت بھی یہاں تک زندہ سلامت نہیں پہنچ سکتے۔ اوور"۔۔۔۔ مادام شیلا نے کہا۔

"میں نے سردار سنگھ کو بھی الرٹ کر دیا ہے تاکہ اگر وہ لوگ فضا سے جزیرے پر پہنچنے کی کوشش کریں تو وہ ان کا ہیلی کاپٹر فضا میں ہی ہٹ کر دے۔ اس کے باوجود تم بھی پوری طرح ہوشیار رہنا۔ اوور"۔۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"یس باس۔ اوور"۔۔۔۔ مادام شیلا نے کہا تو دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کے الفاظ سن کر اس نے بٹن آف کر کے رابطہ ختم کر دیا۔

"کاش یہ لوگ جلد آ جائیں۔ اب تو میرے دل میں اس عمران سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہو گیا ہے"۔۔۔۔ مادام شیلا نے رام لعل سے مخاطب ہو کر کہا اور رام لعل بے اختیار مسکرا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد اچانک مشین سے سائرن بجنے کی تیز آواز سنائی دینے لگی تو وہ

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔ رام لعل نے سٹول سے اٹھ کر تیزی سے اس دیو ہیکل مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا جبکہ مادام شیلا کی نظریں اپنے سامنے موجود سکرین پر جمی ہوئی تھیں جس پر تیزی سے منظر بدلتے جا رہے تھے۔ سائرن کی آواز مسلسل سنائی دے رہی تھی اور چند لمحوں بعد ایک منظر سکرین پر ساکت ہو گیا۔ منظر میں ماہی گیروں کی ایک بڑی سی لانچ تیزی سے شمال مغرب کی طرف سے وشاکو جزیرے کی طرف آتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

"یہ تو ماہی گیروں کی کشتی ہے مادام"۔۔۔۔ رام لعل نے کہا۔

"ان کو کلوز اپ میں لے آؤ۔ انہوں نے ابھی آؤٹر ریز لائن کراس کی ہے۔ جلدی کرو"۔۔۔۔ مادام شیلا نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس مادام"۔۔۔۔ رام لعل نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر نظر آنے والی چھوٹی سی کشتی تیزی سے پھیلتی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد پوری سکرین پر کشتی ہی نظر آ رہی تھی اور پھر کشتی غائب ہو گئی اور اس میں سوار افراد واضح طور پر نظر آنے لگ گئے۔ ان کی تعداد پانچ تھی اور وہ سب ماہی گیر ہی تھے۔ کشتی میں جال اور ماہی گیری کا سامان پڑا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔

"یہ تو واقعی ماہی گیر ہی ہیں لیکن انہیں موت اس طرف لے آئی ہے۔ اب یہ بچ نہ سکیں گے"۔۔۔۔ مادام شیلا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یس مادام۔ ریڈ ریز سرکل سے ٹکراتے ہی ان کی کشتی کے پرخچے

PK7E@HOTMAIL.COM



اڑ جائیں گے"۔۔۔۔ رام لعل کی آواز سنائی دی۔

"کلوز اپ ختم کر دو"۔۔۔۔ مادام شیلا نے کہا تو سکرین پر منظر تیزی سے پھیلنے لگ گیا اور تھوڑی دیر بعد سمندر میں دوڑتی ہوئی لانچ نظر آنے لگ گئی۔

"چیک کرو۔ یہ ریڈ ریز سرکل سے کتنے فاصلے پر ہیں"۔۔۔۔ مادام شیلا نے کہا۔

"صرف دو کلومیٹر کے فاصلے پر ہیں مادام"۔۔۔۔ رام لعل کی آواز سنائی دی اور مادام شیلا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کشتی اب نقطے کی صورت میں ہی نظر آ رہی تھی اور پھر اچانک مشین میں سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی لانچ فضا میں اچھلی اور پھر اس کے ٹکڑے بکھرتے صاف دکھائی دیئے۔

"اب منظر کلوز اپ کرو تاکہ ان کی لاشیں دیکھ لی جائیں"۔ مادام نے کہا تو سکرین پر منظر تیزی سے آگے کی طرف آتا دکھائی دینے لگا اور چند لمحوں بعد سمندر میں کشتی، جال اور ماہی گیری کے دوسرے سامان کے ٹکڑے ادھر ادھر تیرتے ہوئے دکھائی دینے لگے لیکن لاش یا انسانی جسم کا کوئی ٹکڑا ان میں شامل نہ تھا۔

"یہ تو صرف کشتی، جال اور دوسرے سامان کے ٹکڑے دکھائی دے رہے ہیں۔ انسانی جسم کا تو کوئی ٹکڑا نظر نہیں آ رہا"۔۔۔۔ مادام شیلا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ ڈوب گئے ہوں گے"۔۔۔۔ رام لعل نے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

"احمق تو نہیں ہو گئے۔ لاشیں کیسے ڈوب سکتی ہیں"۔۔۔ مادام شیلا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پھر ان کی لاشوں کے ٹکڑے اب تک بہتے ہوئے دور نکل گئے ہوں گے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ کشتی کی اس حالت کے بعد ان کے زندہ بچ جانے کا تو بہرحال کوئی چانس باقی رہ ہی نہیں جاتا"۔۔۔ رام لعل نے جواب دیا۔

"تھری ایکس ریز فائر کر کے چیک کرو۔ جلدی کرو۔ میری چھٹی حس خطرے کا سائرن بجا رہی ہے"۔۔۔ مادام شیلا نے کہا۔

"یس مادام"۔۔۔ رام لعل نے کہا اور چند لمحوں بعد سمندر پر سرخ رنگ کی لہروں کا جال سا پھیلتا ہوا نظر آنے لگا اور اس کے ساتھ ہی مشین میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ لوگ زندہ ہیں۔ تھری ایکس ریز ان سے ٹکرا کر کاشن دے رہی ہیں"۔۔۔ مادام شیلا نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس مادام۔ حیرت ہے کہ کشتی تباہ ہونے کے باوجود یہ کیسے زندہ بچ گئے"۔۔۔ رام لعل کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"سمندر کے اندر گہرائی میں چیک کرو۔ جلدی کرو"۔۔۔ مادام نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس مادام"۔۔۔ رام لعل نے کہا لیکن دوسرے لمحے بڑی مشین میں ایک دھماکہ سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی مشین کے سارے بلب نہ صرف بجھ گئے بلکہ سکرین بھی تاریک ہو گئی اور یہی حال مادام کے

PK7E@HOTMAIL.COM



سامنے پڑی ہوئی مشین کا ہوا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہو گیا ہے۔ یہ تو ریڈ ریز کا سرکٹ ہی ختم ہو گیا ہے۔ الارمنگ ریز بھی ختم ہو گئیں۔ یہ تو سارا سیٹ اپ ہی ختم ہو گیا۔ یہ کیا ہوا"۔۔۔ مادام شیلا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"مادام میرا خیال ہے کہ یہ لوگ ماہی گیر نہیں تھے۔ یہ دشمن تھے اور انہیں ہمارے اس سیٹ اپ کا پہلے سے علم تھا اور وہ اس کے خلاف باقاعدہ تیار ہو کر آئے تھے"۔۔۔ رام لعل نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر اب۔ اب کیا کیا جائے"۔۔۔ مادام شیلا نے کہا۔

"یہاں جزیرے پر ہمارے آدمی موجود ہیں اگر یہ لوگ آئے تو ہم آسانی سے ان کو ہلاک کر دیں گے اور اگر یہ یہاں آنے کی بجائے براہ راست پٹام جزیرے پر گئے تو آپ سردار سنگھ کو الرٹ کر دیں"۔۔۔ رام لعل نے کہا۔

"نہیں ہم انہیں ہلاک کرنے کے بعد ہی سردار سنگھ کو ان کے متعلق بتائیں گے ورنہ ہمارے گروپ کو ناکام سمجھا جائے گا اور یہ بات میں برداشت نہیں کر سکتی۔ تم جا کر ساتھیوں کو الرٹ کرو اور جزیرے کے چاروں طرف پھیل جاؤ اور پوری طرح ہوشیار رہو"۔۔۔ مادام شیلا نے کہا۔

"لیکن مادام اگر وہ لوگ براہ راست پٹام پہنچ گئے تو پھر"۔ رام لعل نے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

"پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ فی الحال جیسا میں کہہ رہی ہوں ویسے ہی کرو"۔۔۔۔ مادام شیلا نے سخت لہجے میں کہا اور رام لعل سر ہلاتا ہوا کیبن سے باہر نکل گیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM



تیز رفتار لانچ سمندر کی سطح پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ لانچ میں عمران کے ساتھ صدیقی' چوہان' خاور اور نعمانی موجود تھے۔ ان سب کے جسموں پر ماہی گیروں جیسے لباس تھے۔ لانچ میں بھی ماہی گیروں کے مخصوص جال اور دوسرا سامان پڑا ہوا تھا۔ لانچ کو خاور چلا رہا تھا جبکہ عمران اور دوسرے ساتھی لانچ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران کے سامنے کشتی کے پیندے میں ایک چھوٹی سی سرخ رنگ کی دھات سے بنی ہوئی مشین رکھی ہوئی تھی جس کا ایریل باہر کو نکلا ہوا تھا وہ ابھی بین الاقوامی سمندر میں سفر کر رہے تھے۔ پاکیشیا سے روانہ ہو کر وہ پہلے بین الاقوامی سمندر میں داخل ہوئے تھے اور پھر وہاں سے ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ کافرستان کی سرحد کی طرف بڑھنے لگے تھے۔ عمران نے پاکیشیا سے روانگی سے پہلے باقاعدہ نقشہ دیکھ کر روٹ کا تعین کر لیا تھا اس کے ساتھ ساتھ اس نے ایسی مشینری بھی کشتی میں رکھ لی

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

تھی جس سے اس بنام جزیرے کے گرد اگر کوئی سائنسی حفاظتی انتظام کیا گیا ہو تو اسے پہلے سے ہی چیک کر لیا جائے اور اس کا توڑ بھی کر لیا جائے سرخ رنگ کی مشین سمندر کے اندر گہرائی سے لے کر سطح سمندر سے کئی فٹ اوپر تک ہر قسم کی ریز کی نشاندہی کافی فاصلے سے کر سکتی ہے۔

"عمران صاحب۔ اگر ہم پاکیشیا سے پہلے کافرستان جاتے اور وہاں سے اس جزیرے پر جاتے تو میرا خیال ہے کہ ہمیں زیادہ آسانی رہتی"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"ان لوگوں کو لامحالہ اپنے آدمیوں کی گرفتاری کا علم ہو گیا ہو گا اور اس کے بعد یہ بات ہر آدمی آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ ان کے سیٹ اپ کا خاتمہ کرنے والے اب جعلی کرنسی کو تباہ کرنے کی کوشش کریں گے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ انہوں نے جعلی کرنسی کے سٹاک کو فوری طور پر وہاں سے شفٹ کر دیا ہو"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"ایسا بھی ممکن ہے لیکن اس کا علم آگے جا کر ہو جائے گا اگر تو زیروں پر حفاظتی انتظامات ہوئے تو اس کا یہ مطلب ہو گا کہ سٹاک ہاں موجود ہے اور اگر نہ ہوا تو لازماً جزیرے خالی ہوں گے۔ اس کے ند ہم کافرستان میں اسے تلاش کریں گے"۔۔۔۔ عمران نے جواب ! اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عمران صاحب۔ اگر ہم ہیلی کاپٹر پر پہلے اس بنام جزیرے کے



قریبی جزیرے پر پہنچ جاتے اور پھر وہاں سے بنام جزیرے پر جاتے تو زیادہ آسانی نہ ہو جاتی"۔۔۔۔ چوہان نے کہا۔

"ہیلی کاپٹر دور سے چیک ہو سکتا ہے اور اسے دور سے ہی فضا میں ہٹ کیا جا سکتا ہے۔ کسی بھی ملک کے خلاف جعلی کرنسی کا اتنا بڑا منصوبہ بنانے والے لوگ عام مجرم نہیں ہو سکتے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک مشین میں سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔

"اوہ۔ اوہ۔ خاور لانچ کی رفتار ہلکی کرو"۔۔۔۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا تو تیزی سے دوڑتی ہوئی لانچ کو ایک جھٹکا لگا اور اس کی رفتار تیزی سے کم ہوتی چلی گئی عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس مشین پر موجود دو بٹن یکے بعد دیگرے پریس کئے تو مشین پر موجود ڈائلوں پر سوئیاں تیزی سے حرکت کرنے لگ گئیں۔ سیٹی کی آواز مسلسل سنائی دے رہی تھی۔

"الارمنگ سسٹم اور ریڈ ریز کا سرکل۔ حیرت ہے اس قدر جدید انتظامات"۔۔۔۔ عمران نے ڈائلوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب عمران صاحب"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"جزیرے سے بیس کلو میٹر کے فاصلے پر الارمنگ سسٹم قائم کیا گیا ہے اور ہماری کشتی اس سرکٹ کو کاٹ کر آگے بڑھی ہے اس لئے لامحالہ وہاں بھی الارم بج رہا ہو گا اور یہاں بھی مشین نے سیٹی بجا کر ہمیں اطلاع دے دی ہے لیکن ساتھ ساتھ مشین یہ بھی بتا رہی ہے

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

کہ جزیرے سے پندرہ کلو میٹر کے فاصلے پر ریڈ ریز کا سرکٹ بھی موجود ہے جیسے ہی ہماری کشتی اس سے ٹکرائے گی مکمل طور پر تباہ ہو جائے گی اور ان ریز کا مرکز وشاکو جزیرہ ہے بٹام نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ حفاظتی انتظامات کے لئے وشاکو جزیرے کا انتخاب کیا گیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر اب کیا کرنا ہو گا"۔۔۔۔ صدیقی نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"خاور تم کشتی کی رفتار اور بھی کم کر دو لیکن اسے رکنا نہیں چاہئے چلتے رہنا چاہئے تاکہ اگر سکرین پر ہمیں چیک کیا جا رہا ہو تو وہ لوگ اسے رکتا دیکھ کر چونک نہ پڑیں اور پھر کشتی کے فرش پر لیٹ کر ماہی گیروں کے لباس اتار دو اور جال کے نیچے موجود غوطہ خوری کے لباس کے ساتھ مخصوص جوتے پہن لو اور سر پر ہیلمٹ فٹ کر کے خاموشی سے ایک ایک کر کے سمندر میں اتر جاؤ لیکن آگے نہیں بڑھنا سب سے آخر میں میں نیچے اتروں گا اور پھر ہم اکٹھے ہی آگے بڑھیں گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سب تیزی سے اس کی ہدایات کے مطابق حرکت میں آ گئے وہ سب ایک ایک کر کے غوطہ خوری کے لباس میں کشتی کے کنارے سے جھک کر سمندر میں اترتے چلے گئے۔ آخر میں عمران اور خاور رہ گئے۔

"چلو تم تیار ہو کر سمندر میں اتر جاؤ میں اس دوران اس کو فکسڈ کر کے اس کی سپیڈ تیز کر دیتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے خاور سے

PK7E@HOTMAIL.COM



مخاطب ہو کر کہا تو خاور تیزی سے پیچھے ہٹ گیا اور پھر کشتی کے اندر لیٹ کر اس نے ماہی گیری کا لباس اتارا اور پھر مخصوص جوتے غوطہ خوری کا لباس اور ہیلمٹ پہن کر وہ آہستگی سے سمندر میں اتر گیا تو عمران نے لانچ کو فکسڈ کر دیا تاکہ وہ سیدھی چلتی رہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اس کی سپیڈ بھی تیز کر دی اور پھر وہ بھی لباس وغیرہ تبدیل کر کے سمندر میں اتر گیا اور لانچ تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے اپنے سر پانی سے باہر نکالے ہوئے تھے جبکہ ان کے جسم پانی کے اندر تھے۔ لانچ تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ چند لمحوں بعد ہی انہوں نے کشتی کو ایک دھماکے سے فضا میں اچھلتے ہوئے دیکھا اور پھر اس کے ٹکڑے سمندر پر پھیلتے چلے گئے۔ کشتی میں موجود سامان بھی سمندر میں پھیل گیا تھا۔

"ریڈ ریز سمندر کے اندر تھوڑی سی گہرائی تک ہوتی ہیں اور اسی طرح چھ سات فٹ تک سطح سمندر سے اوپر تک موجود ہوتی ہے اس لئے گہرے غوطے لگاؤ اور نیچے سے اسے کراس کرو۔ سرخ رنگ کی ایک لائن اس کی نشانی ہے"۔۔۔۔ عمران نے ہیلمٹ میں موجود ٹرانسمیٹر پر بات کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے غوطہ لگا دیا۔ اس کے پیچھے دوسرے ساتھی بھی تیزی سے غوطہ لگا گئے اور پھر ابھی وہ مطلوبہ گہرائی تک پہنچے ہی نہ تھے کہ اچانک سمندر کی سطح سے تیرتی ہوئی سرخ رنگ کی لہریں پورے سمندر میں پھیلتی چلی گئیں اور

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

پھر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے جسموں سے ٹکرائیں لیکن ان کی وجہ سے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا تھا۔

"یہ کیسی ریز ہیں عمران صاحب"۔۔۔۔ صدیقی کی آواز ٹرانسمیٹر پر سنائی دی۔

"یہ چیکنگ ریز ہیں۔ ہمیں چیک کیا جا رہا ہے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب خاصی گہرائی میں پہنچ کر آگے بڑھنے لگے۔ چیکنگ ریز اس دوران غائب ہو چکی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد انہیں اوپر سرخ رنگ کی لکیر سمندر کو کراس کرتی ہوئی دکھائی دی تو وہ سمجھ گئے کہ وہ ریڈ ریز کو کراس کر رہے ہیں اور پھر وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔ عمران آگے بڑھتے ہوئے رک گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پشت پر بندھے ہوئے تھیلے کی سائیڈ زیپ کھولی اور اندر سے ایک چھوٹا سا سرخ رنگ کا قلم نکال لیا۔ اس کا ایک حصہ پنسل کی نوک جیسا تھا جبکہ دوسرا حصہ چپٹا تھا۔ عمران اوپر کو اٹھتا چلا گیا اور پھر اس سرخ لائن کے قریب جا کر اس نے نوک والا حصہ ریڈ ریز سرکٹ کی لائن کی طرف کیا اور چپٹے حصے کو انگوٹھے سے دبا دیا۔ نوک سے زرد رنگ کی شعاع نکلی اور پھر یہ شعاع جیسے ہی ریڈ ریز سرکٹ کی لائن سے ٹکرائی پانی میں تھرتھراہٹ سی ہوئی اور اس کے ساتھ ہی سرخ لائن غائب ہو گئی۔

"یہ لائن کہاں غائب ہو گئی عمران صاحب"۔۔۔۔ صدیقی کی آواز سنائی دی۔

PK7E@HOTMAIL.COM



"میں نے ریڈ ریز کا سرکٹ بریک کر دیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسا ہو سکتا تھا تو پھر کشتی تباہ کرنے کی کیا ضرورت تھی"۔۔۔۔ صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ریڈ ریز مختلف طاقتوں کی ہوتی ہیں۔ اس لئے ضروری نہ تھا کہ یہ سرکٹ بریکر کام دے جاتا۔ اس لئے میں نے یہ لائن کراس کرنے کے بعد اسے استعمال کیا ہے۔ اگر ریڈ ریز زیادہ طاقتور ہوتیں تو پھر یہ بریک نہ ہوتیں اور ہم کشتی کے ساتھ ختم ہو جاتے"۔۔۔۔ عمران نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب کیا پروگرام ہے۔ وہ لوگ تو سرکٹ بریک ہوتے ہی بہرحال ہماری طرف سے ہوشیار ہو گئے ہوں گے"۔۔۔۔ صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اسی طرح سمندر میں تیرتے ہوئے بجائے وشاکو جزیرے پر جانے کے بٹام جزیرے پر براہ راست جانا چاہئے"۔۔۔۔ چوہان کی آواز سنائی دی۔

"وہ کیوں"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"اس لئے کہ آپ نے خود ہی بتایا تھا کہ ان سب چیکنگ ریز کا مرکز وشاکو جزیرہ ہے اس لئے لامحالہ بٹام جزیرے پر اس قدر حفاظتی انتظامات نہیں ہوں گے"۔۔۔۔ چوہان نے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے کہ انہوں نے بٹام جزیرے پر علیحدہ سے خصوصی

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

انتظامات کر رکھے ہوں ایسی صورت میں ہم دونوں طرف سے پھنس جائیں گے اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہم پہلے وشاکو جزیرے پر قبضہ کریں اور پھر وہاں سے بٹام جزیرے پر قبضہ کرنے کی کارروائی کریں" ---- عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس جزیرے پر یقیناً مسلح افراد موجود ہوں گے اور جس طرح ہمیں چیک کیا جا رہا ہے وہ لازماً ہماری طرف سے پوری طرح ہوشیار ہوں گے" ---- صدیقی نے کہا۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ چھوٹا سا جزیرہ ہے اور میری پشت پر موجود تھیلے میں ایسی گن موجود ہے جس میں انتہائی زود اثر بیہوش کر دینے والی گیس موجود ہے پہلے اس جزیرے پر گیس فائر کریں گے اور پھر اوپر جائیں گے" ---- عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر تو ٹھیک ہے۔ ویری گڈ عمران صاحب۔ آپ کی پیش بندی کا بھی جواب نہیں۔ یہ بات تو میرے ذہن میں بھی نہ آئی تھی کہ اس طرح بھی اس جزیرے پر آسانی سے قبضہ کیا جا سکتا ہے"۔ صدیقی نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"تم فورسٹارز کے چیف ہو اور ایسے آئیڈیئے چیف کے ذہن میں نہیں آیا کرتے" ---- عمران نے جواب دیا اور پھر اس کے کانوں میں سب کے ہنسنے کی آوازیں سنائی دیں تو وہ بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ مسلسل آگے بڑھے چلے جا رہے تھے چونکہ ان کے سروں پر موجود ہیلمٹ میں سمندر کے پانی سے آکسیجن کشید کرنے کا آٹومیٹک سسٹم

PK7E@HOTMAIL.COM



موجود تھا اس لئے وہ بغیر کسی پریشانی کے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد انہیں دور سے جزیرہ نظر آنے لگ گیا اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد وہ جزیرے کے قریب پہنچ گئے۔

"آپ سب نیچے پانی میں ہی رہیں گے میں اوپر جاؤں گا"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اوپر سطح کی طرف اٹھنے لگا۔ اس نے جزیرے کے بالکل قریب جا کر سر پانی سے باہر نکالا۔ جزیرے کا یہ حصہ کٹا پھٹا سا تھا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھ کر ایک دراڑ میں گھستا چلا گیا۔ اس نے اپنی پشت پر بندھے ہوئے تھیلے کے زپ کھولی اور تھیلے سے ایک چھوٹا سا پستول نکال لیا جس کی نال خاصی لمبی تھی اور پھر وہ کٹی پھٹی چٹانوں کے اوپر چڑھتا ہوا جزیرے کی سطح پر پہنچ گیا۔ جزیرہ گھنے درختوں سے ڈھکا ہوا تھا اور اس پر بڑی بڑی جھاڑیاں موجود تھیں۔ عمران اوپر نہیں چڑھا بلکہ اس نے صرف وہ پستول اوپر کیا اور اس کی نال کا رخ جزیرے کی طرف کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی پستول کی لمبی سی نال سے ایک کیپسول سا نکل کر دور ایک جھاڑی میں جا گرا اور عمران جس نے ہیلمٹ اٹھایا ہوا تھا سانس روک کر نیچے اتر گیا اور پھر وہ تیزی سے نیچے اترتا ہوا واپس سمندر میں اتر گیا۔ اس نے ہیلمٹ کو سر پر ایڈجسٹ کیا اور سانس لینا شروع کر دیا اس کے ساتھی بھی وہاں موجود تھے۔

"کیا ہوا عمران صاحب" ---- صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"میں نے بیہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی ہے۔ اب دس منٹ

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

بعد ہم اوپر جائیں گے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"کیا یہ گیس پورے جزیرے کو کور کر لے گی"۔۔۔۔ صدیقی نے پوچھا۔

"ہاں۔ یہ چھوٹا جزیرہ ہے یہ مکمل کور ہو جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے جواب دی اور پھر تقریباً پندرہ منٹ کے انتظار کے بعد عمران سطح سمندر کی طرف اٹھنے لگا۔ سطح سمندر سے سر باہر نکال کر اس نے ہیلمٹ کو سر سے علیحدہ کر کے عقب میں کیا اور کٹی پھٹی چٹانوں کو پھلانگتا ہوا اوپر سطح کی طرف بڑھتا چلا گیا لیکن اس نے سانس روک رکھا تھا اوپر جا کر وہ اچھل کر اوپر چڑھا اور اس نے آہستہ سے سانس لیا اور جب اسے گیس کی مخصوص خوشبو محسوس نہ ہوئی تو اس نے باقاعدہ سانس لینا شروع کر دیا اور جب اسے پوری طرح احساس ہو گیا کہ گیس کے اثرات فضا میں موجود نہیں ہیں تو وہ احتیاط سے آگے بڑھنے لگا اور پھر اس نے تھوڑے ہی فاصلے پر ایک درخت کے نیچے جھاڑی پر ایک مسلح آدمی کو پڑے ہوئے دیکھا۔ اس کے گرنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ درخت سے نیچے گرا ہے۔ عمران آگے بڑھا تو اس نے ایک اور جھاڑی کے ساتھ دو آدمیوں کو بیہوش پڑے ہوئے دیکھا۔ ان کی مشین گنیں بھی ان کے ساتھ ہی پڑی ہوئی تھیں۔ عمران اطمینان بھرے انداز میں واپس مڑا اور پھر جب وہ کنارے پر پہنچا تو اس نے ساتھیوں کے سرپانی سے باہر نکلے ہوئے دیکھے ان سب نے ہیلمٹ اتار رکھے تھے۔

PK7E@HOTMAIL.COM



"آجاؤ۔ میدان صاف ہے"۔۔۔۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا تو وہ سب تیزی سے آگے بڑھے اور تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک ایک کر کے جزیرے پر چڑھ آئے اور انہوں نے اوپر آ کر تیراکی کے مخصوص جوتے اتار دیئے۔ اب کے پیروں میں ان کے اپنے جوتے موجود تھے۔

"پورے جزیرے کو چیک کرو اور جتنے بھی آدمی بیہوش پڑے ہیں انہیں اٹھا کر جزیرے کے درمیان میں لے آؤ"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور خود آگے بڑھتا چلا گیا جزیرے کے درمیان میں اسے چار بڑے بڑے کیبن نظر آئے وہ ایک کیبن میں داخل ہوا تو چونک پڑا۔ کیبن میں دیوار کے ساتھ ایک دیو ہیکل مشین موجود تھی۔ اس کے سامنے سٹول رکھا ہوا تھا جبکہ درمیان میں ایک میز پر ایک اور مستطیل مشین رکھی ہوئی تھی جس کے پیچھے ایک کرسی موجود تھی۔ ایک طرف ایک ریک تھا جس میں مختلف سامان رکھا ہوا تھا۔ عمران آگے بڑھا اور اس نے مشین کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے اس کے لبوں پر مسکراہٹ سی پھیل گئی کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ مشین ریڈ ریز اور الارمنگ ریز جیسی ریز کے سرکٹ کنٹرول کرنے کے لئے کام کرتی تھیں۔ عمران واپس لوٹا گیا اور پھر وہ دوسرے کیبن میں گیا۔ اس کیبن میں ایسے انتظامات تھے جیسے یہاں لوگ سوتے ہوں۔ تیسرے کیبن میں داخل ہوتے ہی عمران چونک پڑا کیونکہ یہاں موجود سامان صاف بتا رہا تھا کہ یہاں کوئی عورت رہائش پذیر ہے۔ وہ واپس مڑا اور پھر چوتھے کیبن میں داخل ہوا تو یہاں مختلف قسم کا اسلحہ موجود تھا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

عمران باہر آیا تو اس نے چوہان کو کیبن کی طرف آتے ہوئے دیکھا۔

"عمران صاحب۔ ایک عورت سمیت چھبیس آدمی بیہوشی کے عالم میں جزیرے پر سے ملے ہیں ہم نے انہیں ایک جگہ اکٹھا کر دیا ہے"۔۔۔۔ چوہان نے کہا۔

"اس عورت کو اٹھا کر یہاں اس کیبن میں لے آؤ۔ میرا خیال ہے کہ اس گروپ کی یہی عورت انچارج ہے اس سے ذرا جلدی معلومات حاصل ہو جائیں گی"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو چوہان سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے کاندھے پر ایک نوجوان عورت لدی ہوئی تھی جبکہ اس کے ہاتھ میں ایک ٹرانسمیٹر بھی پکڑا ہوا تھا۔

"یہ ٹرانسمیٹر اس عورت کے ساتھ ہی پڑا ہوا تھا۔ یہ فکسڈ فریکونسی کا ٹرانسمیٹر ہے"۔۔۔۔ چوہان نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں اس کیبن میں داخل ہو گئے جس میں مشینیں موجود تھیں۔

"اسے کرسی پر بٹھا دو اور چوتھے کیبن میں اسلحے کے ساتھ ہی رسی کے بنڈل بھی موجود ہیں ایک بنڈل لے آؤ"۔۔۔۔ عمران نے کمرے میں موجود کرسی کو اٹھا کر ایک دیوار کے ساتھ رکھتے ہوئے کہا تو چوہان نے کاندھے پر لدی ہوئی بیہوش عورت کو اس کرسی پر بٹھا دیا۔ عمران نے بازو سے پکڑ کر اسے سنبھالا جبکہ چوہان مڑ کر کیبن سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں رسی کا بنڈل

PK7E@HOTMAIL.COM



موجود تھا اور پھر ان دونوں نے مل کر رسی کی مدد سے اس بیہوش عورت کو کرسی پر اچھی طرح باندھ دیا۔ عمران نے اپنی پشت پر لدے ہوئے بیگ میں سے ایک چھوٹی سی بوتل نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس نے شیشی کا دہانہ اس عورت کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹا کر ڈھکن بند کیا اور شیشی واپس بیگ میں ڈال دی۔ چند لمحوں بعد اس عورت کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے اور پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے منہ سے کراہ نکلی۔ پہلے چند لمحوں تک تو اس کی آنکھوں میں دھند سی چھائی رہی پھر آہستہ آہستہ اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک ابھر آئی۔ شعور میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے رسی سے بندھی ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکی اور پھر اس کی نظریں سامنے کھڑے ہوئے عمران اور چوہان پر جم گئیں جن کے جسموں پر ابھی تک غوطہ خوری کے لباس موجود تھے۔

"تم۔ تم۔ یہ میں کہاں۔ یہ سب کیسے ہو گیا"۔۔۔۔ عورت نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے مس"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شیلا۔ مادام شیلا۔ مم۔ مگر تم کون ہو"۔۔۔۔ عورت نے بے اختیار جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا نام علی عمران ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو وہ عورت بے اختیار چونک پڑی۔

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"تم۔ تم عمران۔ مگر تم یہاں کیسے پہنچ گئے۔ یہ میں اچانک بیہوش کیسے ہو گئی۔ میرے ساتھی کہاں ہیں"۔۔۔۔ شیلا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"بڑا آسان سا نسخہ استعمال کیا ہے۔ بیہوش کر دینے والی گیس کا فائر جزیرے پر کیا اور تم سب بیہوش ہو گئے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مادام شیلا کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا تو مجھے خیال تک نہ آیا تھا ورنہ میں اس کا بھی کوئی نہ کوئی انتظام کر لیتی۔ میرے ساتھیوں کے ساتھ کیا کیا ہے تم نے"۔۔۔۔ شیلا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ تم ہمارے ساتھ کرنا چاہتی تھی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا۔ کیا تم نے انہیں مار دیا ہے۔ سب کو"۔۔۔۔ شیلا نے چیختے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ تم نے ہمارے ساتھ یہی کارروائی کرنی تھی۔ تم ہمارے استقبال کے لئے تو یہاں موجود نہ تھی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو شیلا کے چہرے پر انتہائی افسوس کے تاثرات ابھر آئے۔

"وہ۔ وہ سب میرے ساتھی تھے۔ میں نے انہیں خصوصی ٹریننگ دی ہوئی تھی تم نے سب کو مار دیا۔ سب کو۔ اوہ۔ اوہ۔ تم نے بڑا ظلم



کیا ہے۔ تم نے بڑا ظلم کیا ہے"۔۔۔۔ شیلا نے تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس کی آنکھوں سے بے اختیار ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگ گئے۔

"ارے ارے۔ تم نے تو باقاعدہ رونا شروع کر دیا۔ گھبراؤ نہیں۔ ابھی وہ سب زندہ ہیں البتہ بیہوش ضرور ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا تم درست کہہ رہے ہو"۔۔۔۔ شیلا نے چونک کر کہا۔

"ہاں میں درست کہہ رہا ہوں۔ واقعی وہ سب باہر بیہوش پڑے ہوئے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو شیلا نے یکلخت اطمینان بھرا ایک طویل سانس لیا اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اگر تم اس قدر رقیق القلب واقع ہوئی ہو تو اس فیلڈ میں کیوں آئی ہو۔ یہ تو ہے ہی موت زندگی کا کھیل"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"وہ میرے ساتھی ہیں۔ ان کی موت کی خبر میرے لئے انتہائی شاکنگ تھی ورنہ میں اس قدر رقیق القلب نہیں ہوں۔ بہرحال اب تم کیا چاہتے ہو"۔۔۔۔ شیلا نے اس بار سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بٹام جزیرے پر کیا حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں۔ ان کی تفصیل بتا دو"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مجھے کیا معلوم۔ میرا تعلق اس جزیرے سے تھا اور میں نے اپنے طور پر یہاں حفاظتی انتظامات کئے تھے۔ میں تو بٹام جزیرے پر گئی ہی نہیں"۔۔۔۔ شیلا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ فکسڈ فریکونسی کا ٹرانسمیٹر تو بتا رہا ہے کہ تمہارا لنک بٹام

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

جزیرے سے ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ لنک تو ہونا ہی تھا۔ یہ کونسی اہم بات ہے"۔۔۔۔ شیلا نے منہ بناتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کس سے تمہارا وہاں لنک ہے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"سردار سنگھ سے۔ وہ وہاں کا انچارج ہے"۔۔۔۔ شیلا نے جواب دیا۔

"کس ایجنسی سے تمہارا تعلق ہے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"کسی ایجنسی سے نہیں۔ ہماری پرائیویٹ تنظیم ہے"۔۔۔۔ شیلا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چوہان۔ باہر جاؤ اور اس کے گروپ کے تمام افراد کو گولیوں سے اڑا دو۔ جاؤ"۔۔۔۔ عمران نے یکلخت سرد لہجے میں کہا اور چوہان سر ہلاتا ہوا تیزی سے مڑا اور باہر کی طرف جانے لگا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ مت مارو میرے ساتھیوں کو مت مارو۔ میں بتاتی ہوں۔ سب کچھ بتاتی ہوں"۔۔۔۔ شیلا نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

"رک جاؤ چوہان۔ وہیں دروازے پر۔ اور اگر اب یہ نخرہ کرے تو پھر باہر جا کر سب کو گولیوں سے اڑا دینا"۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا تو چوہان کیبن کے دروازے پر ہی رک گیا۔

"دیکھو شیلا۔ اس وقت تم اور تمہارے ساتھی مکمل طور پر بے بس ہو چکے ہیں ہم جو سلوک بھی چاہیں تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے

PK7E@HOTMAIL.COM



ساتھ کر سکتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہم خوامخواہ کی قتل و غارت کے قائل نہیں ہیں اور نہ ہی ہماری تم سے کوئی براہ راست دشمنی ہے ہم یہاں صرف اس لئے آئے ہیں کہ بٹام جزیرے پر موجود وہ ساری جعلی کرنسی تباہ کر دیں جو تم لوگوں نے پاکیشیا کی معیشت تباہ کرنے کے لئے تیار کر رکھی ہے اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو تو ہمارا وعدہ کہ ہم تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو اسی طرح زندہ چھوڑ کر چلے جائیں گے ورنہ دوسری صورت میں تم خود سمجھ سکتی ہو کہ تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا کیا حشر ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اور یہ تمہارے ساتھی ہیں"۔۔۔۔ شیلا نے کہا۔

"میں فری لانسر ہوں۔ جو بھی میری خدمات حاصل کرنا چاہے معقول معاوضے پر حاصل کر سکتا ہے۔ سیکرٹ سروس کو جب میری ضرورت ہوتی ہے وہ میرے خدمات حاصل کر لیتی ہے لیکن یہ جعلی کرنسی وغیرہ سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہیں آتی۔ میرے ساتھیوں کا تعلق سپیشل فورس کے ایک گروپ فورسٹارز سے ہے اور میری خدمات انہوں نے حاصل کی ہوئی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ میں درست کہہ رہی ہوں کہ میں آج تک بٹام جزیرے پر نہیں گئی۔ میرا صرف وہاں کے حفاظتی انتظامات کے انچارج سردار سنگھ سے رابطہ ہے اور بس"۔۔۔۔ شیلا نے کہا تو

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اس کا مطلب ہے کہ سردار سنگھ کے علاوہ وہاں اور بھی کوئی انچارج ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں جزیرے کا انچارج سکھدیو ہے لیکن میرا اس سے کوئی رابطہ نہیں ہے"۔۔۔۔ شیلا نے کہا۔

"جزیرے پر کتنے آدمی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ میں جب وہاں گئی ہی نہیں تو کیا بتا سکتی ہوں"۔۔۔۔ شیلا نے کہا۔

"تمہاری تنظیم کا کیا نام ہے"۔۔۔۔ عمران نے اچانک پوچھا۔

"ڈارک فیوچر"۔۔۔۔ شیلا نے بے ساختہ جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"کس کا فیوچر۔ تمہارا یا تمہارے دشمنوں کا"۔۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے دشمنوں کا ہی فیوچر ہم نے ڈارک بنانا ہوتا ہے"۔ شیلا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ویسے تم لوگوں نے پاکیشیا کے خلاف جعلی کرنسی کا جو پلان بنایا ہے وہ واقعی پاکیشیا کا فیوچر ڈارک بنا دیتا لیکن اب شاید یہ بات الٹ جائے۔ کون ہے تمہارا چیف باس"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میں اسے صرف چیف باس کہتی ہوں اور بس"۔۔۔۔ شیلا نے جواب دیا۔

"چوہان۔ ٹرانسمیٹر اٹھا کر مجھے دو"۔۔۔۔ عمران نے چوہان سے کہا تو چوہان سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے ایک طرف پڑا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھا کر عمران کے ہاتھ میں دے دیا۔

"سنو۔ اگر تم خود اپنے ساتھیوں سمیت زندہ رہنا چاہتی ہو تو پھر اس سردار سنگھ کو یہاں بلاؤ۔ جس طرح بھی تم چاہو لیکن بہرحال اسے یہاں آنا چاہئے۔ لیکن یہ بھی بتا دوں کہ اگر تم نے اسے کوئی اشارہ کرنے کی کوشش کی تو پھر۔۔۔۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"وہ یہاں نہیں آئے گا۔ میرے اس سے تعلقات نہیں ہیں اور ویسے بھی وہ اپنے کام سے کام رکھنے والا آدمی لگتا ہے"۔۔۔۔ شیلا نے جواب دیا۔

"پھر اس سکھدیو سے یقیناً تمہارے دوستانہ تعلقات ہوں گے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اس سے ہیں لیکن وہ کسی صورت بھی یہاں نہیں آئے گا کیونکہ سردار سنگھ ان حالات میں اسے یہاں آنے کی اجازت نہیں دے گا"۔۔۔۔ شیلا نے جواب دیا۔

"ان میں سے کسی کو بہرحال یہاں آنا چاہئے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ایسا ممکن ہی نہیں"۔۔۔۔ شیلا نے کہا۔

"چلو پھر تم اسے کال کر کے کہو کہ تم اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ رہی ہو۔ یہ کام تو ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"لیکن میں اسے کیا کہوں کہ میں وہاں کیوں آنا چاہتی ہوں"۔ شیلا نے کہا۔

"یہ تمہارا درد سر ہے میرا نہیں۔ جواب دو۔ ورنہ ———" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میری بات کراؤ" ——— شیلا نے کہا تو عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا اور اسے شیلا کے منہ کے قریب لے گیا۔

"ہیلو ہیلو۔ شیلا کالنگ۔ اوور" ——— مادام شیلا نے کال دیتے ہوئے کہا۔ عمران نے اس کے منہ سے اوور کا لفظ سن کر بٹن پریس کر دیا تھا۔

"یس سردار سنگھ اٹنڈنگ یو۔ کوئی خاص بات۔ اوور"۔ ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"نہیں کوئی خاص بات نہیں۔ وہ لوگ یہاں جزیرے پر تو نہیں آئے اور نہ ہی سمندر کے اندر ان کی موجودگی ظاہر ہو رہی ہے اس لئے یقیناً وہ ہلاک ہو گئے ہوں گے اور ان کی لاشیں تیرتی ہوئی دور چلی گئی ہوں گی۔ لیکن میں اب یہاں بے کار بیٹھ بیٹھ کر بور ہو چکی ہوں۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میرے ساتھی تو یہاں رہیں اور میں وہاں بٹام جزیرے پر آ جاؤں۔ اوور" ——— شیلا نے کہا۔

"یہاں آ کر کیا کرو گی۔ اوور" ——— سردار سنگھ کے لہجے میں ہلکا سا طنز تھا۔

"سکھدیو اور تم سے باتیں کروں گی۔ کم از کم بوریت تو دور ہو گی" ——— شیلا نے کہا۔

"اور اگر اس دوران عمران اور اس کے ساتھی تمہارے جزیرے پر پہنچ گئے تو پھر۔ اوور" ——— دوسری طرف سے سردار سنگھ نے کہا۔

"ایسا ممکن ہی نہیں۔ ریڈ ریز کا سرکٹ باقاعدہ کام کر رہا ہے اور اس سرکٹ کی موجودگی میں وہ یہاں تک زندہ سلامت پہنچ ہی نہیں سکتے۔ اوور" ——— شیلا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سوری مادام شیلا۔ موجودہ حالات میں تم وہیں رہو۔ اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بٹن دبا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"تم یہاں سے کس طرح وہاں جا سکتی ہو۔ کیا یہاں کوئی لانچ ہے یا ہیلی کاپٹر ہے" ——— عمران نے شیلا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہاں ایک جھاڑی کے اندر ہم نے ایک لانچ چھپا کر رکھی ہوئی ہے تاکہ ایمرجنسی میں کام آ سکے" ——— شیلا نے جواب دیا۔

"او کے" ——— عمران نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر اٹھائے وہ کیبن کے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ چوہان کیبن کے دروازے پر کھڑا تھا۔

"اسے ہاف آف کر دو" ——— عمران نے کہا اور کیبن سے باہر آ گیا۔ اب اس کا رخ جزیرے کے درمیانی حصے کی طرف تھا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ چند لمحوں بعد وہ وہاں پہنچ گیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب" ——— صدیقی نے کہا تو عمران نے شیلا سے ہونے والی بات چیت کے ساتھ ساتھ ٹرانسمیٹر پر بٹام جزیرے پر

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

ہونے والی گفتگو کے بارے میں بھی بتا دیا۔

"تو پھر اب آپ کا کیا پروگرام ہے"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"ظاہر ہے ہم نے بٹام جزیرے پر ہی جانا ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ وہاں کے حفاظتی انتظامات کے بارے میں ہمیں علم نہیں اور نہ ہی وہاں موجود لوگوں کی تعداد کے بارے میں کچھ علم ہے"۔۔۔۔ عمران نے سوچنے کے سے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے چوہان بھی وہاں پہنچ گیا۔

"میرا خیال ہے کہ شیلا جھوٹ بول رہی ہے۔ وہ وہاں گئی ہو گی"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"میں نے اس سردار سنگھ کے لہجے اور اس کی گفتگو سے اندازہ لگایا ہے کہ وہ خاصا محتاط قسم کا آدمی ہے اور اس جزیرے پر حفاظتی انتظامات کا انچارج بھی وہی ہے اس لئے شیلا وہاں گئی بھی ہو گی تب بھی اسے شاید ہی حفاظتی انتظامات کی تفصیل کا علم ہو"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر ہم لانچ کے بجائے سمندر کی گہرائی میں تیرتے ہوئے بٹام جزیرے تک پہنچتے ہیں۔ وہاں بھی اس قسم کی کارروائی کی جا سکتی ہے۔ بیہوش کر دینے والی گیس فائر ہو سکتی ہے"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم ان کی لانچ میں سوار ہو کر ان کے ساتھی بن کر وہاں جائیں اس طرح کم از کم ہم فوری طور پر ہٹ ہونے سے بچ جائیں گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔



"لیکن ہمیں ان کے نام وغیرہ اور دوسری تفصیلات کا تو علم نہیں ہے"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"میرا خیال ہے اس شیلا کا گروپ اور اس سردار سنگھ کا گروپ علیحدہ علیحدہ ہیں۔ زیادہ سے زیادہ ان کے باس آپس میں واقف ہوں گے اس لئے کام چل جائے گا ورنہ یہاں انہیں ہوش میں لانا اور پھر ان سے پوچھ گچھ کرنے میں کافی وقت لگ جائے گا۔ ہمیں اب ایکشن میں آ جانا چاہئے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ان کا کیا کرنا ہے۔ انہیں گولی مار کر ختم نہ کر دیں شیلا سمیت"۔۔۔۔ چوہان نے کہا۔

"نہیں۔ ان کی تعداد کافی ہے اور میں اس طرح کی قتل و غارت کا قائل نہیں ہوں۔ ابھی یہ دو چار گھنٹوں تک ہوش میں نہیں آ سکتے۔ پھر ٹرانسمیٹر میں ساتھ لے جاؤں گا اور ان کی لانچ بھی۔ اگر انہیں ہوش آ گیا تو یہ یہاں سے نکل ہی نہ سکیں گے۔ آپریشن کے بعد واپسی پر دیکھا جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ یہ خاصے تربیت یافتہ لوگ لگتے ہیں۔ ہو سکتا ہے ان کے پاس وہاں پہنچنے کا کوئی متبادل ذریعہ موجود ہو جو سامنے نہ ہو۔ دوسرے یہ تیر کر بھی وہاں پہنچ سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو ہم دونوں طرف سے پھنس جائیں گے"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"بہرحال فورسٹارز کے چیف تم ہو تم جو چاہو فیصلہ کر سکتے ہو میں

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

نے تو اپنی بات کی ہے" ---- عمران نے جواب دیا۔

"وہ لانچ پہلے تلاش کرنی پڑے گی" ---- چوہان نے کہا۔

"تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ان میں سے کسی ایک کو ہوش میں لے آتے ہیں وہ خود بتا دے گا" ---- صدیقی نے جواب دیا اور عمران نے نہ صرف اثبات میں سر ہلا دیا بلکہ اس نے تھیلے میں سے ہوش میں لے آنے والی شیشی نکال کر صدیقی کی طرف بڑھا دی۔

"تم یہ کرو۔ میں اس دوران اس اسلحہ والے کیبن کو اچھی طرح چیک کر لوں ہو سکتا ہے کہ وہاں سے ہمیں کوئی ایسی چیز مل جائے جو بٹام جزیرے پر ہمارے کام آ سکے" ---- عمران نے شیشی دیتے ہوئے کہا اور صدیقی کے سرہلانے پر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دوبارہ کیبنوں کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کیبن میں داخل ہو رہا تھا جس میں اسلحہ موجود تھا۔ اسلحے کی چار بڑی بڑی پیٹیاں تھیں جن میں سے ہر ایک میں ملا جلا اسلحہ رکھا ہوا تھا۔ عمران نے ایک ایک کر کے ہر پیٹی کو چیک کرنا شروع کر دیا اور پھر جیسے ہی ایک پیٹی میں سے اس نے عام سے اسلحے کو ہاتھ سے ہٹایا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ پیٹی کے اندر ایک بڑا سا پیکٹ موجود تھا اور اس کے باہر جو کچھ چھپا ہوا تھا اسے دیکھ کر ہی عمران اچھلا تھا۔ اس پیکٹ میں دس میگا ٹن طاقت کا ٹائم چارجر سپر ڈائنامیٹ موجود تھا اور یہ بالکل نیا تھا۔ ابھی اسے کھولا تک نہ گیا تھا۔ عمران نے اسے اٹھا کر غور سے دیکھا تو یہ ایکریمیا کا بنا ہوا تھا۔ عمران نے پیکٹ کھولا اور سپر ڈائنامیٹ کو باہر

PK7E@HOTMAIL.COM



نکال کر اچھی طرح چیک کیا اور پھر دوبارہ پیکٹ میں بند کر دیا اور پھر وہ پیکٹ اٹھائے کیبن سے باہر آیا تو اسی لمحے اسے چوہان اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔

"میں آپ کے پاس ہی آ رہا تھا۔ لانچ تلاش کر لی گئی ہے اور سب ساتھی بھی موجود ہیں۔ اب یہاں سے کچھ اسلحہ بھی ساتھ لے لیا جائے"۔ چوہان نے قریب آ کر کہا۔

"یہاں سے ایک چیز مل گئی ہے جس کی مجھے خواب میں بھی توقع نہ تھی" ---- عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ہے" ---- چوہان نے چونک کر پوچھا۔

"انتہائی طاقتور ٹائم چارجر سپر ڈائنامیٹ۔ یہ اس قدر طاقتور ہے کہ اگر یہ فائر ہو جائے تو بٹام جزیرے کا وجود ہی صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا" ---- عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو ہمیں جزیرے کے اندر جانے کی بھی ضرورت نہیں ہم اسے باہر ہی کسی کھائی میں فٹ کر کے واپس آ سکتے ہیں اور جزیرہ خود بخود تباہ ہو جائے گا۔ ویری گڈ" ---- چوہان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں آؤ" ---- عمران نے کہا اور چوہان سرہلاتا ہوا واپس مڑا اور پھر عمران چوہان کی رہنمائی میں جزیرے کی جنوبی سمت بڑھتا چلا گیا۔ وہاں واقعی ایک جدید ساخت کی لانچ موجود تھی اور فورسٹارز بھی موجود تھے۔ جب ان سب کو ڈائنامیٹ کے بارے میں علم ہوا تو ان

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

ب کے چہروں پر مسرت کے تاثرات پھیل گئے۔ عمران نے پشت پر لدا ہو بیگ اتار کر اس میں موجود سامان دوسرے ساتھیوں کے تھیلوں میں منتقل کر دیا اور خود اس نے اس سپر ڈائنامیٹ کو اپنے تھیلے میں ڈال کر زپ لگا دی اس طرح سپر ڈائنامیٹ پانی لگنے سے خراب نہ ہو سکتا تھا۔

"عمران صاحب۔ اگر ہم لانچ پر گئے تو پھر ہمیں غوطہ خوری کے لباس اتارنا پڑیں گے تاکہ بٹام جزیرے والے ہمیں شیلا گروپ کے لوگ سمجھیں یا پھر دوسری صورت یہ ہے کہ ہم لانچ پر جانے کی بجائے یہاں سے تیرتے ہوئے وہاں جائیں اور سپر ڈائنامیٹ لگا کر اسی طرح تیرتے ہوئے واپس آجائیں"---- صدیقی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم تیرتے ہوئے وہاں پہنچیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے بھی چیکنگ کا کوئی جدید سائنسی نظام قائم کر رکھا ہو۔ یہاں وشاکو جزیرے میں جو مشینری کیبن میں نصب ہے وہ انتہائی قیمتی بھی ہے اور جدید بھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ انتہائی جدید سائنسی مشینری استعمال کر رہے ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ ایسی ہی مشینری بٹام میں بھی ہو"---- عمران نے کہا۔

"آپ کی بات ٹھیک ہے"---- صدیقی نے کہا ور پھر وہ سب ایک ایک کر کے سمندر میں اتر گئے وہ سمندر کے اندر خاصی گہرائی میں تیرتے ہوئے بٹام جزیرے کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے پھر تقریباً ایک گھنٹے تک مسلسل تیرنے کے بعد انہیں بٹام جزیرہ نظر آنے

PK7E@HOTMAIL.COM



لگ گیا۔ باوجود تھک جانے کے وہ جزیرہ دیکھتے ہی اور تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد وہ جزیرے کے قریب پہنچ گئے۔

"تم سب لوگ یہیں رکو گے۔ میں اوپر جا کر یہ سپر ڈائنامیٹ کسی مناسب جگہ پر فٹ کر آتا ہوں"---- عمران نے ٹرانسمیٹر پر بات کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اس میں اتنا وقت ضرور لگا دینا کہ ہم واپس وشاکو جزیرے تک آسانی سے پہنچ سکیں"---- صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"میں سمجھتا ہوں۔ تم فکر مت کرو"---- عمران نے جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے اوپر بلند ہونے لگ گیا۔

"عمران صاحب۔ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ آپ ادھر بیہوش کر دینے والی گیس فائر کر دیں تاکہ ہم اس جزیرے کی صورت حال کو خود بھی دیکھ سکیں"---- اوپر جاتے ہوئے عمران کے کانوں میں صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"باہر کے حالات دیکھنے کے بعد ہی فیصلہ ہو گا کہ کیا ہو سکتا ہے اور کیا نہیں"---- عمران نے جواب دیا اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد اس کا سر سطح سمندر سے بلند ہوا تو دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے دوبارہ پانی کے اندر اتر گیا کیونکہ سامنے ہی اس نے ایک آدمی کو ہاتھ میں گن اٹھائے کنارے پر کھڑے دیکھا تھا۔ وہ تیزی سے گھوم کر دوسری طرف گیا لیکن وہاں بھی یہی صورت حال تھی پھر عمران نے جزیرے کے چاروں طرف چکر لگایا لیکن ہر طرف مسلح افراد موجود تھے

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

یہ تو اس کی قسمت اچھی تھی کہ وہ فوراً ہی گہرائی میں اتر جاتا تھا اور اوپر موجود افراد اندازہ بھی نہ لگا سکے تھے کہ کیا ہوا۔ وہ زیادہ سے زیادہ یہ سمجھے ہوں گے کہ کوئی بڑی مچھلی باہر نکل کر چھپاکے سے واپس سمندر میں اتر گئی ہو گی۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ سپر ڈائنامیٹ پانی کے اندر نہ لگایا جا سکتا تھا اور اوپر موجود افراد اسے اوپر نہ پہنچنے دے رہے تھے۔ بیہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل اس کے پاس تھا بھی نہیں۔ اسے اب خیال آیا تھا کہ وہ تو اس نے اپنے تھیلے سے نکال کر کسی اور ساتھی کو دے دیا تھا اس لئے اب وہ واپس گہرائی میں جا کر ہی اسے مل سکتا تھا مگر واٹر پروف تھیلے سے باہر آتے ہی پانی کی وجہ سے وہ ناکارہ ہو جاتا۔ اس لئے اب یہی صورت رہ گئی تھی کہ وہ رسک لے۔ ایک سائیڈ پر اس نے جزیرے کے کنارے کو اوپر سے کافی آگے کو بڑھا ہوا دیکھا تھا چنانچہ وہ اس طرف گیا اور پھر بالکل جزیرے کی کٹی پھٹی اور پانی میں ڈوبی ان چٹانوں کے ساتھ چمٹ کر وہ اوپر کو بلند ہونے لگا پھر اس نے آہستہ سے سر باہر نکالا تو اوپر باہر کو نکلا ہوا کنارہ موجود تھا۔ وہ انتہائی احتیاط سے چٹانوں کو پکڑ کر اور ان کے ساتھ چمٹ کر اوپر چڑھتا گیا لیکن اس کنارے پر اوپر تک کوئی ایسا رخنہ پانی سے باہر موجود نہ تھا جس میں وہ ڈائنامیٹ فٹ کر سکتا۔ باریک رخنے تو موجود تھے لیکن وہ اتنے چوڑے نہ تھے جن میں یہ پیکٹ پورا آ سکتا اس لئے اب آخری صورت یہی رہ گئی تھی کہ وہ اوپر چڑھ کر اس آدمی کو ٹانگ سے پکڑ کر نیچے گرائے لیکن ظاہر ہے کہ وہ بالکل کنارے پر تو نہ کھڑا ہو گا



کچھ پیچھے ہٹ کر ہی کھڑا ہو گا لیکن اسی لمحے عمران کی نظریں کچھ فاصلے پر ایک رخنے پر پڑ گئیں اور اس کا دل بلیوں اچھلنے لگا یہ رخنہ اتنا بڑا بہرحال تھا کہ اس میں کس نہ کسی طرح اس سپر ڈائنامیٹ کو چھپایا جا سکتا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ چٹانوں کے ساتھ چمٹ کر اس رخنے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ رخنے کے قریب پہنچ کر اس نے اس رخنے کے اندر جھانکا کہ کہیں اس کے اندر پانی موجود نہ ہو لیکن رخنہ خشک تھا اور وہ کنارے کے قریب تھا اس لئے پانی اس کے اندر نہ جا سکتا۔ عمران نے آہستگی سے تھیلا اپنی پشت سے کھولا۔ پانی سے باہر نکلتے ہی اس نے ہیلمٹ سر سے اتار کر عقب میں کر دیا تھا اس لئے اسے تھیلا کھولنے میں کوئی دقت پیش نہ آ رہی تھی۔ ویسے بھی وہ جس پوزیشن میں تھا اگر وہ ذرا زیادہ تیز حرکت کرتا تو پھسل کر واپس سمندر میں بھی گر سکتا تھا اور ظاہر ہے اس طرح چھپاکے کی تیز آواز اوپر موجود مسلح آدمی کو چونکا سکتی تھی چنانچہ وہ انتہائی احتیاط سے کام لے رہا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ تھیلا کھول لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے تھیلے کی ڈوری گلے میں اس طرح ڈال لی کہ تھیلا اس کے سینے پر لٹک گیا تھا پھر اس نے احتیاط سے زپ کھولی اور سپر ڈائنامیٹ کا پیکٹ کھول کر اس نے سپر ڈائنامیٹ کو باہر نکالا اور خالی پیکٹ کو دوبارہ تھیلے میں ڈال کر اس نے اس میں موجود ٹائم چارجر کو مخصوص انداز میں چارج کیا اور پھر اس نے تین گھنٹے کا وقت لگا کر سپر ڈائنامیٹ کو احتیاط سے اس رخنے میں کافی اندر کی طرف کر کے جہاں تک وہ جا سکتا تھا رکھ دیا۔ چونکہ سپر

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

ڈائنامیٹ میں موجود ٹائم چارجر کے ڈائل پر سیکنڈ بتانے والے ہندسے الٹا چلنا شروع ہو گئے تھے اس لئے اسے معلوم تھا کہ جیسے ہی تین گھنٹے گزریں گے سپر ڈائنامیٹ خود بخود فائر ہو جائے گا اور اس کے بعد اس جزیرے کا نام و نشان تک ہمیشہ کے لئے مٹ جائے گا اس طرح نہ صرف جزیرے پر موجود جعلی کرنسی تباہ ہو جائے گی بلکہ وہ مشینیں بھی مکمل طور پر تباہ ہو جائیں گی جن کی مدد سے یہ جعلی کرنسی تیار کی جا رہی ہے اور جزیرے پر موجود کسی آدمی کو آخری لمحے تک اس بارے میں معلوم نہ ہو سکے گا۔ بیگ کی زپ لگا کر اس نے آہستہ آہستہ نیچے اترنا شروع کر دیا اور پھر پانی میں اتر کر اس نے ہیلمٹ کو دوبارہ اپنے سر پر ایڈجسٹ کیا اور پھر پانی میں غوطہ لگا دیا۔ اس کے چہرے پر کامیابی کی مسکراہٹ نمودار ہو گئی تھی۔ وہ تیزی سے نیچے اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب"۔۔۔۔ صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"وکٹری"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"تھینک گاڈ"۔۔۔۔ صدیقی کی آواز سنائی دی اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران ان کے پاس پہنچ گیا اور اس نے ساری صورت حال انہیں تفصیل سے بتا دی۔

"مطلب ہے اب واپسی کا پروگرام بنایا جائے"۔۔۔۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اب اس وشاکو جزیرے پر جا کر وہاں سے لانچ لے کر واپسی



کا سفر شروع ہو جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور تیزی سے واپس وشاکو جزیرے کی طرف بڑھنے لگا۔ سب ساتھی بھی اس کے پیچھے روانہ ہو گئے چونکہ ان کا مشن کامیاب ہو گیا تھا اس لئے باوجود تھکے ہونے کے ان کے اندر نامعلوم سی طاقت آ گئی تھی اور وہ خاصی تیز رفتاری سے واپسی کا سفر کرتے ہوئے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد جزیرہ وشاکو پر پہنچ گئے۔

"اب کچھ دیر آرام کر لیں۔ بہت تھک گئے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے پانی سے نکل کر ہیلمٹ سر سے اتارتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے چٹانوں کو پھلانگتے ہوئے اوپر پہنچ گئے۔ جزیرے کی اوپر والی سطح پر پہنچ کر وہ بے اختیار زمین پر لیٹ سے گئے لیکن اسی لمحے انہیں اپنے عقب میں کھٹکا سا محسوس ہوا تو وہ سب بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر مڑے لیکن اسی لمحے ان کے قریب دھماکہ ہوا اور ان کے گرد سرخ رنگ کا غبار تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔ عمران نے صورت حال کو سمجھتے ہی اپنی سانس روک لی لیکن بے سود۔ دوسرے لمحے اس کے ذہن پر انتہائی تیز رفتاری سے سیاہ چادر سی پھیلتی چلی گئی۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

بٹام جزیرے پر بنے ہوئے ایک کمرے میں سردار سنگھ کرسی پر بیٹھا ہوا شراب پینے میں مصروف تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور سکھدیو اندر داخل ہوا۔

"عیش ہو رہے ہیں"---- سکھدیو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عیش تو تمہارے ہونے تھے لیکن میں نے گڑبڑ حالات کی وجہ سے روک دیئے ہیں"---- سردار سنگھ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سکھدیو چونک پڑا۔ وہ اب میز کی سائیڈ پر رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"---- سکھدیو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا اور میز پر رکھی ہوئی شراب کی بوتل اٹھا کر اس نے منہ سے لگا لی۔

"تمہاری لاڈلی مادام شیلا بٹام آنا چاہتی تھی۔ کہہ رہی تھی کہ وہ

PK7E@HOTMAIL.COM



وہاں وشاکو جزیرے پر انتہائی بور ہو رہی ہے اور ظاہر ہے اس کے یہاں آنے کا مطلب تھا کہ تمہارے عیش ہو جاتے"---- سرادر سنگھ نے ایک آنکھ بند کر کے اوباشانہ انداز میں کہا۔

"اوہ ایسی کوئی بات نہیں سردار سنگھ۔ تم غلط سمجھ رہے ہو۔ مادام شیلا عام عورت نہیں ہے اور نہ ہی اس کا کردار ایسا ہے جیسا تم سمجھ رہے ہو۔ بس وہ ذرا کھلی باتیں کرنے کی عادی ہے لیکن وہ یہاں آنا کیوں چاہتی تھی جبکہ ایسے حالات میں تو اسے وشاکو جزیرے کو کسی صورت بھی نہ چھوڑنا چاہئے تھا"---- سکھدیو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بس کہہ رہی تھی کہ وہاں بور ہو رہی ہے"---- سردار سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں اس کی فطرت کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ تو ایسے حالات کو الٹا انجوائے کرتی ہے۔ کہاں ہے ٹرانسمیٹر۔ مجھے دو۔ میں اس سے خود بات کرتا ہوں۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ضرور کوئی خاص بات ہو گئی ہے"---- سکھدیو نے کہا۔

"کیا خاص بات ہونی ہے سکھدیو۔ بہرحال تم بات کر لو۔ لیکن یہ بتا دوں کہ اسے یہاں آنے کا نہ کہہ دینا۔ چیف باس کا حکم ہے کہ انتہائی محتاط رہا جائے"---- سردار سنگھ نے کہا تو سکھدیو نے زبان سے کوئی جواب دینے کی بجائے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل میز پر رکھی اور اٹھ کر ایک طرف ریک میں موجود فکسڈ فریکونسی کا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے لا

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

کر میز پر رکھا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ سکھدیو کالنگ شیلا۔ اوور"---- سکھدیو نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا لیکن مسلسل کال دینے کا باوجود دوسری طرف سے جب کال رسیو نہ کی گئی تو سردار سنگھ بھی سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر بھی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا ہوا۔ یہ مادام شیلا کال کیوں نہیں اٹنڈ کر رہی"---- سکھدیو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر کال دینا شروع کر دی۔ لیکن جب دوسری طرف سے کافی دیر تک کال رسیو نہ کی گئی تو اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے بٹن آف کر دیا۔

"کوئی لمبی گڑبڑ لگتی ہے سردار سنگھ۔ اب کیا کیا جائے"۔ سکھدیو نے کہا۔

"ہاں واقعی تمہاری بات درست ہے۔ وہاں حالات درست نہیں ہیں واقعی کوئی گڑبڑ ہے اب تو وہاں جانا پڑے گا"---- سردار سنگھ نے کہا۔

"تو چلو اٹھو۔ ہمیں فوری وہاں جانا چاہئے"---- سکھدیو نے کہا۔

"میں تو یہاں سے نہیں جا سکتا اور خاص طور پر کسی متوقع گڑبڑ کی صورت میں مجھے بہرحال یہاں ہی رہنا چاہئے۔ تم ہیلی کاپٹر لے کر چلے جاؤ اور صورت حال معلوم کرو۔ میں اپنے دو آدمی تمہارے ساتھ بھیج دیتا ہوں"---- سردار سنگھ نے کہا۔

"ٹھیک ہے"---- سکھدیو نے اٹھتے ہوئے کہا تو سردار سنگھ بھی



اٹھ کھڑا ہوا۔

"لیکن اگر وہاں لمبی گڑبڑ ہوئی تو پھر کیا دو آدمی وہاں کے حالات سنبھال لیں گے"---- سکھدیو نے کمرے سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"میرے آدمی تربیت یافتہ ہیں اور میں انہیں ضروری ہدایات بھی دے دوں گا تم فکر مت کرو"---- سردار سنگھ نے کہا اور اس نے ایک آدمی بھیج کر اپنے دو آدمی بلوا لئے۔ چند لمحوں بعد دو قوی ہیکل آدمی ان کے سامنے پہنچ گئے۔

"یس باس"---- ان میں سے ایک نے سردار سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"رام شری تم اور نرائن دونوں باس سکھدیو کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں وشاکو جزیرے پر جاؤ۔ وہاں مادام شیلا اور اس کے گروپ کے ساتھ کوئی خاص حالات پیش آئے ہیں کیونکہ مادام شیلا ٹرانسمیٹر کال اٹنڈ نہیں کر رہی۔ بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول بھی ساتھ لے جاؤ اور دوسرا ضروری اسلحہ بھی۔ پھر وہاں جیسے حالات ہوں مجھے ٹرانسمیٹر پر کال کر کے بتا دینا۔ میں مزید ہدایات دے دوں گا۔ باس سکھدیو بہرحال حالات کا جائزہ لے کر خود ہی فیصلہ کر لیں گے"۔ سردار سنگھ نے کہا۔

"یس باس"---- رام شری نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں سکھدیو کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر ہوا میں بلند ہوئے اور تیزی سے وشاکو جزیرے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد ہی ہیلی

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

کاپٹر وشاکو جزیرے پر پہنچ گیا۔ جزیرہ گھنے درختوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ اس لئے باوجود کوشش کے وہ فضا سے نیچے کے حالت کا جائزہ نہ لے سکے اور نہ ہی جزیرے پر کسی قسم کی کوئی مخصوص حرکت ہی محسوس ہو رہی تھی۔ سکھدیو فکسڈ فریکونسی ٹرانسمیٹر ساتھ لے گیا تھا۔ اس نے ایک بار پھر مادام شیلا کو کال کرنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ دوسری طرف سے کال رسیو ہی نہ کی جا رہی تھی۔

"ہیلی کاپٹر جزیرے پر اتار دو"---- سکھدیو نے نرائن سے کہا جو پائلٹ سیٹ پر موجود تھا۔

"یس باس"---- نرائن نے کہا اور پھر اس نے ایک مناسب جگہ پر ہیلی کاپٹر جزیرے پر اتار دیا۔ ہیلی کاپٹر رکتے ہی وہ تینوں تیزی سے باہر آئے لیکن جزیرے پر کسی قسم کی کوئی نقل و حرکت ہی نظر نہ آ رہی تھی لیکن اس کے باوجود وہ بیحد محتاط تھے۔

"تم وہیں ہیلی کاپٹر کے پاس ہی رکو گے نرائن۔ ہم دونوں آگے جائیں گے"---- سکھدیو نے نرائن سے کہا اور نرائن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ تیزی سے چلتے ہوئے کیبنوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جو وہاں سے قریب ہی تھے اور پھر جیسے ہی وہ بڑے کیبن کے سامنے پہنچے دونوں ہی بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ کیبن کے کھلے دروازے سے انہیں کرسی پر بندھی ہوئی بیٹھی مادام شیلا نظر آ گئی جس کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا"---- سکھدیو نے کہا اور دوڑتا ہوا کیبن میں

PK7E@HOTMAIL.COM



داخل ہو گیا لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار ٹھٹک کر رک گیا اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ مادام شیلا مردہ تھی اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا۔

"یہ۔ یہ کس نے ہلاک کیا ہے شیلا کو۔ اوہ۔ اوہ۔ باہر چلو۔ یہ تو انتہائی گڑبڑ ہے"---- سکھدیو نے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں ہی دوڑتے ہوئے باہر آئے اور تھوڑی دیر بعد جب انہوں نے ایک جگہ شیلا کے ساتھیوں کو لاشوں کی صورت میں پڑے ہوئے دیکھا تو خوف سے ان دونوں کی چیخیں نکل گئیں۔ ان سب کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا۔

"یہ۔ یہ قتل عام کس نے کیا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے یہ سب کیا ہے"---- سکھدیو نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر انہوں نے پورے جزیرے پر گھومنا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر بعد ہی انہوں نے کھاڑی میں موجود لانچ کے ساتھ مادام شیلا کے ایک اور ساتھی کو بھی لاش کی صورت میں پڑے ہوئے دیکھا۔ شیلا کا فکسڈ فریکونسی ٹرانسمیٹر لانچ میں پڑا ہوا تھا لیکن جزیرے پر کوئی زندہ آدمی موجود نہ تھا۔

"یہ کیا ہے۔ یہ سب کس نے کیا ہے۔ یہ تو سب ہلاک ہو چکے ہیں لیکن ان کو ہلاک کس نے کیا ہے اور ہلاک کرنے والے خود کہاں گئے ہیں"---- سکھدیو نے کہا۔

"یہ اسی دشمن گروپ کا کام لگتا ہے جناب۔ اور مجھے یقین ہے کہ

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

وہ یہاں یہ کام کر کے اب بٹام جزیرے کی طرف گئے ہوں گے"۔ رام شری نے کہا تو سکھدیو بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی ایسا ہی ہو گا لیکن اس شیلا نے تو یہاں انتہائی زبردست سائنسی حفاظتی نظام قائم کر رکھا تھا پھر وہ لوگ یہاں کیسے پہنچ گئے"---- سکھدیو نے کہا۔

"آپ باس کو اطلاع کر دیں جناب فوراً۔ ایسا نہ ہو کہ یہ خوفناک لوگ اچانک وہاں پہنچ جائیں"---- رام شری نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ شاید چھبیس افراد کی اس طرح ہلاکت نے اسے خوفزدہ کر دیا تھا اور سکھدیو اثبات میں سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا کیونکہ ٹرانسمیٹر وہ ہیلی کاپٹر میں چھوڑ آیا تھا۔

"کیا ہوا جناب۔ کچھ پتہ چلا"---- ہیلی کاپٹر کے قریب کھڑے نرائن نے سکھدیو کو قریب آتے دیکھ کر کہا۔

"انتہائی خوفناک حالات ہیں۔ یہاں قتل عام کیا گیا ہے۔ مادام شیلا اور اس کے گروپ کے پچیس افراد کو گولیوں سے اڑا دیا گیا ہے اور اب وہ خطرناک لوگ بٹام جزیرے کی طرف گئے ہیں"---- سکھدیو نے کہا تو نرائن کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

"سکھدیو تیزی سے ہیلی کاپٹر میں سوار ہوا اور اس نے جلدی سے فکسڈ فریکونسی ٹرانسمیٹر اٹھا کر اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ سکھدیو کالنگ۔ اوور"---- سکھدیو نے بٹن پریس

PK7E@HOTMAIL.COM



کرتے ہی کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس سردار سنگھ بول رہا ہوں۔ کیا ہوا جزیرے پر۔ مادام شیلا کیوں کال رسیو نہیں کر رہی تھی۔ اوور"---- دوسری طرف سے سردار سنگھ نے تجسس بھرے لہجے میں کہا۔

"سردار سنگھ غضب ہو گیا ہے۔ دشمن ایجنٹ یہاں پہنچ گئے ہیں انہوں نے شیلا اور اس کے گروپ کو ہلاک کر دیا ہے یہاں ان سب کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ اوور"---- سکھدیو نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری سیڈ۔ پھر کہاں ہیں اب وہ لوگ۔ اوور"۔ سردار سنگھ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ یہاں جزیرے پر موجود نہیں ہیں۔ یہاں لانچ بھی ویسے ہی موجود ہے۔ اوور"---- سکھدیو نے جواب دیا۔

"تو پھر کیا وہ آسمان پر اڑ گئے ہیں۔ کہیں وہ لوگ ہیلی کاپٹر پر تو نہیں آئے تھے۔ لیکن اگر ایسا ہوتا تو ہماری چیک پوسٹ لامحالہ ان کے ہیلی کاپٹر کو چیک کر لیتی۔ اوور"---- سردار سنگھ نے کہا۔

"وہ یقیناً کسی لانچ وغیرہ یا ہو سکتا ہے کسی آبدوز میں آئے ہوں۔ شیلا نے دونوں جزیروں کے گرد انتہائی جدید ترین سائنسی انتظامات کر رکھے تھے۔ اس کے باوجود وہ اس طرح یہاں پہنچ گئے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ شیلا اور اس کا گروپ انتہائی تربیت یافتہ تھا اگر انہیں ان کی آمد کا ذرا برابر بھی احساس ہو جاتا تو وہ اس طرح سے نہ مارے جا سکتے تھے اور اب یہ لوگ یقیناً بٹام پہنچ رہے ہوں گے۔ تم ایسا کرو

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

کہ پورے بٹام جزیرے پر اپنے آدمی فوری طور پر پھیلا دو کوئی جگہ خالی نہ چھوڑو اور ہر طرح سے الرٹ ہو جاؤ۔ اوور"---- سکھدیو نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ایسا ہی ہو گا۔ وہ یہاں کسی صورت بھی زندہ داخل نہ ہو سکیں گے لیکن تم ایک کام کرو جب یہ لوگ بٹام میں داخل نہ ہو سکیں گے تو لامحالہ واپس وشاکو جزیرے پر جائیں گے اس لئے تم وہیں رہو۔ پھر جیسے ہی یہ لوگ وہاں پہنچیں تم انہیں چھاپ لو۔ اوور"۔ سردار سنگھ نے کہا۔

"ایسے خطرناک آدمیوں کو میں دو آدمیوں کے ساتھ کیسے چھاپ سکتا ہوں۔ اوور"---- سکھدیو نے کہا۔

"تمہارے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول موجود ہیں تم ان پر اچانک گیس فائر کر دینا۔ ویسے بھی انہیں توقع تک نہ ہو گی کہ تم وہاں موجود ہو سکتے ہو۔ اس لئے وہ ہر لحاظ سے مطمئن ہوں گے۔ اوور"--- سردار سنگھ نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ تم ان کا خاتمہ نہیں کر سکتے۔ اوور"۔ سکھدیو نے کہا۔

"یہ بات نہیں۔ ایجنٹ لوگ انتہائی تیز طرار اور شاطر ذہن کے لوگ ہوتے ہیں ظاہر ہے یہاں ہم لوگ انتہائی چوکنا ہوں گے تو ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ وار کرنے کی بجائے فوری طور پر واپس چلے جائیں اور وہاں جا کر اطمینان سے کوئی نیا منصوبہ تیار کریں۔ اس لئے حفظ ماتقدم

PK7E@HOTMAIL.COM



کے طور پر کہہ رہا ہوں ورنہ اگر وہ یہاں مارے گئے تو پھر میں تمہیں اطلاع کر دوں گا ویسے بھی ابھی ہمیں ان کی تعداد کے بارے میں علم نہیں ہے ہو سکتا ہے آدھے یہاں رہ جائیں اور آدھے بچ کر واپس چلے جائیں"---- سردار سنگھ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب بات میری سمجھ میں آ گئی ہے۔ میں انہیں بے ہوش کر کے ان پر فائر کھول دوں گا اس طرح وہ میرے خلاف کوئی اقدام کرنے کے قابل ہی نہیں رہیں گے۔ اوور"---- سکھدیو نے کہا۔

"فوری طور پر ان پر فائر کھولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بے ہوش لوگ کہیں نہیں بھاگ سکتے۔ انتظار کرنا۔ ورنہ ان کے بقیہ ساتھی فائرنگ کی آواز سن کر تم پر اچانک حملہ بھی کر سکتے ہیں۔ اوور"۔ سردار سنگھ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔ تم فکر نہ کرو۔ اب میں انہیں یہاں سنبھال لوں گا۔ تم بٹام جزیرے کی فکر کرو۔ اوور"---- سکھدیو نے کہا۔

"یہاں کی فکر مت کرو۔ اگر وہ لوگ وہاں پہنچیں تو انہیں بے ہوش کر کے مجھے کال کر دینا۔ اوور اینڈ آل"---- دوسری طرف سے سردار سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سکھدیو نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور اسے وہیں رکھ کر وہ ہیلی کاپٹر سے باہر آ گیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"تمام جزیرے کی طرف سے واپسی پر وہ اس جزیرے کی دو سمتوں سے آ سکتے ہیں اس لئے ایک طرف تم پہرہ دو اور دوسری طرف رام شری پہرہ دے گا جبکہ میں یہیں رہوں گا"---- سکھدیو نے کہا۔

"رام شری کہاں ہے۔ وہ تو آپ کے ساتھ نہیں آیا"۔ نرائن نے کہا۔

"وہ وہیں رک گیا ہو گا۔ جا کر اسے بلا لاؤ"---- سکھدیو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس سمت اشارہ کر دیا جس طرف سے وہ آیا تھا اور نرائن سر ہلاتا ہوا ادھر کو بڑھ گیا۔

"بڑے ظالم لوگ ہیں۔ شیلا کو بھی ظالموں نے ہلاک کر دیا۔ کاش وہ اسے ہلاک نہ کرتے"---- سکھدیو نے نرائن کے جاتے ہیں بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے اب اس کے پاس سوائے بڑبڑانے اور افسوس ظاہر کرنے کے اور کیا چارہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد نرائن اور رام شری دونوں واپس آ گئے۔

"تم ادھر شمال کی طرف اور تم ادھر مشرق کی طرف پہرہ دو گے۔ کسی درخت پر چڑھ جانا یہ لوگ یقیناً کسی لانچ پر ہوں گے اس لئے لانچ تمہیں دور ہی سے واپس آتی دکھائی دے جائے گی۔ جیسے ہی لانچ نظر آئے تم نے فوری طور پر مجھے اطلاع دینی ہے۔ اور سنو۔ خود اپنے طور پر کوئی حماقت نہ کر بیٹھنا"---- سکھدیو نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ آپ کے احکامات کی مکمل تعمیل ہو گی"۔ دونوں

PK7E@HOTMAIL.COM



نے کہا اور سکھدیو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں علیحدہ علیحدہ سمتوں میں چلے گئے جبکہ سکھدیو دوبارہ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گیا۔ وہ پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا تاکہ اگر کوئی ہنگامی صورت حال سامنے آ جائے تو وہ فوری طور پر ہیلی کاپٹر اڑا لے جائے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد اچانک اس نے دور سے نرائن کو تیزی سے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو وہ چونک پڑا۔

"باس۔ باس۔ ادھر سے دو غوطہ خور اچانک سمندر سے نکل کر اوپر جزیرے پر آ رہے ہیں"---- نرائن نے قریب آ کر کہا تو سکھدیو نے جلدی سے ساتھ والی سیٹ پر پڑا ہوا تھیلا اٹھایا اور اچھل کر نیچے اتر آیا۔

"غوطہ خور۔ اوہ۔ اوہ۔ تو وہ سمندر کی گہرائی میں سفر کرتے رہے ہیں اسی لئے ہمیں ہیلی کاپٹر کی پرواز کے دوران وہ نظر نہ آئے تھے۔ آؤ میرے ساتھ چلو۔ جلدی کرو"---- سکھدیو نے تھیلے سے وہ مخصوص پستول نکالا جس پر بیہوش کر دینے والی انتہائی زود اثر گیس کے کیپسول بھرے ہوئے تھے اور پھر وہ نرائن کے ساتھ اس طرف کو چل پڑا جدھر نرائن پہرہ دے رہا تھا اور پھر وہ کنارے کے قریب پہنچ کر اچانک ٹھٹک کر رک گئے۔ جب انہوں نے غوطہ خوروں کا لباس پہنے ہوئے پانچ افراد کو کنارے پر چڑھ کر اوپر گھاس میں لیٹے ہوئے دیکھا۔ وہ سب بےحد تھکے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ وہ اس انداز میں لیٹے ہوئے تھے کہ ان کے سر سکھدیو اور نرائن کی طرف تھے جبکہ ان کی

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

ٹانگیں سمندر کی طرف تھیں۔ سکھدیو نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پستول کا رخ ان کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ کھٹک کی قدرے اونچی آواز سنائی دی اور پستول میں سے کیپسول نکل کر ان آدمیوں کی طرف بڑھا۔ وہ پانچوں شاید کھٹک کی آواز سن کر بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر مڑے ہی تھے کہ اسی لمحے کیپسول ان کے قریب گر کر پھٹ گیا اور سرخ رنگ کا غبار ان سب کے گرد تیزی سے پھیلتا چلا گیا اور وہ پانچوں دوبارہ نیچے گر کر ساکت ہو گئے۔ سکھدیو نے پوری تسلی کرنے کے لئے ایک اور فائر کر دیا لیکن وہ سب اسی طرح بے حس و حرکت پڑے رہ گئے۔

"ان کے اور ساتھی نہ ہوں"---- نرائن نے کہا۔

"نہیں۔ اگر ہوتے تو اب تک آ چکے ہوتے۔ تم جا کر رام شری کو بلا لاؤ"---- سکھدیو نے کہا۔

"آپ انہیں گولیوں سے ہلاک کر دیں۔ اب تو یہ بے بس پڑے ہوئے ہیں"---- نرائن نے کہا۔

"ابھی نہیں۔ سردار سنگھ سے بات کر لوں پھر۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے پوچھ گچھ کرنا پسند کرے یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ انہیں چیف باس کو بھجوا دے۔ یہ اس کا شعبہ ہے تم جا کر رام شری کو بلا لاؤ"---- سکھدیو نے کہا تو نرائن سر ہلاتا ہوا مڑا اور اس طرف کو بڑھ گیا جدھر رام شری گیا تھا۔ سکھدیو اس وقت تک وہیں کھڑا رہا جب تک وہ دونوں واپس نہیں آ گئے۔

PK7E@HOTMAIL.COM



"تم یہاں ٹھہر کر ان کا خیال رکھو میں جا کر سردار سنگھ سے بات کرتا ہوں۔ پھر جیسے ہی وہ کہے گا ویسے ہی کریں گے"---- سکھدیو نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اگر آپ حکم دیں تو میں ہیلی کاپٹر سے ٹرانسمیٹر یہاں لے آؤں"---- رام شری نے کہا۔

"نہیں۔ میں خود وہاں جاؤں گا"---- سکھدیو نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر ٹرانسمیٹر اٹھا چکا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ سکھدیو کالنگ۔ اوور"---- سکھدیو نے کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس سردار سنگھ بول رہا ہوں۔ اوور"---- چند لمحوں بعد سردار سنگھ کی آواز سنائی دی۔

"سردار سنگھ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"---- سکھدیو نے کہا۔

"یہاں تو ابھی تک کوئی نہیں آیا۔ میرے آدمی پورے جزیرے پر اور اس کے کناروں پر پہرہ دے رہے ہیں۔ نہ ہی ابھی تک کوئی لانچ نظر آئی ہے۔ اوور"---- سردار سنگھ نے کہا۔

"تمہارے ان کناروں پر موجود آدمیوں کی وجہ سے بٹام جزیرہ بچ گیا ہے سردار سنگھ۔ یہاں پانچ غوطہ خور واپس پہنچے ہیں اور میں نے انہیں بیہوش کر دیا ہے۔ وہ لانچ کی بجائے سمندر کی گہرائی میں تیرتے ہوئے وشاکو سے بٹام پہنچے ہوں گے لیکن چونکہ ہم پہلے ہی الرٹ تھے

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

اور تم نے عقل مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے چاروں طرف کناروں پر بھی آدمی تعینات کر دیئے اس لئے ان کا داؤ نہیں چل سکا اور وہ واپس آ گئے۔ اب کیا خیال ہے۔ انہیں گولیوں سے نہ اڑا دوں یا تم ان سے کوئی پوچھ گچھ کرو گے یا ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ان پانچوں کو اسی بیہوشی کے عالم میں چیف باس تک پہنچا دیا جائے۔ اوور" ۔۔۔۔ سکھدیو نے بات کے آخر میں خود ہی ساری تجویز بھی پیش کر دی۔

"صرف پانچ۔ نہیں سکھدیو۔ صرف پانچ آدمی اتنے بڑے مشن پر نہیں آ سکتے۔ لازماً ان کے اور ساتھی بھی وہیں ہوں گے۔ اوور"۔ سردار سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں تو پانچ ہی واپس آئے ہیں۔ اوور" ۔۔۔۔ سکھدیو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر ایسا کرو کہ ان پانچوں کو اسی بیہوشی کے عالم میں ہیلی کاپٹر پر لاد کر یہاں لے آؤ۔ میں یہاں ان کی روحوں سے بھی اصل حقائق اگلوا لوں گا۔ میرا خیال ہے کہ یہ لوگ گروپوں میں کام کر رہے ہیں۔ سکتا ہے کہ ایک گروپ اس طرف سے آیا ہو اور دوسرا کسی اور رف سے آ رہا ہو اس لئے ان سے اصل حقائق معلوم کرنا ضروری ہے۔ اوور" ۔۔۔۔ سردار سنگھ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں لے آ رہا ہوں انہیں۔ اوور" ۔۔۔۔ سکھدیو نے ا۔

"او کے۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔۔ سردار سنگھ نے جواب دیا اور اس

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com



کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ سکھدیو نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر ٹرانسمیٹر واپس رکھ کر وہ ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر آیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

عمران کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں تو پہلے چند لمحوں تک تو اس کا ذہن ماؤف سا رہا لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور جاگنے لگ گیا پھر اسے بیہوش ہونے سے پہلے کا منظر یاد آگیا جب وہ فور سٹارز کے ساتھ واپس وشاکو جزیرے پر پہنچا تھا اور پھر وہ جزیرے پر چڑھ کر آرام کرنے کے لئے لیٹے ہی تھے کہ کھٹک کی آواز سنائی دی تھی اور وہ اٹھ کر مڑے ہی تھے کہ ان کے ذہن پر سیاہ چادر سی پھیلتی چلی گئی تھی۔ گو انے سانس روک لیا تھا لیکن اس کے باوجود اس کے ذہن پر سیاہ ی پھیلتی چلی گئی تھی اور اب اس کی آنکھیں کھلی تھیں۔ اس لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر پڑا کہ وہ ایک دیوار کے ساتھ کھڑا ہے اس کے دونوں ہاتھ اوپر میں نصب کنڈوں میں فکس کر دیئے گئے تھے اسی طرح اس کے کنڈوں میں فکسڈ تھے۔ اس نے گردن گھمائی تو اس نے دیکھا کہ



اس کے باقی ساتھی بھی اسی انداز میں دیوار کے ساتھ کھڑے تھے لیکن ان کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں۔ عمران سمجھ گیا کہ مخصوص ذہنی ورزشوں کی وجہ سے اس کی ذہنی دفاعی قوت نے اسے وقت سے پہلے ہوش دلا دیا ہے اور چونکہ ہوش میں آتے ہوئے اس کے ذہن پر کچھ لمحوں تک دھند سی چھائی رہی تھی اس لئے وہ سمجھ گیا تھا کہ وہاں جزیرے پر انہیں گیس سے بیہوش کیا گیا تھا کیونکہ گیس سے بیہوش ہونے کے بعد آدمی جب بھی ہوش میں آتا ہے تو چند لمحوں تک اس کا ذہن ماؤف ہی رہتا ہے جبکہ چوٹ لگنے سے بیہوش ہونے کے بعد آدمی جب بھی ہوش میں آتا ہے تو اس کا شعور فوری طور پر بیدار ہو جاتا ہے۔ کمرہ خاصا بڑا تھا۔ سامنے چار پانچ کرسیاں بھی رکھی ہوئی تھیں۔ ایک طرف دروازہ تھا جو بند تھا۔ اس کے علاوہ کمرے میں اور کسی قسم کا کوئی سامان نہ تھا۔ عمران نے اپنی انگلیاں موڑ کر کنڈے کا بٹن تلاش کرنا شروع کر دیا کیونکہ اس قسم کے دیواروں میں فکسڈ کنڈے لامحالہ بٹن سے کھلتے اور بند ہوتے تھے لیکن جب کافی دیر تک ٹٹولنے کے باوجود وہ کوئی بٹن نہ تلاش کر سکا تو وہ حیران رہ گیا کہ پھر اس کی کلائیاں کیسے اس کنڈے میں ڈالی گئی ہوں گی اس نے پھر انگلیوں کی مدد سے ٹٹولنا شروع کر دیا لیکن کچھ دیر تک کوشش کے باوجود وہ جب ناکام رہا تو وہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ کیا ان کنڈوں میں عام روٹین سے ہٹ کر کوئی اور سسٹم رکھا گیا ہے لیکن وہ سسٹم کیا ہو سکتا تھا یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سیاہ رنگ کی لمبی سی گردن والی بوتل تھی۔ اندر داخل ہوتے ہی جب اس نوجوان کی نظریں عمران پر پڑیں تو وہ بے اختیار ٹھٹک کر رک گیا اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تم۔ تم کیسے ہوش میں آ گئے"۔۔۔۔ نوجوان کے منہ سے بے اختیار نکلا تو عمران مسکرا دیا۔

"میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ تمہاری اس بوتل میں ہوش میں لانے والی دوا کم ہو اور میں دوا کی کمی کی وجہ سے بیہوش ہی رہ جاؤں اس لئے خود بخود ہوش میں آ گیا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم حیرت انگیز آدمی ہو ورنہ اس گیس سے تو خود بخود کوئی ہوش میں آ ہی نہیں سکتا۔ میں سردار سنگھ اور سکھدیو کو جب یہ بتاؤں گا تو وہ دونوں میری بات پر یقین ہی نہیں کریں گے"۔ نوجوان نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ جب میں خود تمہاری بات کی تصدیق کروں گا تو انہیں یقین کرنا ہی پڑے گا"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو نوجوان سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر اس نے عمران کے ساتھ کنڈوں میں جکڑے ہوئے صدیقی کی ناک کی طرف بوتل بڑھائی اس نے اس کا ڈھکن اتارا اور بوتل کا دہانہ صدیقی کی ناک سے لگا دیا۔ چند منٹ تک ایسا کرنے کے بعد اس نے بوتل ہٹائی اور آگے بڑھ گیا۔ سب سے آخر ن خاور تھا اس کی ناک سے بوتل کا دہانہ لگانے کے جب اس نے



بوتل ہٹائی تو اس نے اس کا ڈھکن بند کر دیا۔

"تمہارا نام کیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"نرائن"۔۔۔۔ نوجوان نے مڑتے ہوئے جواب دیا۔

"تم نے سردار سنگھ اور سکھدیو کا نام لیا ہے اس کا مطلب ہے کہ ہم اس وقت بٹام جزیرے پر ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں اور ہم تمہیں بیہوش کر کے وشاکو جزیرے سے یہاں لے آئے ہیں جہاں تم نے مادام شیلا اور اس کے پورے گروپ کا قتل عام کر دیا تھا"۔۔۔۔ نوجوان نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ رک جاؤ نرائن"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو دروازے کے قریب پہنچا ہوا نرائن رک گیا۔

"کیا بات ہے"۔۔۔۔ نرائن نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

"تم مجھے اچھے آدمی لگتے ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ ہم نے کسی کا قتل عام نہیں کیا۔ میں اور میرے ساتھی تو سمندر سے نکل کر جزیرے پر پہنچے ہی تھے کہ ہمیں بیہوش کر دیا گیا۔ تم نے کہا کہ تم ہمیں اس جزیرے سے یہاں لے آئے ہو کیا تم تفصیل بتا سکتے ہو"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تفصیل کیا بتانی ہے۔ باس سردار سنگھ نے مجھے اور رام شری دونوں کو باس سکھدیو کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں وشاکو جزیرے پر بھیجا کیونکہ وہاں مادام شیلا ٹرانسمیٹر کال رسیو ہی نہ کر رہی تھیں ہم ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر جب جزیرے پر پہنچے تو وہاں مادام شیلا اور اس کے

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

پورے گروپ کی لاشیں موجود تھیں۔ ہم وہاں تمہارا انتظار کرتے رہے اور پھر تم پانچ آدمی اچانک غوطہ خوری کے لباس میں سمندر سے باہر نکلے اور کنارے پر لیٹ گئے۔ باس سکھدیو نے تم پر بیہوش کر دینے والی گیس فائر کی اور تم سب بیہوش ہو گئے تو ہم تمہیں ہیلی کاپٹر میں لاد کر بٹام جزیرے پر لے آئے اور یہاں تمہیں جکڑ دیا۔ اب باس سردار سنگھ نے مجھے حکم دیا کہ میں تم سب کو ہوش میں لے آؤں کیونکہ چیف باس یہاں پہنچنے والے ہیں اور چیف باس کے آنے پر تمہارا فیصلہ کیا جائے گا کہ تمہیں موت کے گھاٹ اتارا جائے یا تمہیں یہاں سے کہیں اور لے جایا جائے"۔۔۔۔ نرائن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہمیں یہاں آتے ہوئے کتنی دیر ہو گئی ہے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ایک گھنٹہ تو ہو ہی گیا ہو گا۔ کیوں تم یہ بات کیوں پوچھ رہے ہو"۔ نرائن نے چونک کر پوچھا۔

"بس ویسے ہی پوچھ رہا تھا تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہ میں کتنی دیر بیہوش رہا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو نرائن نے اس طرح کندھے اچکا دیئے جیسے اسے عمران کی بات سمجھ میں نہ آئی ہو اور پھر وہ دروازہ کھول کر واپس چلا گیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ سپر ڈائنامیٹ پھٹنے میں اب صرف ایک گھنٹہ رہ گیا ہے اور ہمیں اس ایک گھنٹے میں ہر صورت میں یہاں سے



نکلنا ہے"۔۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اس نے انگلیوں کو موڑ کر فولادی کڑوں کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔ اسی لمحے اس کے ساتھیوں کے کراہنے کی آوازیں سنائی دینے لگ گئیں۔ وہ سب ایک ایک کر کے ہوش میں آتے جا رہے تھے۔

"عمران صاحب۔ یہ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں"۔۔۔۔ باری باری سب نے ایک ہی سوال کیا۔

"بٹام جزیرے پر"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے نرائن سے پوچھی گئی تفصیل بھی دوہرا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ پھر تو ہم بھی خطرے میں ہیں۔ آپ نے کتنا وقت لگایا تھا سپر ڈائنامیٹ پر"۔۔۔۔ صدیقی نے پریشان ہو کر پوچھا۔

"تین گھنٹوں کا وقت۔ اور اب دو گھنٹوں سے اوپر وقت گزر چکا ہے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو سب کے چہروں پر مزید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

"ان کنڈوں کی بھی سمجھ نہیں آ رہی۔ ان میں کوئی بٹن بھی موجود نہیں ہے۔ یوں لگ رہا ہے جیسے یہ ہماری کلائیوں کے گرد رکھ کر ڈھالے گئے ہوں"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات کرتا اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک دوسرے کے پیچھے چار آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے آخر میں آنے والے دو افراد میں سے ایک کے ہاتھ میں کوڑا پکڑا ہوا تھا جبکہ دوسرے کے ہاتھ میں مشین گن تھی جبکہ پہلے داخل ہونے

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

والے دونوں افراد خالی ہاتھ تھے۔

"تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو"۔۔۔۔ ان میں سے ایک نے غور سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تہذیب کے مطابق بات کرنے سے پہلے اپنا تعارف کرایا جاتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام سردار سنگھ ہے اور یہ میرا ساتھی سکھدیو ہے۔ ہم جزیرہ بٹام کے انچارج ہیں۔ مجھے نرائن نے بتایا ہے کہ تم خود بخود ہوش میں آگئے تھے اور تم نے نرائن سے یہاں تک پہنچنے کی پوری تفصیل بھی معلوم کر لی ہے اس لئے یہ تفصیل دوہرانے کی ضرورت نہیں ہے تم نے ہماری ساتھی مادام شیلا اور اس کے پورے گروپ کا قتل عام کیا ہے اس کے باوجود تہذیب کی باتیں بھی تم ہی کر رہے ہو"۔ سردار سنگھ نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"تمہارے آدمی نرائن نے پہلے بھی ہم پر کسی مادام شیلا اور اس کے ساتھیوں کے قتل عام کا الزام لگایا تھا اور میں نے اسے بھی یہ جواب دیا تھا کہ یہ کام میں نے نہیں کیا۔ ہم تو پہلی بار اس وشاکو جزیرے پر پہنچے تھے اور وہاں پہنچتے ہی بیہوش کر دیئے گئے اور اب ہمیں یہاں ہوش آیا ہے اور اب تم نے بھی ہم پر یہی الزام لگا دیا ہے۔ دوسری بات یہ کہ ہمارا پاکیشیا سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا تعلق تو کافرستان سیکرٹ سروس سے ہے۔ ہمارے چیف شاگل کو اطلاع ملی تھی کہ وشاکو اور بٹام جزیرے پر غیر قانونی دھندہ ہو رہا ہے تو

PK7E@HOTMAIL.COM



اس نے ہمیں چیکنگ کے لئے بھیجا تھا"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو سردار سنگھ اور اس کا ساتھی سکھدیو دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"تمہارا تعلق کافرستانی سیکرٹ سروس سے ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ تم جھوٹ بول رہے ہو"۔۔۔۔ سردار سنگھ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم ایسا کرو کہ ہمارے چیف شاگل سے بات کر لو۔ وہ تمہیں خود ہی بتا دے گا کہ ہم کون ہیں"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ہمیں کیا ضرورت ہے کسی سے بات کرنے کی۔ تم چاہے کافرستان سیکرٹ سروس سے متعلق ہو یا پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ موت بہرحال تمہارا مقدر بن چکی ہے"۔۔۔۔ سردار سنگھ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا یہ تمہارے چیف باس کا حکم ہے"۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"چیف باس کا۔ ہاں۔ وہ خود یہاں آ رہے تھے لیکن ابھی ان کی کال آئی ہے کہ وہ انتہائی ضروری کام میں مصروف ہو گئے ہیں اس لئے وہ یہاں نہیں آ سکتے اور انہوں نے ہی حکم دیا ہے کہ تم سے تمام معلومات حاصل کر کے تمہیں ہلاک کر دیا جائے"۔۔۔۔ سردار سنگھ نے جواب دیا۔

"تو معلومات حاصل کرنے کے لئے تم کوڑا اور مشین گن لے آئے ہو۔ سنو سردار سنگھ۔ ہمارا تعلق واقعی کافرستان سیکرٹ سروس

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

سے ہے اور ہم یہاں باقاعدہ ہیڈ کوارٹر کی طرف سے آئے ہیں اگر تم نے ہمیں مار دیا تو تم جانتے ہو کہ تمہارے اور تمہارے چیف باس کے ساتھ کیا ہو گا۔ تمہارے ان جزیروں پر بھی سیکرٹ سروس قیامت بن کر ٹوٹ پڑے گی اور تمہارے چیف باس پر بھی ہولناک عذاب ٹوٹ پڑے گا اس لئے میرا مشورہ ہے کہ تم احمقوں جیسے کام نہ کرو بلکہ ہمیں کچھ کہنے سے پہلے اپنے چیف باس سے مشورہ کر لو۔ وہ یقیناً تم سے زیادہ بہتر فیصلہ کرے گا"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن تمہارے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تمہارا تعلق کافرستانی سیکرٹ سروس سے ہے"۔۔۔۔ سردار سنگھ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا لیکن اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ عمران کی بات سے ذہنی طور پر بہرحال متاثر ہو چکا ہے۔

"ثبوت تمہارا چیف باس ہمارے چیف شاگل سے معلوم کر لے گا تم اس بات کی فکر مت کرو"۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سکھدیو میرے ساتھ آؤ"۔۔۔۔ سردار سنگھ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اپنے ساتھی سے کہا اور پھر وہ تیزی سے واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"سنو۔ ایک منٹ میری بات سنو"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سردار سنگھ اور سکھدیو دونوں دروازے کے قریب سے پلٹ پڑے۔

"کیا بات ہے"۔۔۔۔ سردار سنگھ نے کہا۔



"کیا ایسا نہیں ہو سکتا ہے کہ تم ہمارے ہاتھ اور پیر ان کڑوں سے نکال دو اور اس کمرے کو باہر سے بند کر کے اپنے مسلح آدمی باہر کھڑے کر دو ہمارے جسم سخت تکلیف میں ہیں۔ یہ کڑے ہماری کلائیوں میں انتہائی تنگ ہیں یا پھر ان کی جگہ کھلے کڑے استعمال کر لو۔ آخر ہم سرکاری آدمی ہیں کوئی مجرم یا دشمن ایجنٹ تو نہیں ہیں کہ تم ہمارے ساتھ اس قسم کا سلوک کرو"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نرائن"۔۔۔۔ سردار سنگھ نے نرائن سے مخاطب ہو کر کہا جو ساتھ ہی مشین گن پکڑے کھڑا تھا۔

"یس باس"۔۔۔۔ نرائن نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ان کڑوں کو معمولی سا کھول دو۔ یہ واقعی ان کی کلائیوں میں بیحد تنگ ہیں"۔۔۔۔ سردار سنگھ نے کہا اور مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا اس کے پیچھے سکھدیو اور اس کے پیچھے وہ کوڑا بردار بھی باہر چلا گیا۔ نرائن دروازے کے قریب دیوار میں نصب سوئچ بورڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سوئچ بورڈ کے نچلے حصے کے درمیان میں انگلی سے پریس کیا تو بورڈ کسی ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھتا چلا گیا اور نیچے باقاعدہ ایک چھوٹی سی مشین نصب تھی اور دو بلب جل بجھ رہے تھے۔ نرائن نے ایک ناب کو آہستہ سے گھمایا تو عمران کو محسوس ہوا کہ اس کی کلائیوں اور پیروں کے گرد موجود کڑے خود بخود چوڑے ہو رہے ہیں۔

"کیا تم انہیں اسی مشین سے کھولتے اور بند کرتے ہو"۔ عمران

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

نے پوچھا۔

"ہاں"۔۔۔۔ نرائن نے سوئچ بورڈ کا ڈھکن واپس بند کرتے ہوئے کہا۔

"ابھی یہ تنگ ہیں انہیں تھوڑا سا اور کھول دو"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"سوری۔ اس سے زیادہ یہ نہیں کھل سکتے"۔۔۔۔ نرائن نے کہا اور مشین گن اٹھائے تیزی سے باہر نکل گیا۔

"میں نے ہاتھ نکال لئے ہیں عمران صاحب"۔۔۔۔ اچانک نعمانی کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے اس کے دونوں بازو تیزی سے نیچے ہو گئے اور سب اسے چونک کر دیکھنے لگے۔

"لیکن پیر تو نہیں نکل سکے۔ پھر اس سوئچ بورڈ تک تم کیسے پہنچو گے"۔۔۔۔ صدیقی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی"۔۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

"اپنی قمیض کی خفیہ جیب کی تلاشی لو اس میں یقیناً تھری ایس موجود ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو نعمانی چونک پڑا۔ غوطہ خوری کے لباس تو ان کے جسموں سے اتار لئے گئے تھے اور اب وہ اصل لباسوں میں تھے۔ نعمانی نے جلدی سے اپنی قمیض کے بٹن کھولے اور اندر ہاتھ ڈالا۔

"ہاں۔ یہ موجود ہے"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد نعمانی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے

PK7E@HOTMAIL.COM



ہاتھ میں دو انچ چوڑی اور دو انچ لمبی پتلی سی سنہرے رنگ کی پتی موجود تھی۔

"اس کا کونا موڑ کر اسے اس سوئچ بورڈ پر مارو اور خیال رکھنا تمہارا نشانہ خطا نہیں ہونا چاہئے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے تیزی سے اس پتی کا ایک کونا موڑا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو پوری قوت سے گھوما اور پتی بجلی کی سی تیزی سے اڑتی ہوئی ٹھیک اس سوئچ بورڈ سے جا ٹکرائی۔ ایک خوفناک اور کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں اور پیروں کے گرد موجود کڑے کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی کھل کر دیوار کے اندر غائب ہو چکے تھے اور وہ سب بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھے ہی تھے کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور مشین گنوں سے مسلح دو آدمی تیزی سے اندر داخل ہوئے لیکن اسی لمحے عمران اور صدیقی ان دونوں پر ٹوٹ پڑے اور دوسرے لمحے وہ دونوں مسلح آدمی چیختے ہوئے فرش پر گرے اور تڑپ کر ساکت ہو گئے۔ ان کی مشین گنیں اب عمران اور صدیقی کے ہاتھوں میں تھیں۔ باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اس لئے عمران نے ہاتھ اٹھا کر اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ سب تیزی سے دروازے کی سائیڈوں میں ہوتے چلے گئے۔ اسی لمحے تین مسلح آدمی تیزی سے اندر داخل ہوئے تو خاور، نعمانی اور چوہان ان پر جھپٹ پڑے جبکہ عمران اور صدیقی مڑ کر تیزی سے دروازے سے باہر

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

نکل آئے۔ باہر ایک بند راہداری تھی جو ایک طرف سے بند تھی جبکہ دوسری طرف سیڑھیاں اوپر کو جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے دوڑتے ہوئے ان سیڑھیوں کی طرف بڑھے اور پھر بیک وقت دو دو سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے اوپر پہنچے ہی تھے کہ اچانک دو آدمی تیزی سے ایک سائیڈ سے نکل کر سامنے آ گئے۔ چونکہ وہ خاصی تیزی میں تھے اس لئے مڑتے ہی وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے جانے ہی لگے تھے کہ عمران کا بازو گھوما اور وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے ٹکرا کر چیختے ہوئے اچھل کر منہ کے بل آخری سیڑھی پر گرے اور پھر پلٹ کر نیچے جا کر گرے ہی تھے کہ خاور اور نعمانی دونوں کے ہاتھوں میں موجود مشین گنوں کے بٹ پوری قوت سے ان کے سروں پر پڑے اور ان دونوں کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخیں نکلیں اور چند لمحے تڑپنے کے بعد وہ ساکت ہو گئے۔ عمران نے سر باہر نکالا تو ایک برآمدہ سا تھا جس کی دونوں سائیڈوں پر کمروں کے دروازے تھے جبکہ سامنے صحن اور اس کے بعد چار دیواری تھی جس کا پھاٹک بند تھا لیکن نہ ہی برآمدے میں کوئی آدمی تھا اور نہ ہی صحن میں۔ عمران تیزی سے باہر برآمدے میں آ گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی باہر آ گئے۔ کمروں کے دروازے بند تھے اور باہر سے انہیں لاک کر دیا گیا تھا البتہ ایک دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی تیزی سے اس کھلے دروازے کی طرف بڑھ گئے لیکن یہ کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ اس کے اندر میز اور کرسیاں موجود تھیں لیکن آدمی کوئی نہ تھا۔

PK7E@HOTMAIL.COM



”ہم نے فوری طور پر اس جزیرے سے باہر نکلنا ہے۔ سپر ڈائنامیٹ بلاسٹ ہونے میں اب بہت کم وقت رہ گیا ہو گا اور اگر ہم جزیرے سے باہر نہ نکل سکے تو پھر ہماری موت اسی جزیرے پر واقع ہو جائے گی“۔۔۔۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بے چین لہجے میں کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ نجانے یہ جگہ جزیرے کے کس حصے میں ہے اور جزیرہ کتنا بڑا ہے اور باہر کتنے افراد ہوں۔ اگر ہمیں کوئی گاڑی مل جائے تو زیادہ آسانی ہو جائے گی“۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

”یہاں تو کوئی گاڑی نظر نہیں آ رہی اور میرا خیال ہے کہ اس جزیرے پر شاید گاڑی کی ضرورت ہی محسوس نہ کی جاتی ہو۔ بہرحال ہم نے باہر تو نکلنا ہے۔ زیادہ اچھی بات یہ ہے کہ یہاں کے لوگوں کے جسموں پر کوئی یونیفارم نہیں ہے اس لئے لباس کی وجہ سے ہمیں پہچانا نہیں جا سکتا۔ لیکن باہر کی صورت حال کا واقعی ہمیں کوئی علم نہیں ہے“۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ساتھ ہی وہ سیڑھیاں اترتا ہوا صحن میں پہنچ گیا۔ اس کے ساتھی بھی نیچے اتر آئے اور پھر وہ سب تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ پھاٹک اندر سے بند تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر پھاٹک کی کنڈی ہٹائی اور اسے تھوڑا سا کھول کر باہر جھانکا۔ باہر ایک دائرے کی صورت میں عمارتیں بنی ہوئی تھیں اور پچاس کے قریب مسلح افراد مختلف عمارتوں کے سامنے موجود تھے جبکہ ایک عمارت کے سامنے برآمدہ سا بنا ہوا تھا اور اس کے سامنے ایک

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

جیپ کھڑی تھی۔ اسی لمحے عمران کو دور سے کسی ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی۔ آواز سے محسوس ہو رہا تھا کہ ہیلی کاپٹر جزیرے کی طرف آ رہا ہے اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک بڑا سا ہیلی کاپٹر سامنے والی عمارت کے عقب سے نمودار ہوا اور عمارتوں کے اس دائرے کے درمیان آ کر فضا میں معلق ہو گیا۔ اسی لمحے عمران نے برآمدے والی عمارت سے سردار سنگھ اور سکھدیو کو نکل کر تیزی سے جیپ میں بیٹھتے ہوئے دیکھا۔ سردار سنگھ نے جیپ میں بیٹھنے سے پہلے ہوا میں ہاتھ لہرایا۔

"ہیلی کاپٹر بھی اب ادھر ہی آئے گا اور جیپ بھی اور ہم نے ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا ہے۔ پھاٹک کے ساتھ دیوار سے لگ کر کھڑے ہو جاؤ"۔۔۔۔ عمران نے سر اندر کر کے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آہستہ سے پھاٹک بند کر کے اندر سے کنڈہ لگا دیا اور پھر وہ سب تیزی سے چاردیواری کے ساتھ پشت لگا کر کھڑے ہو گئے۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر ان کے سروں سے گزر کر اس عمارت کے صحن پر آ کر معلق ہو گیا اور پھر باہر سے جیپ کے تیز ہارن کی آواز سنائی دی۔

"یہ ہیلی کاپٹر نیچے کیوں نہیں اتر رہا"۔۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ہارن مسلسل بجنے لگا۔

"پھاٹک تیزی سے کھول کر سائیڈوں میں ہو جاؤ"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو چوہان اور نعمانی نے کھسک کر پھاٹک کا کنڈہ ہٹایا اور اس کے پٹ کھول کر سائیڈوں میں اس کے پیچھے ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی جیپ تیزی سے اندر داخل ہوئی اور سیدھی آگے برآمدے کی طرف



بڑھتی چلی گئی۔ اسی لمحے فضا میں معلق ہیلی کاپٹر بھی نیچے اترنے لگا۔

عمران کے اشارے پر چوہان اور نعمانی نے دوبارہ پھاٹک بند کر دیا۔ جیپ رکتے ہی سکھدیو اور سردار سنگھ جیپ سے نیچے اترے۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر بھی ایک سائیڈ پر اتر گیا اور اس میں سے ایک ادھیڑ عمر آدمی اچھل کر نیچے اتر رہا تھا۔ سردار سنگھ اور سکھدیو تیزی سے اس آدمی کی طرف لپکے ہی تھے کہ عمران نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر اشارہ کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی سردار سنگھ اور سکھدیو اور وہ ادھیڑ عمر آدمی تینوں اچھل کر نیچے گرے اور بری طرح تڑپنے لگے جبکہ صدیقی اور خاور دونوں بجلی کی سی تیزی سے دوڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی عقبی سائیڈوں سے ہوتے ہوئے اس کی طرف بڑھے جبکہ عمران نے انہیں کور دینے کے لئے ایک بار پھر فائر کر دیا اور نیچے گر کر تڑپتے ہوئے تینوں افراد گولیوں کی زد میں آ کر اچھلے اور پھر ساکت ہو گئے۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر کی دوسری سائیڈ سے اس کا پائلٹ اچھل کر نیچے اتر رہا تھا کہ صدیقی نے جو ہیلی کاپٹر کی دوسری سائیڈ پر پہنچ چکا تھا اس پر چھلانگ لگا دی اور وہ اسے اپنے ساتھ لیتا ہوا زمین پر جا گرا۔ دوسرے لمحے وہ اچھل کر اٹھا ہی تھا کہ اس کے عقب میں موجود خاور نے نیچے گرے ہوئے اس آدمی پر فائر کھول دیا اور نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا وہ آدمی تڑپ کر ساکت ہو گیا۔ عمران اور باقی ساتھی بھی دوڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ گئے۔ ہیلی کاپٹر

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

خالی تھا۔

"جلدی کرو جلدی۔ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو جاؤ"۔۔۔۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ خود بھی اچھل کر ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گیا۔ اس کے ساتھی بھی بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے تو عمران نے ہیلی کاپٹر کا انجن اسٹارٹ کیا اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ عمران ہیلی کاپٹر کو تیزی سے اوپر اٹھاتا چلا گیا۔ اس نے دیکھا کہ اس عمارت سے باہر موجود مسلح افراد تیزی سے دوڑتے ہوئے پھاٹک کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔ عمران ہیلی کاپٹر کو اوپر ہی اوپر لے گیا اور پھر اس نے تیزی سے اسے آگے کی طرف بڑھا دیا اور تقریباً پانچ منٹ کی تیز پرواز کے بعد وہ جزیرے کو کراس کر کے سمندر پر پہنچ گئے۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کا رخ وشاکو جزیرے کی طرف موڑ دیا۔

"اس بار تو ہم بال بال بچ گئے ہیں ورنہ۔۔۔۔" عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور ہیلی کاپٹر میں موجود سب ساتھیوں نے ثبت میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر وشاکو جزیرے پر پہنچ گیا تو عمران نے ہیلی کاپٹر نیچے اتارنا شروع کر دیا اور پھر چند لمحوں بعد لی کاپٹر ایک کھلی جگہ پر اتر گیا۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کا انجن بند کیا ہی ا کہ اچانک ہیلی کاپٹر میں نصب ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور اس سے تیز ٹی کی آواز نکلنے لگی تو عمران سمیت سب ساتھی بے اختیار چونک ے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔



"ہیلو ہیلو۔ چیف باس کالنگ۔ اوور"۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے ایک تیز آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ وہ بولنے والے کی آواز سے اسے پہچان گیا تھا یہ جگدیش تھا جو کرنل فریدی کا ساتھی تھا اور کرنل فریدی کے جانے کے بعد زیرو فورس کو چھوڑ گیا تھا۔

"یس سردار سنگھ بول رہا ہوں۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے سردار سنگھ کی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سردار سنگھ۔ تم نے زیرو ٹرانسمیٹر پر کال رسیو کیوں نہیں کی۔ اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جو ٹرانسمیٹر ہی زیرو ہو مسٹر جگدیش تو اس پر کال کیسے رسیو کی جا سکتی ہے۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے خاموشی طاری ہو گئی۔

"تم۔ تم کون ہو۔ کون بول رہے ہو تم۔ اوور"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"تم یقیناً میری آواز پہچان گئے ہو گے جگدیش۔ اور اگر تمہاری یاد داشت چیف باس بننے کے بعد کمزور ہو چکی ہے تو پھر میں تعارف کرا دیتا ہوں کہ میرا نام علی عمران ہے تم نے پاکیشیا کے خلاف انتہائی بھیانک سازش کی ہے اور تمہارا یہ بنام جزیرہ تو یقیناً چند منٹ بعد صفحہ ہستی سے غائب ہو جائے گا لیکن اب تم بھی میرے ہاتھوں سے نہ بچ سکو گے۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تم بکواس کر رہے ہو۔ میں چیف باس ہوں۔ جگدیش نہیں ہوں

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

اور تم کون ہو۔ کیا تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو تم نے کیسے میرے نائب کے ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرلیا ہے میرا نائب اشوک کہاں ہے سردار سنگھ اور سکھدیو کہاں ہیں۔ اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ تو یہ بات ہے اس ہیلی کاپٹر سے نکلنے والا اشوک تھا وہی اشوک جو تمہارے ساتھ پہلے زیرو فورس میں تھا تو تم لوگوں نے زیرو فورس چھوڑ کر علیحدہ تنظیم بنالی ہے تو پھر سن لو تمہارا نائب اشوک، سردار سنگھ اور سکھدیو تینوں ہلاک ہو چکے ہیں اور کچھ دیر بعد تمہارا جزیرہ بھی تباہ ہو جائے گا وہاں موجود جعلی کرنسی کے سٹاک اور مشینری سمیت۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن تمہارا تعلق تو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تھا اور سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں تو جعلی کرنسی کا جرم آتا ہی نہیں پھر تم کہاں سے پہنچ گئے ہو۔ اوور"۔۔۔۔ اس بار جگدیش نے کہا۔

"میں سیکرٹ سروس کے لئے کام ضرور کرتا ہوں لیکن سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہوں جس طرح سیکرٹ سروس میری خدمات حاصل کرلیتی ہے اسی طرح دوسری تنظیمیں بھی میری خدمات حاصل کرلیتی ہیں اور ان خدمات کے لئے میری صرف ایک شرط ہوتی ہے کہ کام پاکیشیا کی بقا کے لئے ہو اور تم نے جو سازش کی ہے وہ پاکیشیا کے خلاف تھی اور فورسٹارز اس کے خلاف کام کررہی تھی اس لئے انہوں نے میری خدمات حاصل کرلیں اور نتیجہ ابھی تمہیں معلوم ہو جائے

PK7E@HOTMAIL.COM



گا۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کاش مجھے اگر پہلے سے معلوم ہو جاتا کہ تم اس گروپ کے ساتھ ہو تو میں تمہارا کوئی اور انتظام کرتا مجھے تو سردار سنگھ نے بتایا تھا کہ کافرستان سیکرٹ سروس کے ایک گروپ کو انہوں نے پکڑا ہے۔ میں نے کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن وہ ملک سے باہر ہیں اس لئے میں نے اپنے نائب اشوک کو جو ساحل سمندر پر موجود تھا فوری طور پر جزیرے پر بھیج دیا تھا تاکہ وہ وہاں جا کر صحیح صورت حال معلوم کر کے مجھے اطلاع دے۔ ٹھیک ہے تم نے کسی نہ کسی طرح اس ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرلیا ہو گا اور میرے چند آدمی بھی مار دیئے ہوں گے لیکن تم جزیرہ تباہ نہیں کرسکتے کسی صورت بھی نہیں وہاں ہمارے انتظامات انتہائی سخت ہیں اور یہ بھی سن لو کہ اب راک ہیڈ قیامت تک تمہارا پیچھا نہیں چھوڑے گی قیامت تک۔ اوور"۔۔۔۔ جگدیش نے چیختے ہوئے کہا۔

"تم تو صرف راک ہیڈ ہو یعنی صرف تمہارا سر چٹان کا بنا ہوا ہے تمہارا باس کرنل فریدی تو مکمل ہارڈ ستون تھا اور تم اس کے ساتھ کام کرتے رہے ہو اس کے باوجود بھی تم اس طرح کی احمقانہ باتیں کر رہے ہو۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کرنل فریدی مسلمان ہونے کی وجہ سے تمہارے خلاف انتہائی حد تک نہ جاتا تھا لیکن میں مسلمان نہیں ہوں۔ سمجھے اور راک ہیڈ تمہارے تصور سے بھی زیادہ طاقتور تنظیم ہے اور تم دیکھنا کہ جو کام

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

کافرستان کی دوسری ایجنسیاں نہیں کر سکیں وہ راک ہیڈ کرے گی۔ پاکیشیا پر راک ہیڈ ایسی قیامت توڑے گی کہ پاکیشیا کا بچہ بچہ راک ہیڈ کے نام سے دہشت زدہ ہو کر قبروں میں پڑا چیختا رہے گا۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ دوسری طرف سے چیختے ہوئے اور ہذیانی انداز میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر وہ سب ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر آئے۔

"اس کا مطلب ہے عمران صاحب۔ کہ یہ بھی کافرستان کی کوئی سرکاری ایجنسی ہے ہم تو اسے عام سی جرائم پیشہ تنظیم سمجھتے رہے ہیں"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"میرا بھی پہلے یہی خیال تھا لیکن اب اس جگدیش کی باتوں نے اصل حقیقت ظاہر کر دی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے کنارے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب کہ ہمیں گھیرنے کی کوشش کی جائے گی اور پھر جزیرہ بثام بھی ابھی تک تباہ نہیں ہوا"۔ چوہان نے کہا۔

"دیکھو کیا ہوتا ہے۔ ہم اس وقت تک یہاں سے واپس بھی نہیں جاسکتے جب تک جزیرہ بثام تباہ نہ ہو جائے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کہیں وہ سپر ڈائنامیٹ چیک تو نہیں ہو گیا یا پھر خراب ہو گیا ہو"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"نہیں چیک ہو جاتا تو یہ لوگ لازماً اس کا ذکر کرتے یا پھر جگدیش ہی بات کر دیتا۔ اور خراب ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہم چونکہ



بیہوش رہے ہیں اس لئے ہمیں وقت کا صحیح اندازہ نہیں ہے"۔ عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی اچانک دور سے تیز گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور وہ سب ٹھٹک کر رک گئے وہ اس وقت کنارے تک پہنچ چکے تھے۔ دوسرے لمحے ایک خوفناک اور دل ہلا دینے والا دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی دور سمندر میں جیسے آگ کا ایک فوارہ سا نکل کر آسمان کی طرف بلند ہوتا دکھائی دیا۔ وشاکو جزیرہ بھی اس خوفناک دھماکے سے اس طرح لرزنے لگا جیسے خوفناک زلزلہ آ گیا ہو اس کے ساتھ ہی سمندر کے پانی کی لہریں اوپر کو اٹھ کر پہاڑ جیسی بلندی سے تیزی سے وشاکو جزیرے کی طرف آتی دکھائی دینے لگیں لیکن چونکہ جزیرے کی سطح سمندر سے کافی بلند تھی اس لئے انہیں فکر نہ تھی اور پھر یہ لہریں تقریباً کنارے کے قریب آ کر مسلسل کنارے سے ٹکرانے لگیں۔ دھماکے مسلسل ہو رہے تھے لیکن اب آسمان پر گرد اور دھوئیں کے دبیز بادل سے پھیلتے ہوئے نظر آنے لگے تھے۔ اس دھوئیں اور گرد میں بڑی بڑی چٹانیں اور پتھر اڑتے دکھائی دے رہے تھے۔

"خدا کا شکر ہے کہ ہمیں عین وقت پر یہ ہیلی کاپٹر مل گیا تھا ورنہ اتنی جلدی ہم وہاں سے نہ نکل سکتے"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"چلو اب ہمیں فوری یہاں سے نکل جانا چاہئے ورنہ ابھی کافرستان کی بحریہ اور فضائیہ اس سارے علاقے کو گھیر لے گی جلدی کرو"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور مڑ کر وہ تیزی سے دوڑتے ہوئے ہیلی

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

کاپٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور پھر وہ تیزی سے بین الاقوامی سمندر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جزیرہ کراس کر کے عمران نے ہیلی کاپٹر کی بلندی بیحد کم کر دی تھی اور اب ہیلی کاپٹر سطح کے بالکل قریب سے اڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا البتہ ہیلی کاپٹر کی رفتار بیحد تیز تھی اور تھوڑی دیر بعد وہ کافرستانی سمندری حدود کراس کر کے بین الاقوامی سمندری حدود میں داخل ہو گئے۔

"کیا آپ اس ہیلی کاپٹر پر اب پاکیشیا جائیں گے۔ وہاں ہمیں ہٹ نہ کر دیا جائے گا"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"نہیں۔ ہم بحریہ کے مخصوص اڈے پر اتر جائیں گے اور وہاں سے تمہارے چیف کو کال کر کے ساری صورت حال بتا دیں گے اس طرح ہماری واپسی اطمینان سے ہو جائے گی"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور دوسرے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

PK7E@HOTMAIL.COM



PK7E@HOTMAIL.COM

کمرے میں ایک آدمی انتہائی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ یہ کمرہ دفتر کے سے انداز میں سجا ہوا تھا۔ اس آدمی کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اور چہرہ بگڑا ہوا سا دکھائی دے رہے تھا۔ یہ جگدیش تھا جو کرنل فریدی کی زیرو فورس میں رہ چکا تھا۔ کمرے میں موجود میز پر ٹرانسمیٹر اور فون موجود تھے وہ بار بار فون کی طرف دیکھتا اور پھر ٹہلنا شروع کر دیتا۔

"تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی تو وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ جگناتھ کالنگ۔ اوور"۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ایک وحشت بھری آواز سنائی دی۔

"یس چیف باس اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"۔ جگدیش

www.paksociety.com

نے انتہائی ٹھنڈے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر چھائی ہوئی بے چینی یکلخت جیسے غائب ہو گئی تھی۔

"چیف باس۔ غضب ہو گیا ہے۔ جزیرہ بٹام خوفناک اور دل ہلا دینے والے دھماکے سے پھٹ پڑا ہے۔ پورا جزیرہ مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے۔ میرا ہیلی کاپٹر اس جزیرے سے کچھ فاصلے پر ہی تھا کہ جزیرہ کسی آتش فشاں کی طرف پھٹ گیا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس پر کوئی ایٹم بم مارا گیا ہو۔ ہم بھی بال بال بچ گئے ہیں چیف باس۔ اگر ہمارا ہیلی کاپٹر وہاں اتر جاتا یا اس کے اوپر پہنچ چکا ہوتا تو ہم بھی ساتھ ہی ختم ہو جاتے۔ اوور"---- جگناتھ نے انتہائی وحشت بھرے لہجے میں کہا تو جگدیش نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت غصے کے چراغ سے بھڑک اٹھے تھے۔

"تو یہ عمران جو کچھ کہہ رہا تھا وہ درست تھا۔ سارا سیٹ اپ ہی ختم ہو گیا میں اس کا خون پی جاؤں گا"---- جگدیش نے غصے کی شدت سے بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہیلو ہیلو۔ چیف باس۔ آپ جواب کیوں نہیں دے رہے۔ اوور"۔ دوسرے لمحے جگناتھ کی ایک بار پھر آواز سنائی دی۔

"تم اشوک والے ہیلی کاپٹر کا پتہ چلاؤ کہ وہ کہاں موجود ہے۔ اوور"---- جگدیش نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"وہ تو وہاں کہیں نظر نہیں آیا باس۔ اوور"---- جگناتھ نے جواب دیا۔



"تم احمق آدمی۔ تمہارا کیا خیال تھا کہ دشمنوں نے ہیلی کاپٹر ہوا میں روکا ہوا ہو گا وہ یقیناً اسے بٹام سے نکال کر وشا کو لے گئے ہوں گے فوراً وہاں پہنچو اور اگر وہ وہاں موجود ہو تو اسے گنوں سے اڑا دو نانسنس"---- جگدیش نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں ہیلی کاپٹر سے ہی کال کر رہا ہوں باس۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔ اوور"---- جگناتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جلدی معلوم کرو اور اگر یہ لوگ مل جائیں تو انہیں ہیلی کاپٹر سمیت اڑا دو۔ اوور اینڈ آل"---- جگدیش نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن آف کر دیا اور پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے گھوم کر میز کی دوسری طرف پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سب کچھ تباہ ہو گیا سب کچھ۔ نجانے یہ سب کچھ کیسے ہوا ہو گا"---- جگدیش نے بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی حالت ایسی ہو رہی تھی جیسے جواری اپنا سب کچھ ہارنے کے بعد آخر میں اپنی آخری پونجی بھی ہار بیٹھا ہو۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد دوبارہ ٹرانسمیٹر پر کال آ گئی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو جگناتھ کالنگ۔ اوور"---- رابطہ قائم ہوتے ہی جگناتھ کی آواز سنائی دی۔

"یس چیف باس اٹنڈنگ یو۔ اوور"---- جگدیش نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس میں نے بین الاقوامی سمندری حدود تک چیک کر لیا ہے

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

وہاں کہیں بھی اشوک والا ہیلی کاپٹر نظر نہیں آ رہا البتہ وشاکو جزیرے پر مادام شیلا اور اس کے گروپ کی لاشیں پڑی سڑ رہی ہیں۔ اوور"۔۔۔۔ جگناتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ نکل گئے بہرحال تم ایسا کرو کہ جب بٹام جزیرے پر حالات پرسکون ہوں تو وہاں اتر کر معلوم کرو کہ وہاں یہ دھماکے اور تباہی کیوں اور کیسے ہوئی ہے اور وہاں کیا بچا ہے اور کیا نہیں۔ اوور"۔۔۔۔ جگدیش نے کہا۔

"چیف باس۔ بٹام جزیرہ تو صفحہ ہستی سے مٹ چکا ہے جس جگہ جزیرہ تھا وہاں اب سمندری پانی ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور جزیرے کی چٹانیں اور پتھر بھی غائب ہو چکے ہیں البتہ ہلکی پھلکی چیزیں اور لاشیں ہر طرف تیرتی ہوئی نظر آ رہی ہیں۔ اوور"۔۔۔۔ جگناتھ نے کہا تو جگدیش بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ پورا جزیرہ ہی ناپید ہو جائے۔ اس قدر ہولناک تباہی تو کسی بم سے نہیں آ سکتی کیا وہاں ایٹم بم پھٹا ہے۔ اوور"۔۔۔۔ جگدیش نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"باس جو دھماکے میں نے سنے ہیں اور جس طرح میں نے جزیرہ تباہ ہوتے دیکھا ہے مجھے تو واقعی یہی لگتا تھا کہ وہاں ایٹم بم ہی پھٹا ہے یا پھر سپر ڈائنامیٹ۔ شاید مادام شیلا وہاں بھول گئیں اور اسے کسی نے چارج کر دیا ہو۔ اوور"۔۔۔۔ جگناتھ نے کہا تو جگدیش بے اختیار چونک پڑا۔



"کیا کہہ رہے ہو۔ سپر ڈائنامیٹ مادام شیلا کے پاس تھا۔ اوور"۔۔۔۔ جگدیش نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس چیف باس۔ مادام شیلا ایکریمیا سے ایک سپر ڈائنامیٹ جس پر ٹائم چارجر نصب تھا چرا کر لائی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ اس سے دشمن کا کوئی بہت بڑا اور وسیع اڈہ تباہ کرے گی وہ محترمہ یہ ڈائنامیٹ سب کو دکھایا کرتی تھی۔ یہ اس قدر طاقتور تھا کہ ایٹم بم جیسی ہی قوت سے پھٹتا تھا۔ مادام شیلا ہر وقت اسے اپنے ساتھ رکھتی تھی۔ اوور"۔۔۔۔ جگناتھ نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اب میں ساری بات سمجھ گیا ہوں تم ایسا کرو کہ فوری طور پر وشاکو جزیرے پر اترو وہاں مادام شیلا اور اس کے گروپ کا اسلحہ ابھی تک موجود ہو گا وہاں تلاش کرو کہ وہ سپر ڈائنامیٹ موجود ہے یا نہیں۔ اور پھر مجھے فوراً رپورٹ دو۔ اوور"۔ جگدیش نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس چیف باس۔ اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو جگدیش نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔

"یہ تو اپنے ہی ہاتھوں سب کچھ تباہ ہو گیا ویری سیڈ کاش مجھے پہلے اطلاع مل جاتی کہ شیلا کے پاس ایسا سپر ڈائنامیٹ موجود ہے"۔ جگدیش نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر پر ایک بار پھر کال آئی اور جگدیش نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"ہیلو ہیلو جگناتھ کالنگ۔ اوور"۔۔۔۔ جگناتھ کی آواز سنائی دی۔

"یس چیف باس اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔۔۔۔ جگدیش نے کہا۔

"باس میں نے تلاشی لی ہے اسلحے کے ذخیرے میں سپر ڈائنامیٹ موجود نہیں ہے اور یہاں کے ایک کیبن میں اسلحہ رکھا گیا تھا وہاں ایک پیٹی میں سے اسلحہ اس طرح نکال کر علیحدہ رکھا گیا ہے جیسے اسی پیٹی کی تلاشی لی گئی ہو۔ ہو سکتا ہے کہ یہ سپر ڈائنامیٹ اسی پیٹی میں ہی موجود رہا ہو۔ اوور"۔۔۔۔ جگناتھ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب مزید کیا کہا جا سکتا ہے۔ تم ہیڈ کوارٹر واپس آجاؤ۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ جگدیش نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا لیکن اسی لمحے پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جگدیش نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔۔ جگدیش نے کہا۔

"سر پرائم منسٹر صاحب کی کال ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے اس کے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"بات کراؤ"۔۔۔۔ جگدیش نے کہا۔

"ہیلو۔ پرسنل سیکرٹری ٹو پرائم منسٹر بول رہا ہوں"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد پرائم منسٹر کے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"بات کراؤ"۔۔۔۔ میں چیف آف راک ہیڈ بول رہا ہوں"۔۔۔۔ جگدیش نے کہا۔

"بات کریں"۔۔۔۔ پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

PK7E@HOTMAIL.COM



"جگدیش بول رہا ہوں جناب"۔۔۔۔ جگدیش نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر جگدیش۔ مجھے ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ جس جزیرے پر آپ کی تنظیم کا کنٹرول تھا وہ تباہ ہو گیا ہے یہ کیا سلسلہ ہے"۔ پرائم منسٹر نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ آپ کو درست رپورٹ ملی ہے اور یہ سب کچھ پاکیشیا کے ایجنٹ علی عمران نے کیا ہے"۔۔۔۔ جگدیش نے کہا۔

"عمران۔ کیا مطلب۔ اس کا آپ کی تنظیم سے کیا تعلق آپ کی تنظیم تو بظاہر غیر سرکاری ہے اور آپ جس مشن پر کام کر رہے تھے وہ غیر سرکاری تھا اور عمران تو سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے"۔۔۔۔ وزیر اعظم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر اسی بات پر ہم مار کھا گئے ہیں آپ نے جعلی کرنسی والا مشن ہماری تنظیم کے ذمے لگایا تو میں نے اس پر کام شروع کر دیا ہم نے پاکیشیا کو معاشی طور پر تباہ کرنے کے لئے مکمل منصوبہ بندی کر لی۔ بٹام جزیرے پر دس مشینیں لگا دیں جہاں جعلی کرنسی چھاپی جا رہی تھی کہ جسے اچھے اچھے ماہرین بھی شناخت نہ کر سکتے تھے۔ ہمارا پروگرام یہی تھا کہ ہم پورے پاکیشیا میں یہ جعلی کرنسی پھیلا دیں اور ان کی اصل کرنسی اس کے بدلے منگوا کر بٹام جزیرے پر جلا دیں کہ مجھے اطلاع ملی کہ پاکیشیا میں ہمارے آدمی پکڑے گئے ہیں ہم نے دوسرے آدمی ہائر کر لئے۔ دوسرے آدمی بھی پکڑ لئے گئے تو میں نے فوری طور پر منصوبہ

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

روک دیا تاکہ نیا سیٹ اپ قائم کیا جائے کہ ہمیں اطلاع ملی کہ پاکیشیا کی سپیشل فورس کے چند ایجنٹ بٹام جزیرے کے خلاف کام کرنے آ رہے ہیں ہم نے بٹام جزیرے اور اس کے ساتھ ہی وشاکو جزیرے پر حفاظت کے مکمل انتظامات کر لئے اس دوران بٹام جزیرے سے میرے آدمیوں نے اطلاع دی کہ انہوں نے وشاکو جزیرے سے پانچ ایجنٹ پکڑے ہیں اور انہیں بٹام جزیرے پر قید کر لیا ہے۔ میں نے ان کی ہلاکت کے احکامات دے دیئے لیکن پھر میرے آدمیوں نے اطلاع دی کہ وہ لوگ اپنے آپ کو کافرستان سیکرٹ سروس کے آدمی بتا رہے ہیں۔ میں یہ بات سن کر بیحد حیران ہوا۔ میں نے فوری طور پر سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر سے رابطہ کیا تو معلوم ہوا کہ چیف جناب شاگل صاحب ملک سے باہر ہیں۔ میرا ایک آدمی اشوک ساحل سمندر پر ہمارے ایک اڈے میں موجود تھا وہ کافرستان سیکرٹ سروس میں طویل عرصے تک کام کر چکا تھا۔ میں نے اسے ہیلی کاپٹر پر فوری طور پر جزیرے پر پہنچنے کا حکم دیا تاکہ وہ انہیں شناخت کر سکے پھر جب میں نے اس سے رابطہ قائم کیا تو معلوم ہوا کہ اشوک کی جگہ وہ عمران بول رہا ہے اور اس عمران نے بتایا کہ اس نے اشوک کو ہلاک کر کے ہیلی کاپٹر اس سے چھین لیا ہے اور اب جزیرہ بٹام تباہ ہو جائے گا۔ میں نے اس کی بات پر یقین نہ کیا تو اس نے بتایا کہ وہ فری لانسر ہے اور اس کی خدمات پاکیشیا کے ایک اور گروپ نے حاصل کر لی ہیں۔ میں نے اپنے نائب جگناتھ کو جزیرے بٹام پر بھجوایا تاکہ وہاں کے حالات معلوم کر

PK7E@HOTMAIL.COM



کے مجھے رپورٹ دے سکے لیکن اس نے بتایا کہ جزیرہ اچانک کسی آتش فشاں کی طرح پھٹ گیا اور یہ تباہی اس قدر خوفناک تھی کہ جزیرہ بٹام کا نام و نشان تک مٹ گیا۔ عمران اشوک کے ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر پہلے ہی نکل گیا تھا۔ میں نے مزید انکوائری کرائی تو پتہ چلا کہ راک ہیڈ کی مادام شیلا کے پاس ٹائم چارجر سپر ڈائنامیٹ تھا جو اس نے اپنے پاس خفیہ طور پر رکھا ہوا تھا۔ مادام شیلا اپنے گروپ کے ساتھ وشاکو جزیرے پر حفاظت کے لئے تعینات تھی عمران اور اس کا گروپ وہاں پہنچا انہوں نے مادام شیلا اور اس کے گروپ کے تمام افراد کو ہلاک کر دیا۔ وہاں سے سپر ڈائنامیٹ حاصل کر کے غوطہ خوری کرتے ہوئے وہ بٹام جزیرے پر پہنچے اور انہوں نے وہاں سپر ڈائنامیٹ نصب کر دیا۔ واپسی پر وہ پکڑے گئے اور پھر میرے آدمیوں اور اشوک کو ہلاک کر کے ہیلی کاپٹر پر فرار ہو جانے میں کامیاب ہو گئے اور سپر ڈائنامیٹ کی وجہ سے پورا جزیرہ تباہ ہو گیا"۔۔۔۔ جگدیش نے پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس جعلی کرنسی کی تیاری پر جو اربوں روپے کافرستان کے خرچ ہوئے وہ سب ضائع ہو گئے۔ جزیرہ بھی صفحہ ہستی سے ناپید ہو گیا۔ تمہارے گروپ کی مادام شیلا اور اس کے تمام آدمی مارے گئے اور تمہارا ہیلی کاپٹر ان کے ہاتھ لگ گیا اور یہ سب کچھ صرف پانچ افراد نے کیا ہے یہی ہے تمہاری تنظیم راک ہیڈ۔ جس پر کافرستان کروڑوں روپے خرچ کر رہا ہے"۔ وزیراعظم نے انتہائی سرد

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

لہجے میں کہا۔

"سر اس عمران کی وجہ سے گڑبڑ ہو گئی ہے ویسے جناب۔ اب میں نے فیصلہ کر لیا کہ اس عمران کا خاتمہ کر کے ہی دم لوں گا"۔ جگدیش نے کہا۔

"لیکن راک ہیڈ تنظیم کی پلاننگ جب تم نے پیش کی تھی تو تم نے کہا تھا کہ تم کرنل فریدی کے اسسٹنٹ رہے ہو اور تمہاری وجہ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے بے شمار مشنز میں ناکام رہی ہے اور اب اس سروس کا ایک فری لانسر ایجنٹ ایک لحاظ سے تمہاری پوری تنظیم کے منہ پر تھپڑ مار کر چلا گیا ہے اور تم احمقوں کی طرف مجھے اپنی ناکامی کی رپورٹ دے رہے ہو"۔۔۔ پرائم منسٹر کا غصہ اپنے عروج پر پہنچ گیا تھا۔

"سر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ عمران کی لاش آپ کے قدموں میں لا کر رکھ دوں گا"۔۔۔ جگدیش نے کہا۔

"اوکے"۔۔۔ پرائم منسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اس عمران نے واقعی راک ہیڈ کو مکمل طور پر تباہ کر دیا ہے اور سوائے اس ہیڈ کوارٹر کے اور باقی بچا کیا ہے۔ لیکن میں اب دیکھوں گا کہ یہ اور کتنے دن زندہ رہتا ہے"۔۔۔ جگدیش نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور اس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر

PK7E@HOTMAIL.COM



ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"گنیش کلب"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"جگدیش بول رہا ہوں۔ گنیش سے بات کراؤ"۔ جگدیش نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ گنیش بول رہا ہوں"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جگدیش بول رہا ہوں گنیش"۔۔۔ جگدیش نے کہا۔

"ہاں۔ کیا ہوا۔ خیریت۔ کیسے فون کیا"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"گنیش غضب ہو گیا۔ راک ہیڈ کے سارے گروپ ختم ہو گئے ہیں سب کچھ تباہ ہو گیا ہے وزیر اعظم صاحب علیحدہ ناراض ہو گئے ہیں اور یہ سب کچھ اس پاکیشیائی علی عمران کی وجہ سے ہوا ہے۔ تم عمران کو اچھی طرح جانتے ہو تمہاری اس کے ساتھ کرنل فریدی کے زمانے میں انتہائی بے تکلفی تھی تم میری مدد کرو۔ میں اس عمران کا کٹا ہوا سر وزیر اعظم کے قدموں میں لا کر ڈالنا چاہتا ہوں"۔ جگدیش نے کہا۔

"کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا جگدیش۔ تم پہلے تو اتنے احمق نہیں تھے تمہارا کیا خیال ہے عمران وہاں سڑک پر اپنا سر زمین پر رکھے انتظار میں ہو گا کہ تم جا کر اس کا سر کاٹو اور لا کر وزیر اعظم کے قدموں میں ڈال دو۔ لیکن عمران اور تمہارا ٹکراؤ کیسے ہو گیا تم جن

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

معاملات میں ملوث ہو ان معاملات میں تو وہ دخل نہیں دے سکتا"۔ گنیش نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا۔ بس ہو گیا اور اب مجھے اس کا مداوا کرنا ہے تم میری مدد کرو پلیز۔ مجھے لگتا ہے کہیں پرائم منسٹر صاحب میرے کورٹ مارشل کا حکم نہ دے دیں"۔۔۔۔ جگدیش نے کہا۔

"تم مجھے تفصیل بتاؤ کہ تمہارا کیا مشن تھا جس کے خلاف عمران حرکت میں آگیا"۔۔۔۔ گنیش نے کہا تو جگدیش نے اسے تفصیل بتا دی۔

"جعلی کرنسی کے سکینڈل میں تو سیکرٹ سروس کام نہیں کرتی۔ یہ تو سنٹرل انٹیلی جنس کا کام ہے اور میں نے اخبارات میں پڑھا تھا کہ پاکیشیائی سنٹرل انٹیلی جنس نے جعلی کرنسی پھیلانے والے گروپوں کا خاتمہ کر دیا ہے اور اس کام کا سہرا عمران کے دوست سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کے سر ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران نے یہ سارا کام سپرنٹنڈنٹ کے لئے کیا ہے اور یقیناً اس کے ساتھی بھی سنٹرل انٹیلی جنس سے ہی ہوں گے لیکن اب تم عمران کو بھول جاؤ تمہاری بہتری اسی میں ہے"۔۔۔۔ گنیش نے کہا۔

"نہیں۔ میں اسے نہیں بھول سکتا گنیش۔ میری مدد کرو"۔ جگدیش نے اپنی بات پر اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"میں پرائم منسٹر صاحب سے کہہ کر تمہاری جان بخشی کرا دیتا ہوں



لیکن میں تمہارے ہی فائدے کی بات کر رہا ہوں۔ تم اسے بھول جاؤ اور سنو۔ کہیں تم نے اسے اپنے متعلق تو کچھ نہیں بتایا۔ میرا مطلب ہے اپنی تنظیم راک ہیڈ کے متعلق"۔۔۔۔ گنیش نے کہا۔

"اس نے مجھے بطور جگدیش میری آواز سے ہی پہچان لیا تھا لیکن میں نے اس کے سامنے یہ بات تسلیم ہی نہیں کی کہ میں جگدیش ہوں لیکن میں نے اسے راک ہیڈ کی طرف سے دھمکی دے دی تھی کہ اب راک ہیڈ قیامت تک اس کا پیچھا نہ چھوڑے گی اور میں کروں گا بھی ایسا ہی"۔۔۔۔ جگدیش نے کہا۔

"اوہ۔ ویری سیڈ۔ تم اس وقت شدید خطرے میں ہو عمران نے لامحالہ اب تمہارے ہیڈ کوارٹر پر وار کرنا ہے وہ ایسے کام ادھورے چھوڑنے کا قائل نہیں ہے تمہارے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کس کس کو معلوم ہے"۔۔۔۔ گنیش نے کہا۔

"صرف پرائم منسٹر اور تمہیں۔ اس کے علاوہ کسی کو بھی نہیں معلوم۔ کیونکہ راک ہیڈ صرف پرائم منسٹر کے انڈر ہے"۔ جگدیش نے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو کہ فی الحال عمران کو بھول جاؤ۔ اس کے خلاف کام نہ کرو۔ جب کچھ وقت گزر جائے پھر کوئی پلاننگ بنا لیں گے اس میں تمہارا فائدہ ہے۔ رہے پرائم منسٹر صاحب۔ تو تمہیں معلوم ہے کہ وہ میری بات نہیں ٹال سکتے میں انہیں فون پر کہہ دیتا ہوں وہ تمہیں کوئی سزا نہ دیں گے"۔۔۔۔ گنیش نے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"اوکے ٹھیک ہے۔ تم میرے بہترین دوست ہو۔ اس لئے تمہارا مشورہ مان لیتا ہوں"---- جگدیش نے کہا۔

"اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے۔ گڈ بائی"---- گنیش نے جواب دیا اور جگدیش نے رسیور رکھا اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ ذہنی طور پر بیحد ڈسٹرب ہو چکا تھا اس لئے اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اب جا کر خوب دل بھر کر شراب پیئے گا اور پھر اطمینان سے سو جائے گا۔ لیکن ابھی اس نے قدم بڑھایا ہی تھا کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ جگدیش اسے دیکھ کر چونک پڑا۔

"جگناتھ تم۔ اور میرے آفس میں اس انداز میں۔ تمہیں اس کی جرات کیسے ہوئی"---- جگدیش نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مسٹر جگدیش۔ تمہاری موت کے احکامات صادر ہو گئے ہیں اور اب تمہاری جگہ میں راک ہیڈ کا سربراہ ہوں"---- جگناتھ نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے عقب سے ہاتھ سامنے کیا تو اس کے ہاتھ میں ریوالور موجود تھا۔

"کس نے احکامات دیئے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے"---- جگدیش نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"وزیراعظم صاحب نے"---- جگناتھ نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں موجود ریوالور سے شعلہ سا نکلا اور جگدیش کو یوں معلوم ہوا جیسے اس کے سینے میں ایک جھٹکے سے گرم سلاخ اندر تک اترتی چلی گئی ہو۔ اس کا جسم جھٹکا کھا کر پیچھے ہٹا



اسی لمحے اسے دوسرا شعلہ دکھائی دیا اور ایک اور گرم سلاخ اس کے سینے میں اتر گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کا سانس اس کے گلے میں اٹک گیا۔ وہ دھماکے سے زمین پر گر چکا تھا۔ اس نے پوری قوت سے گلے میں اٹکے ہوئے سانس کو نکالنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر جیسے تاریک پردہ سا پھیلتا چلا گیا اور اس کے سب احساسات اس سیاہ پردے میں جیسے چھپتے چلے گئے۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

عمران اپنے فلیٹ میں آرام کرسی پر نیم دراز ایک کتاب کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ جعلی کرنسی والا مشن بٹام جزیرے کی تباہی کے ساتھ ہی مکمل طور پر ختم ہو گیا تھا اور سیکرٹ سروس کے پاس ان دنوں چونکہ کوئی مشن نہ تھا اس لئے عمران کا زیادہ وقت مطالعے میں گزرتا تھا۔ اس وقت بھی وہ ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"سلیمان۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب۔ ذرا آکر معلوم کرو کہ کون اپنی انگلیوں کی خارش مٹا رہا ہے۔ اسے میری طرف سے کہہ دو کہ خارش کا علاج نیم کے پتوں کا عرق ہوتا ہے۔ فون کا ڈائل نہیں ہوتا"---- عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"ایسا نسخہ آپ خود ہی بتا دیں۔ میرے پاس دیت کے ایک لاکھ ستر ہزار روپے نہیں ہیں"---- باورچی خانے سے سلیمان کی آواز سنائی

PK7E@HOTMAIL.COM



دی۔ فون کی گھنٹی مسلسل بجے چلی جا رہی تھی۔

"تمہارا مطلب ہے یہ نسخہ استعمال کرنے والا ہلاک ہو جائے گا اور تمہیں قتل خطا کی سزا میں دیت کی رقم دینی پڑے گی"---- عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"کیا آپ کے پاس دیت کی رقم ایک لاکھ ستر ہزار روپے ہے"---- عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"میرا نام گنیش ہے اور میں کافرستان سے بول رہا ہوں عمران صاحب"۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ارے تم راکشش۔ تو اب راکشش۔ میرا مطلب ہے شیطان نے بھی فون لگوا لیا ہے۔ وری گڈ۔ اسے کہتے ہیں ترقی"۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"راکشش نہیں گنیش۔ زیرو فورس کا گنیش"---- دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

"اوہ اچھا۔ تو تم گنیش ہو۔ یعنی تمہاری زبان میں دانائی کا دیوتا۔ بہت خوب تو پھر کوئی دانائی کی ہی بات کرو گے۔ فرماؤ"---- عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ میں آپ کو ایک اہم اطلاع دینا چاہتا ہوں۔ کافرستان کی خفیہ تنظیم راک ہیڈ پاکیشیا کے خلاف جعلی کرنسی پھیلانے

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

کے مشن پر کام کر رہی تھی آپ نے نہ صرف پاکیشیا میں اس کا سارا سیٹ اپ ختم کر دیا بلکہ کافرستان کے جزیرہ بٹام کو بھی آپ نے تباہ کر کے اس تنظیم کا تیاپانچہ کر کے رکھ دیا۔ اس تنظیم کا سربراہ جگدیش تھا اور جگدیش نے آپ کو دھمکی بھی دی تھی کہ راک ہیڈ قیامت تک آپ کا پیچھا نہ چھوڑے گی۔ اس نے مجھ سے بات کی تھی میں نے اسے سمجھا دیا تھا لیکن کافرستان کے پرائم منسٹر نے اسے سزا دے دی اور اس کے نائب جگناتھ کو راک ہیڈ کا سربراہ بنا دیا اور جگناتھ کے ہاتھوں جگدیش کو ہلاک کرا دیا۔ جگدیش میرا گہرا دوست تھا مجھے اس کی موت پر گہرا دکھ ہوا ہے اس لئے میں فیصلہ کیا ہے کہ اگر جگدیش نہیں رہا تو اب اس راک ہیڈ کو بھی نہیں رہنا چاہئے اور جب تک راک ہیڈ کا ہیڈ کوارٹر تباہ نہیں ہوتا راک ہیڈ پاکیشیا کے خلاف کسی نہ کسی انداز میں کام کرتی رہے گی اس لئے میں آپ کو راک ہیڈ کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ بتا دیتا ہوں۔ یہ ہیڈ کوارٹر اشوکا روڈ پر عمارت نمبر آٹھ سو آٹھ کے اندر واقع ہے۔ بظاہر یہ عمارت اشوکا کلب کے طور پر پہچانی جاتی ہے لیکن دراصل اس کے نیچے تہہ خانوں میں راک ہیڈ کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اس ہیڈ کوارٹر کو آسانی سے تباہ کر دیں گے۔ اس طرح میں اپنے گہرے دوست جگدیش کی موت کا انتقام لے سکوں گا"۔۔۔ گنیش نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"جیسے جگدیش کی جگہ جگناتھ نے لے لی ہے ایسے ہی اشوکا کلب کی جگہ گنیش کلب میں بھی تو نیا ہیڈ کوارٹر بن سکتا ہے"۔۔۔ عمران

PK7E@HOTMAIL.COM



نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ کیونکہ آپ نے راک ہیڈ کے ہیڈ کوارٹر کے علاوہ سب کچھ ختم کر دیا ہے۔ وزیراعظم صاحب میرے ذاتی دوست ہیں اور میں نے ہی جگدیش کی سفارش کر کرا کر یہ تنظیم قائم کرائی تھی۔ کافرستان کی وزارت خزانہ نے اس کے قیام کے منظوری نہ دی تھی اور اس کے لئے فنڈ دینے سے انکار کر دیا تھا لیکن پرائم منسٹر نے میرے کہنے پر اپنے صوابدیدی فنڈ سے یہ تنظیم قائم کی تھی۔ اگر اس کا مشن کامیاب ہو جاتا تو پھر یقیناً وزیراعظم صاحب اس کی کارکردگی کی بنیاد پر اسے سرکاری حیثیت دے دیتے لیکن اب ایسا نہیں ہو سکے گا"۔ گنیش نے کہا۔

"کمال ہے۔ پہلے سنگ بنیاد رکھ کر تم نے اپنے نام کی تختی لگوا لی اور اب اس کا خاتمہ بالخیر کرنے کا کریڈٹ بھی تم ہی لینا چاہتے ہو۔ یہ تو واقعی دانائی کی بات ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ جگدیش نہ صرف میرا گہرا دوست تھا بلکہ وہ میرا بہنوئی بھی تھا اور اس بات کا علم پرائم منسٹر صاحب کو بھی تھا۔ اس کے باوجود انہوں نے اس کے قتل کا حکم دے کر میرے ساتھ زیادتی کی ہے اس لئے میں اب اس کا ہیڈ کوارٹر تباہ کرا کر پرائم منسٹر کو بتانا چاہتا ہوں کہ گنیش کیا کر سکتا ہے"۔۔۔ گنیش نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اور یہ سارا کام تم میرے ذریعے سے کرانا چاہتے ہو۔ خود ہمت

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

کیوں نہیں کر لیتے۔ میرے لئے تو وہ جعلی کرنسی والا مشن ختم ہو چکا ہے اور راک ہیڈ جیسی تنظیموں کے ہیڈ کوارٹر سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہوا کرتی۔ ایسے ہیڈ کوارٹر کافرستان میں نجانے کتنے ہوں گے اور نہ میں ذاتی انتقام کا قائل ہوں اور نہ کسی کا ایسا کام کرنے کے لئے تیار ہوں اس لئے سوری۔ تم نے غلط نمبر ڈائل کیا ہے۔ گڈ بائی"---- عمران نے خشک لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کرنل فریدی نجانے کس طرح ایسے ایسے احمقوں کو سنبھالے رکھتے تھے"---- عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کتاب کے صفحوں پر دوبارہ نظر دوڑانے ہی لگا تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ابھی کوئی بات رہ گئی ہے کیا جناب راکشش صاحب"۔ عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ۔ میں بلیک زیرو بول رہا ہوں۔ یہ آپ کس راکشش کی بات کر رہے تھے"---- دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"راکشش شیطان کو کہتے ہیں اور شیطان بلیک ورلڈ کا انچارج ہوتا ہے اور یہ بلیک ورلڈ بظاہر کتنی بھی زبردست دکھائی دے لیکن درحقیقت زیرو ہوتی ہے۔ اب باقی تم خود سمجھ سکتے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ میں راکشش ہوں اور اگر میں راکشش

PK7E@HOTMAIL.COM



ہوں تو بہرحال آپ میرے چیف ہیں"---- بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بھی اس کی خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس دیا۔

"بہت خوب۔ اس کا مطلب ہے کہ اب میں اپنے لئے چیک خود لکھ سکتا ہوں۔ پھر آغا سلیمان پاشا کی زبان مبارک ثابت ہوئی۔ ابھی وہ ایک لاکھ ستر ہزار روپے دیت کی بات کر رہا تھا"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ یہ دیت کا ذکر کہاں سے آ گیا"---- بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ شاید میرے لئے رقم اکٹھی کر رہا ہے کیونکہ دیت قتل خطا میں دینی پڑتی ہے اور یہ مقرر شدہ ہے۔ ایک لاکھ ستر ہزار اکٹھے ہوتے ہی اس نے میرے وارثوں کو ادا کر کے اپنی جان چھڑا لینی ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ آپ سے تو اس نے لاکھوں وصول کرنے ہیں اور آپ اسے ہر بار ٹرخا دیتے ہیں اس لئے شاید وہ اسی لئے بندوبست کر رہا ہو گا کہ چلو اس کی ساری تنخواہ نہ سہی کم از کم آپ اس کے وارثوں کو ایک لاکھ ستر ہزار دینے پر مجبور ہو ہی جائیں گے"---- بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اتنا عقل مند ہوتا تو دانش منزل میں بیٹھا ہوتا"---- عمران نے جواب دیا اور دوسری طرف بلیک زیرو بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"اسی لئے تو آپ کے فلیٹ میں ہے"---- بلیک زیرو نے ہنستے

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

ہوئے کہا تو اس بار بھی عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنسنے پر مجبور ہو گیا۔

"ٹھیک ہے یعنی احمقوں کے لئے میرا فلیٹ ہی رہ گیا ہے"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ کیونکہ بلیک زیرو کا جواب یہی تھا کہ چونکہ عقل مند نہیں ہے بلکہ احمق ہے اس لئے عمران کے فلیٹ میں موجود ہے۔

"یہ تو آپ کو زیادہ بہتر معلوم ہوگا کہ آپ کا فلیٹ کس لئے ہے۔ میں نے آپ کو فون اس لئے کیا ہے کہ کافرستان سے ناٹران کی کال آئی ہے۔ اس نے جگدیش کو ڈھونڈ نکالا ہے لیکن اس کے جگدیش تک پہنچنے سے پہلے ہی جگدیش ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو چکا ہے۔ اس کی کار ایک آئل ٹینکر سے ٹکرا گئی تھی"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تو جگدیش کی موت کو چھپانے کے لئے وہی پرانا حربہ استعمال کیا گیا ہے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا یہ ایکسیڈنٹ فرضی ہے۔ لیکن آپ کو کیسے معلوم ہوا"۔۔۔ بلیک زیرو نے چونک کر کہا تو عمران نے اسے گنیش کے فون آنے سے لے کر اس سے ہونے والی بات چیت سے آگاہ کر دیا۔

"آپ نے خوامخواہ گنیش کو ڈانٹ دیا۔ اس نے تو بہرحال پاکیشیا سے نیکی کی ہے کہ اس خفیہ تنظیم راک ہیڈ کے ہیڈکوارٹر کا پتہ بتا دیا ہے۔ یہ تنظیم کسی بھی لمحے پاکیشیا کے لئے خطرہ بن سکتی ہے"۔



بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس نے دراصل اپنا انتقام لینے کے لئے مجھے آلہ کار بنانے کی کوشش کی تھی اس لئے مجھے غصہ آ گیا۔ ہیڈکوارٹر تباہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اگر کافرستان اس تنظیم کو قائم رکھنا چاہے تو ہیڈکوارٹر کہیں اور بھی بن سکتا ہے اور اس ہیڈکوارٹر کا تو ہمیں علم ہو گیا ہے لیکن دوسرے ہیڈکوارٹر کا شاید ہمیں معلوم نہ ہو سکے۔ جہاں تک پاکیشیا کے خلاف اس کے کسی مشن کا تعلق ہے تو تم ناٹران سے کہہ دو کہ وہ اس ہیڈکوارٹر میں اپنے مخبر کسی بھی شکل میں پہنچا دے تاکہ اگر کل یہ تنظیم پاکیشیا کے خلاف کسی ایسے مشن پر کام کرے جس سے پاکیشیا کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہو تو اس کے خلاف بروقت کارروائی کی جا سکے۔ اس وقت اس کے ہیڈکوارٹر سمیت اس کے سارے آدمیوں کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس وقت ہمارے پاس اس کا جواز موجود ہوگا"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی یہ تجویز واقعی درست ہے۔ او کے۔ خدا حافظ"۔ بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے بھی خدا حافظ کہتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے سلیمان کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے ہاتھ میں چائے کی پیالی پکڑی ہوئی تھی۔

"یہ لیجئے جناب۔ آپ کی زبان کی خارش کا علاج"۔ سلیمان نے چائے کی پیالی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"زبان کی خارش" ۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"جی ہاں۔ جب آپ بولنے پر آتے ہیں تو پھر بولتے ہی چلے جاتے ہیں اور یہ آپ کا ہی تجویز کردہ نسخہ ہے" ۔۔۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ تو چائے ہے جبکہ میں نے نیم کے پتوں کا عرق تجویز کیا تھا" ۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ ایک گھونٹ تو لے کر دیکھیں پھر آپ کو اندازہ ہو گا کہ نیم کے پتے زیادہ کڑوے ہوتے ہیں یا یہ چائے" ۔۔۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے چائے کا کپ اٹھایا اور اس طرح ڈرتے ڈرتے گھونٹ لیا جیسے واقعی اس کا خیال ہو کہ کپ میں چائے کی بجائے نیم کے پتوں کا عرق ہو گا۔

"ارے یہ تو میٹھی ہے جبکہ نیم کے پتوں کا عرق تو شدید کڑوا ہوتا ہے اور کڑواہٹ ہی دراصل خارش کا علاج ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ کو یہ تو معلوم ہو گا کہ چینی کی مقدار زیادہ ہو جائے تو وہ کڑوی لگتی ہے" ۔۔۔ سلیمان نے کہا۔

"ہاں۔ معلوم ہے بلکہ مجھے کیا سب کو معلوم ہے"۔ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے سلیمان کی بات کا مطلب سمجھ نہ آیا ہو۔

"اور صبح سے یہ آپ کی چالیسویں چائے ہو گی۔ اگر ایک کپ میں چمچ بھی چینی شامل ہو تو اب تک آپ کے معدے میں چائے کے

PK7E@HOTMAIL.COM



ساتھ کم از کم ڈیڑھ پاؤ چینی پہنچ چکی ہو گی۔ مسئلہ تو کڑواہٹ کا ہے زبان پر نہ سہی معدے میں ہی سہی"۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ سلیمان کا مطلب سمجھ گیا تھا کہ وہ اب اسے مزید چائے پینے سے روکنا چاہتا ہے کیونکہ عمران صبح سے مطالعہ میں مصروف تھا اور مسلسل چائے پیئے چلا جا رہا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم نے دیت کا انتظام کر لیا ہے۔ میرا مطلب ہے ایک لاکھ ستر ہزار روپے کا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک لاکھ ستر ہزار روپے اس آدمی کا دیت ہوتا ہے جو کام کرتا ہو تاکہ اس کے غلطی سے ہلاک ہو جانے کی وجہ سے اس کے کام سے جو آمدنی اس کے خاندان کو مستقبل میں مل سکتی تھی اس کا کچھ حصہ اکٹھا ہی مل جائے اور چائے پینے اور کتابیں پڑھنے سے کوئی آمدنی نہیں ہوتی۔ دوسری بات یہ کہ دیت قتل خطا کی مقرر ہے یعنی کسی کی غلطی سے اگر کوئی دوسرا آدمی ہلاک ہو جائے۔ خودکشی کی کوئی دیت نہیں ہوتی" ۔۔۔ سلیمان نے منہ بنا کر جواب دیا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں خودکشی کر رہا ہوں۔ مطالعہ جیسے عظیم کام کو خودکشی کہہ رہے ہو۔ کاش تمہیں مطالعے کے فوائد کا علم ہوتا تو تم کتابیں پھاڑ کر چولہے میں جھونکنے کی بجائے ان کے مطالعے پر توجہ دیتے" ۔۔۔ عمران نے افسوس بھرا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

"میں مطالعے کی بات نہیں کر رہا۔ چائے کی پیالیوں کی تعداد کی بات کر رہا ہوں۔ مطالعہ آپ ضرور کریں لیکن اس کے ساتھ چائے کی بجائے دودھ پیا کریں تاکہ مطالعہ سے آپ کے دماغ میں جو خشکی پیدا ہو جاتی ہے وہ دور ہو سکے ورنہ مطالعہ اور چائے دونوں کی خشکی مل کر آپ کے سر کو پتھر کی طرح خشک کر دے گی"۔ سلیمان نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"سر پتھر کی طرح خشک۔ تمہارا مطلب ہے راک ہیڈ"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صرف راک ہیڈ نہیں۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو راک ہیڈ کا ہیڈکوارٹر کہیں۔ اور شاید اسی لئے آپ نے اسے تباہ کرنے کی بجائے قائم رکھنے کا حکم دیا ہے"۔۔۔ سلیمان نے کہا۔

"ارے ارے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم باورچی خانے میں بیٹھے کان ادھر ہی رکھتے ہو لیکن یہ تو سرکاری راز ہیں اور تمہیں معلوم ہے کہ سرکاری راز سننا کتنا بڑا جرم ہوتا ہے"۔۔۔ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سرکاری کا مطلب ہے کہ سر پر کاری وار کیا جائے لیکن آپ نے سر یعنی ہیڈکوارٹر پر سرے سے ضرب لگانے سے ہی طاہر صاحب کو نع کر دیا ہے پھر یہ راز سرکاری کیسے ہو گا"۔۔۔ سلیمان نے منہ تے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ راک ہیڈ کے ہیڈکوارٹر کو تباہ کر دیا جائے



لیکن اس سے فائدہ۔ اگر تم نے ساری باتیں سن لی ہیں تو تم نے یہ بھی سن لیا ہو گا کہ میں نے اس کی وجہ بھی طاہر کو بتا دی تھی"۔ عمران نے چائے کی پیالی اٹھا کر منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔

"سانپ کی اس خیال سے پرورش کرنا کہ جب وہ بڑا ہو جائے گا اور اس کا زہر قاتل بن جائے گا اور پھر وہ اگر کاٹنے کا ارادہ کرے تب اسے ہلاک کیا جائے۔ شاید آپ نے ہی کسی کتاب میں پڑھا ہو گا ورنہ بزرگ تو کہتے ہیں کہ بیماری کا علاج ابتداء سے ہی کرنا چاہئے ورنہ وہ بڑھ کر ناقابل علاج بھی ہو سکتی ہے اور جہاں تک آپ کی یہ بات کہ ہیڈکوارٹر دوسرا بنایا جا سکتا ہے تو راک ہیڈ کی جگہ راک فٹ بھی بنایا جا سکتا ہے۔ آپ کس کس کی نگرانی کرتے پھریں گے"۔۔۔ سلیمان نے جواب دیا اور دروازے کی طرف مڑ گیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور بلیک زیرو کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے تاکہ اسے اصل ایکشن کا حکم سنا سکے کہ راک ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا جائے۔ بات اس کی سمجھ میں بھی آ گئی تھی کہ برائی کو جڑ سے ہی اکھاڑ دینا چاہئے۔

ختم شد

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

عمران سیریز میں ایک دلچسپ، منفرد اور ہنگامہ خیز یادگار ناول

# روزی راسکل

مکمل ناول

مصنف --- مظہر کلیم ایم اے

○ روزی راسکل-- پاکیشیا کی زیر زمین دنیا سے تعلق رکھنے والی ایک لڑکی جو پیشہ ور قاتلہ بھی تھی اور مارشل آرٹ کی ماہر بھی۔

○ روزی راسکل-- جس کا دعویٰ تھا کہ کوئی مرد فائٹنگ میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور اس نے ٹائیگر کو فائٹنگ کا کھلے عام چیلنج دے دیا۔ کیا ٹائیگر نے یہ چیلنج قبول کر لیا۔ یا--؟

○ روزی راسکل-- جس نے اپنی صلاحیتوں سے کافرستان کا پاکیشیا کے خلاف ایک انتہائی بھیانک منصوبہ ناکام بنا دیا۔ ایک ایسا منصوبہ کہ اگر وہ مکمل ہو جاتا تو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو خودکشی کرنی پڑ جاتی۔

○ روزی راسکل-- جس کی صلاحیتوں کا اعتراف آخر کار ایکسٹو کو بھی کھلے عام کرنا پڑ گیا۔

روزی راسکل-- جو ٹائیگر کو پسند کرنے لگی اور ٹائیگر کو نہ چاہتے ہوئے بھی اس سے دوستی رکھنے پر مجبور ہونا پڑا۔ کیوں--؟

روزی راسکل-- جس کی صلاحیتوں کا آخر کار عمران کو بھی اعتراف کرنا پڑا اور وہ اسے ٹائیگر کا مستقل ساتھی قرار دینے پر مجبور ہو گیا۔

تیز رفتار ایکشن اور بے پناہ سسپنس سے بھرپور ایک یادگار ناول

یوسف برادرز - پاک گیٹ، ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کی کہانی

# عمران کا اغوا

مصنف:- مظہر کلیم ایم۔اے

- عمران کو اس کے فلیٹ سے اغوا کر لیا گیا --- کیوں --- کس لیے--؟
- عمران جو زندگی میں پہلی بار انتہائی بے بسی کے عالم میں مسلسل ایک تنظیم سے دوسری تنظیم کے ہاتھوں اغوا ہوتا رہا لیکن کیا وہ واقعی بے بس تھا۔
- مادام سوسن۔ بلیک شیڈو کی چیف جس نے عمران کو اپنے قبضے میں رکھنے کیلئے اسے ہمیشہ کیلئے چلنے سے معذور کر دیا۔ کیا واقعی عمران معذور ہو گیا۔ یا--؟
- پاکیشیا سیکرٹ سروس جو عمران کی تلاش میں مسلسل جگہ جگہ دھکے کھاتی رہی لیکن عمران کو تلاش نہ کر سکی --- کیوں ---؟
- وہ لمحہ جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یقین ہو گیا کہ اب عمران کبھی اپنے قدموں پر کھڑا نہ ہو سکے گا۔ پھر کیا ہوا۔ انتہائی حیرت انگیز سچوئشن۔
- کیا عمران اپنی معذوری کا کوئی علاج کر سکا --- یا ہمیشہ کے لئے فیلڈ سے غائب ہو گیا ---؟
- عمران کے اغوا کا اصل مقصد کیا تھا ---؟
- کیا عمران کو اغوا کرنے والے اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو سکے یا--؟

انتہائی دلچسپ، حیرت انگیز اور منفرد انداز کی کہانی۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ، ملتان

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ناول

# لاسٹ اَپ سیٹ

مصنف — مظہر کلیم ایم اے

لاسٹ اَپ سیٹ — ایک ایسا مشن جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو فتح حاصل کرنے کے باوجود آخری لمحات میں شکست سے دوچار ہونا پڑا۔

لاسٹ اَپ سیٹ — ایک ایسا مشن جس کا لیڈر بلیک زیرو تھا اور عمران اس کے ماتحت کام کر رہا تھا۔ انتہائی دلچسپ سچوئشنز۔

لاسٹ اَپ سیٹ — ایک ایسا مشن جس میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا گیا — کیوں — ؟

سینئر گنگ — ایک ایسا غیر ملکی ایجنٹ جس کی کارکردگی کا مقابلہ عمران اور بلیک زیرو مل کر بھی نہ کر سکے۔ انتہائی دلچسپ کردار۔

سینئر گنگ — دیوقامت اور مارشل آرٹ کا ماہر ایجنٹ — جس کی دوبدو فائٹ سپریم فائٹر بلیک زیرو سے ہوئی — انتہائی خوفناک اور تیز رفتار فائٹ — نتیجہ کیا نکلا — ؟

- وہ لمحہ۔ جب سنسان اور ویران پہاڑیوں میں عمران اور اس کے ساتھیوں۔ غیر ملکی ایجنٹ سینئر گنگ اور اس کے ساتھی اور کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی انتہائی ہولناک جنگ۔ ایسی جنگ جس میں تمام فریق موت کے منہ میں پہنچ گئے۔
- بلیک زیرو اور توصیف اور عمران اور ٹائیگر علیحدہ علیحدہ اس مشن پر کام کرتے رہے — کیوں — ؟
- وہ لمحہ۔ جب بلیک زیرو نے عمران کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا اور فیصلہ ایکسٹو پر چھوڑ دیا گیا اور ایکسٹو نے عمران کے مقابل بلیک زیرو کی حمایت کر دی — یہ تیسرا ایکسٹو کون تھا — انتہائی دلچسپ سچوئشن۔
- وہ لمحہ۔ جب عمران نے مشن کی کامیابی کو جان بوجھ کر شکست میں تبدیل کر دیا اور بلیک زیرو نے کھلے عام عمران پر غداری کا الزام لگا دیا — کیا واقعی عمران پاکیشیا سے غداری پر اتر آیا تھا — ؟

لاسٹ اَپ سیٹ — ایک ایسا مشن جس میں پہلی بار شاگل کو فتح حاصل ہوئی اور کافرستان حکومت نے شاگل کو ملک کا اعلیٰ ترین اعزاز دینے کا اعلان کر دیا۔ کیا واقعی شاگل کامیاب رہا اور عمران اور بلیک زیرو اس کے مقابل شکست کھا گئے۔ انتہائی حیرت انگیز انجام۔

- انتہائی تیز رفتار ایکشن۔ وقت کی نبضیں روک دینے والا بے پناہ سسپنس ایک ایسا ناول جو ہر لحاظ سے منفرد اور یادگار حیثیت کا حامل ہے۔

**یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان**

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور قطعی منفرد ناول

# مثالی دُنیا

مُصنف ——— مظہر کلیم ایم اے

**مثالی دنیا** ——— کائنات سے بالاتر ایک ایسی دنیا جو اسرار و تحیر کے دھندلکوں میں لپٹی ہوئی ہے۔

**مثالی دنیا** —— جہاں کرہ ارض کی طرح زمان و مکان کی کوئی قید نہیں ہے۔ انتہائی پُراسرار، دلچسپ، انوکھی اور منفرد دنیا۔

**مثالی دنیا** —— جہاں پہنچنے کے لئے روسیاہ کی یونیورسٹی کے پروفیسر لونوکوف نے ایک انتہائی آسان طریقہ دریافت کرلیا —— ایسا طریقہ کہ کرہ ارض کا ہر آدمی وہاں آسانی سے پہنچ سکتا تھا۔

**پروفیسر نورس** —— جس نے یہ طریقہ چوری کرلیا اور پھر اس نے علی الاعلان مثالی دنیا میں آمدورفت شروع کردی۔

**فاسٹ کلرز** —— پیشہ ور قاتلوں کا ایک ایسا گروہ جس نے یہ طریقہ حاصل کرنے کے لئے پروفیسر نورس کو ہلاک کردیا —— مگر اس طریقے کے حصول کی بنا پر انہیں بھی موت کے گھاٹ اترنا پڑا۔

**ڈاکٹر رونالڈ** —— جس نے مثالی دنیا سے ایک خاتون کو کرہ ارض پر آنے پر مجبور کر دیا —— یہ خاتون کون تھی —— ؟ کس طرح کی تھی —— ؟ اور ڈاکٹر رونالڈ اس سے کیا کام لینا چاہتا تھا —— انتہائی پُراسرار اور پُراسرار اور حیرت انگیز سچوئشن۔

**پروفیسر ارسٹائن** —— ایک یہودی ماہر روحانیات —— جس نے پروفیسر لونوکوف کے اس طریقے کی بنا پر پوری دنیا سے مسلمانوں کے خاتمے اور یہودی سلطنت کے قیام کا منصوبہ بنایا اور پھر اس پر عمل شروع کردیا —— کیا وہ اپنے اس بھیانک منصوبے میں کامیاب ہوا —— یا —— ؟

**نوفرتیت** —— مثالی دنیا سے آنے والی ایک دوشیزہ —— جو اچانک عمران کے فلیٹ پر پہنچی اور اس سے امداد کی خواہش کی اور پھر اچانک ہی فضا میں تحلیل ہوگئی —— وہ کون تھی —— ؟

**عمران** —— جس نے پروفیسر لونوکوف کے اس طریقے کو حاصل کرنا چاہا تو اُسے لمحہ بہ لمحہ موت کے خلاف جنگ لڑنی پڑی۔

• وہ لمحہ جب عمران کو اس طریقے کی وجہ سے ایکسٹو کی اصلیت ظاہر ہونے کا یقینی خطرہ پیش آگیا —— کیا واقعی ایکسٹو کی اصلیت سیکرٹ سروس پر ظاہر ہوگئی —— ؟

**مثالی دنیا** —— میں پہنچنے کا پروفیسر لونوکوف کا دریافت کردہ طریقہ کیا تھا —— کیا عمران اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہوا یا نہیں۔؟

انتہائی تحیر خیز، قطعی انوکھی اور منفرد کہانی —— ایک ایسی کہانی جو روحانی اسرار و رموز اور جاسوسی ایکشن و سسپنس کا حسین امتزاج ہے۔

## یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ایڈونچر ناول

# لیڈیز آئی لینڈ

مصنف ___ مظہر کلیم ایم اے

**لیڈیز آئی لینڈ** ___ ایک ایسا جزیرہ ___ جہاں صرف عورتیں رہتی تھیں۔ حکومت بھی عورتوں کی تھی اور رعایا میں بھی صرف عورتیں ہی شامل تھیں۔

**لیڈیز آئی لینڈ** ___ جہاں مردوں کا داخلہ نہ صرف ممنوع تھا بلکہ اسے ناممکن بنا دیا گیا تھا ___ کیوں ___؟

**لیڈیز آئی لینڈ** ___ جہاں ایکریمیا اور اسرائیل کی ایک خفیہ سائنسی لیبارٹری کام کر رہی تھی اور عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتے تھے ___ کیوں ___ کیا وہ اسے تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئے ___ یا ___؟

**لیڈیز آئی لینڈ** ___ جہاں صرف عورتوں کو رکھا ہی اس لئے گیا تھا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں کسی طرح داخل بھی نہ ہو سکے۔

**صالحہ** ___ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نئی رکن ___ جسے چیف نے لیڈیز آئی لینڈ کی اس خفیہ لیبارٹری کو تباہ کرنے کا پہلا مشن سونپا۔ یہ مشن اس کا ٹیسٹ مشن تھا ___ کیا صالحہ اس مشن میں کامیاب رہی ___ یا ___؟

**لیڈیز آئی لینڈ** ___ جہاں صرف جولیا اور صالحہ نے مشن مکمل کرنا تھا لیکن وہ دونوں پہلے ہی مرحلے میں ناکام رہیں ___ کیوں؟ ان کا انجام کیا ہوا ___؟

**مادام روزی** ___ لیڈیز آئی لینڈ کی انچارج ___ جو ایکریمیا کی سپر ایجنٹ تھی ___ کیا وہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو لیڈیز آئی لینڈ میں داخل ہونے سے روکنے میں کامیاب ہو سکی یا ___؟

● کیا عمران اور اس کے ساتھی لیڈیز آئی لینڈ میں مشن مکمل کرنے میں کامیاب بھی ہو سکے ___ یا ___؟

منفرد کہانی ۔ حیرت انگیز واقعات
بے پناہ سسپنس ۔ تیز رفتار ایکشن پر
مشتمل ایک شاہکار ایڈونچر

**یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان**

PK7E@HOTMAIL.COM
www.paksociety.com

مسلسل ایکشن کے متوالے قارئین کیلئے عمران سیریز کا ایک یادگار ناول

# فاسٹ ایکشن

مکمل ناول

مصنف: مظہر کلیم ایم اے

- صفدر اور کیپٹن شکیل کو زہریلی سوئیوں کی مدد سے مفلوج کر دیا گیا۔
- اس ہیوی لوڈر ٹرک پر میگنٹ بم کا خطرناک حملہ جس میں عمران اور ٹائیگر موت کی کشمکش میں مبتلا تھے۔
- ایکسٹو دانش منزل کے برآمدے میں بے بس پڑا ہوا تھا اور سٹار برادرز دانش منزل میں دندناتے پھر رہے تھے۔
- اور یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے کیا گیا کہ عمران اور سیکرٹ سروس سنبھل بھی نہ سکی۔
- جب سٹار برادرز اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے تو عمران کا عجیب و غریب فاسٹ ایکشن شروع ہو گیا ___ ٹام، ٹیری اور عمران کا فاسٹ ایکشن۔
- اس قدر جان لیوا کہ ہر لفظ کے ساتھ اعصاب چٹخنے لگیں ___ اور دل ڈوب ڈوب جاتے۔
- انتہائی دلچسپ اور منفرد ناول

ناشران

یوسف برادرز، پبلشرز، بکسیلرز پاک گیٹ ملتان

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

www.paksociety.com

مظہر کلیم ایم اے

یکے از مطبوعات
یوسف برادرز
پبلشرز، بک سیلرز
پاک گیٹ ○ ملتان

www.paksociety.com